UNIVERSAL LIBRARY
OU_226204
UNIVERSAL LIBRARY

TEXT FLY WITHIN THE BOOK ONLY

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن

جس کتاب کی شدید ضرورت مذہب کو تھی یعنے جزئیات و کلیات

مسایل اسلام کا ثبوت اور بانی تمام

ادیان کا رد بہ دلایل عقلی

بنام [illegible] ام

محاسنِ اسلام

نواب ظہیر الدین احمد خان بہادر مصنف دو بیکرو رسالہ عمادیہ وغیرہ نے

حسبتہ للہ تصنیف کی ہی اور بغرض محض تائید اسلام

صرف بقدر خرچ طبع قیمت رکھی ہی

پس وہ حسب فرمایش فرزند مصنف صاحبزادہ والاشان

نواب موید الدین حسن خان سلمہ الرحمن

مطبع فیض الکریم مین زیور طبع سی آراستہ ہوئی

سوال۔

حضرت عیسی علیہ السلام جو حسب اعتقاد عیسائیان گناہون کے کفارہ مین مصلوب ہوئے وہ کفارہ آیا بعض گناہون کا تھا یا کل کا اور آیا کسی خاص قوم کے لئے فدیہ ہوے تھے یا آدم کی کل اولاد کے واسطے چونکہ نصارے کے ہان یہ مسلم ہے کہ آدم کے گناہ نے اون کے کل اولاد مین سرایت کی لہذا حضرت عیسی کا خون کل اولاد آدم کے جملہ گناہان صغیرہ اور کبیرہ کے کفارہ مین ہدر کیا گیا اور سب لوگ بغیر استثنا کے ہر گناہ سے مغفور ہو گئے ہیں اب کیا ضرور ہے کہ کوئی شخص عیسائی بنے کیونکہ کسی کی بھی بخشایش کسی خاص مذہب کی پابندی یا کفر و شرک سے پرہیز وغیرہ پر تو موقوف رہی نہین بلکہ بغیر عیسائی بنے ہوے ہی محض عیسی علیہ السلام کا مصلوب ہو جانا ہی ہر مذہب و قوم کے انسان کی آزادی اور ہر گناہ کی معافی کو کافی ہے ۔ میرے اس سوال پر پادری تسوپر صاحب نے فرمایا کہ اس کے لئے اعتقاد ضرور ہے مین نے جواب دیا کہ بے اعتقادی بھی اوس عموم مین داخل ہے اور پیشتر ہی بخشی جا چکی ہے - اگر نصارے اپنے خلاف اعتقاد و اصول و خلاف مسئلہ مسلمہ یہ کہین کہ یہ کفارہ عیسائیون کے لئے مختص و محدود ہے تو علاوہ اعتراض و دلیل متذکرہ بالا کے دو اور قباحتین پیدا ہوتی ہین ایک یہ کہ خدا نے جو آدمیون کے گناہ بخشنے کو اپنا اکلوتا بیٹا قربان کر دیا وہ قربانی عام ہی نہ ہوی اور مفید عام ہی نہ ہوی بلکہ مخصوص ہو کے ناقص رہ گئی طرفہ یہ کہ اتنا بڑا اہتمم بالشان کام جو عام کے واسطے کیا گیا اوس سے خاص کو استفادہ دے کر باقی سب کو محروم کر دینا عقلمندی کا بھیکو صاف بیوقوفی ہے دوم یہ کہ یہ کفارہ صرف اونہین لوگون کے لئے ٹھہرا جو وقت قربانی عیسائی تھے یا جو اونکی اولاد مین اب اگر کوئی تازہ عیسائی ہون تو اون کے لئے تعین ہو سکتا کیونکہ فعل قربانی کے وقت یہ شریک نہ تھے من بعد ان کا شریک کیا جانا فعل مغفرت کو مقدم اور اوسکی وجہ کو موخر ثابت کرتا ہے جو بیوقوفی سے بھی بڑھ کر ہے فقط

ظہیر الدین احمد خان مصنف محاسن الاسلام

تاریخ تقریظ از نتائج طبع مولانا و اولانا مولوی فضل الرحمن صاحب دیوبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین نے اس عجیب اور مفید کتاب محاسن الاسلام مولفہ مولانا مولوی ظہیر الدین احمد صاحب نصاب
کو بتمامہ دیکھا اسکی نسبت حسب ذیل اپنی رائے اور کیفیت ظاہر کرتا ہون۔

(۱) اس کتاب کی عبارت سلیس اور عام فہم ہے۔ اسمین انواع و اقسام مضامین
متعلقہ مذہب اسلام اور دیگر مذاہب کو نہایت تہذیب اور عمدگی سے لکھا ہے۔ مینے نظام
اسمین کوئی مضمون ایسا نہین دیکھا جو قواعد شریعت اسلام اور قواعد اخلاق کے خلاف ہو۔

(۲) واقعی یہہ کتاب اپنے طرز اور غرض اور بیان اسرار و وجوہ احکام شرعی مین بے عدیل
معلوم ہوتی ہے۔ یہہ اول تالیف ہے جسکی اہل اسلام کیواسطے حسب مقتضائے زمانہ حال
سخت ضرورت ہے انشاء اللہ تعالی سے امید ہے کہ اسکی ترویج اور اشاعت مین بہت نفع مسلمانونکو ہوگا

(۳) یہہ کتاب جو حقانیت مذہب اسلام کو نہایت مہذب طریق اور محکم دلایل سے ثابت کرتی
ہے اور دلایل عقلیہ سے مذہب اسلام کو دیگر مذاہب پر صد گونہ ترجیح دیتی ہے اپنی وضع مین نرالی ہے
آسمین اول عیسائیون کے اعتقادیات و عبادات و معاملات اور قصص وغیرہ کو بحوالہ کتب مقدسہ
عیسائیان بہت تفصیل سے لکھکر اور اونکو مذہب ہنود کے احکام اور قصص سے ماخوذ اور
متشابہ ثابت کرکے اونکی بے سروپائی کو ظاہر کیا ہے پھر مذہب ہنود کے ضروری احکام
اور اونکے وجوہات کو بقدر ضرورت بیان کیا تاکہ مذہب اسلام کے احکام کی خوبیان

خوب ظاہر ہوجاوین یعنی اسلام کے جزوی وکلی احکام اور اونکی اسرار اور حکم اور دوامی فوائد کو بڑے عقل و قواعد طبیہ و بحوالہ معتبر اقوال ڈاکٹرون اور حکماء کے ایسی وسعت او تفصیل اور استحکام سے لکہا ہے کہ لائق ہزار تحسین ہے خصوصاً اون مہتم بالشان مسائل مثلاً مسائل ارث - تعدد ازواج - مسائل طلاق - پردہ نشینی خرید و فروخت غلام اور لونڈی جہاد - اکل حیوانات - سود - وجود شیطان وغیرہ کو جو مخالفان اسلام کے محل اعتراض شمار ہوتے ہین بلکہ بعض مدعیان اسلام کو بھی اونمین مغالطے واقع ہوتے ہین ایسے دلایل سے بیان کیا ہے کہ مخالف کو محل تعرض اور موقع انکار باقی نہین رہا۔ یہ آرزو تھی تجھے گل کی رو برو کرتے ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے

فجزاه عن المسلمین -

(۴) یہہ کتاب علامہ مولف کے عقائد کی خوبی اور پاکی اور اوسکے معلومات بے حد و ذخیرہ اور علوم مشرقی و مغربی کی جامعیت اور فنون جدیدہ کی واقفیت کو واضح طریق سے ثابت کرتی ہے اور فی الواقع اس قسم کی تالیف لایق قدر ہے -

(۵) ضمیمہ کتاب مین واسطے تحقیق و ثبوت بعض مطالب طبیہ مندرجہ کتاب کے ایک نہایت معتبر کتاب مصنفہ ڈاکٹر براون صاحب پرنسپل و پروفیسر میڈیکل اسکول لاہور مترجمہ سید عزیز الدین صاحب کا انتخاب درج کیا ہے جو دقیق مسائل اور اصول طب انگریزی پر مشتمل ہے اور فوائد سے خالی نہین فقط

چہ تالیف کرد این کتاب عجیب
ز روح القدس شد ہمانا مدد
کسے را کہ در دین بجوید دلیل
عزیزیکہ در کار دین رنج برد
وصار ظہیر الدین المہتدی

ظہیر الدین احمد کہ دل شاد باد
کہ تحقیق حق شد بحسب مراد
کہ کس بندہ عقل ہرگز مباد
خدایش زما اجر بے حد دہاد
فنعم الرشاد ونعم العماد
وان کنت تطلب تاریخہ

ہمان حسن کہ اسلام وارد ورخت
بہ تہذیب از بہر اعلاء دینا
پی دفع شبہات و تسکین دل
جزاہ اللہ عنا ظہیر الملا
بجوان حرحرفش کہ ہر باب وے
فقل ان ہذا الشئی یراد
۱۳۱۲

باین نسخہ شد خویش ستاد
ندارم ز رنگینی تالیف یاد
نباشد ازین خوبتر اوستاد
سعی فی الصلاح ذوی الفساد
در فیض بر روی عالم کشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر ہے اوس حکیم علی الاطلاق کا جسنے دین اسلام کو سب دینون سے اسطرح فایق بنایا
کہ اوس کے ہر حکم ادنٰے و اعلٰی مین حکمتین (جو تا یوم قیامت قایم رہنے کے لایق ہین اور بغیر
جنکی پابندی کے دنیا کے کامو مین ایک قدم آگے نہین بڑھا سکتے اور آرام و آسایش صحت و
تندرستی محبت و دوستی انتظام و امن بے اون کے پابندی کے ممکن نہین) اس آسانی کے سات
رکہیہ ہین - کہ کچھہ بھی اونکی تعمیل مین وقت نہین اور ضعیف سے ضعیف بہی اونکے ادا کرنے
پر قادر ہے آور اتنی بڑی حکمت کا بدلہ صرف شکر گردانا کہ ولقد اتینا لقمان الحکمۃ ان
اشکر اللہ اور ان احکام کی تعمیل مین جو سراسر ہماری ہی بھلائی کے لئے ہین ہمین کو جزا دینے
کا وعدہ فرمایا اور چونکہ انکی پابندی کرانیکو ایک حاکم و آمر کی انسانون مین سے ضرورت تھی
حضرت رسول مقبول معدن حلم مخزن عقول کو اس ملت سراپا حکمت کی تعلیم کیواسطے
ماموُر فرمایا اور وقت بوقت ان احکام کی کنہ و حقیقت کی تعلیم خود آپ اوس جناب رسالت
مآب کو دیتا رہا اور یہہ ارشاد کیا کہ ازبسکہ یہہ زمانہ جاہلیت کا ہے کسی کو ان مسایل حکمت کی نہ رغبت
ہو سکتی ہے نہ قدر اسواسطے ان کے وجوہات و اسباب کے بتانے کے درپے نہ ہوجیو اور اپنا
وقت ضایع نکرو صرف آثار و دلایل سے یہہ ثابت کردو کہ یہہ سب احکام ہمارے حضور سے
جاری ہوے ہین اور یہہ بتادو کہ الدین النصیحۃ یہہ سب احکام تمہارے بہلائی کے واسطے
ہین ان کو قبول اور ان پر عمل کئے چلے جاؤ اور کوئی دلیل نہ پوچھو اور حجت نہ لاؤ سچ ہے بچونکو

کوئی نصیحت کرتے ہین تو یہہ نہین کہتے کہ اوسمین مسلسل کیا خوبیان ہین اور یہہ نہین سمجہاتے بیٹھتے کہ مثلاً دوا پینے سے وہ کسطرح گردش خون مین شریک ہوگی کیا عمل جسم و دماغ پر کریگی کیونکر تنقیہ مزاج کا ہوگا بلکہ صرف یہہ حکم دیدیا جاتا ہے کہ دوا پی لو کہ یہہ تمہارے لئے اچہا ہی یا کہ یہہ کام نکرو کہ برا ہے اللہم صل وسلم علی سیدنا محمد الذی دینہ نصیحۃ وحکمہ حکمۃ وھداہ شفاء ودعاہ دواء لکل داء وعلی آلہ وصحبہ مصحح الادیان ومنقح الآراء ومصلح المذاہب ومعلم الحکماء اما بعد حکمت کے خوبیان حکیم ہی جانتا ہے اور جب کبہی کوئی حکیم ایک حکمت کا مسئلہ کہتا ہے یا نصیحت کرتا ہے تو فورًا سامع کے سمجہہ مین نہین آتا خاصکر وہ باتین جو عوام کو توجیہات سمجہانے کے لئے نہین بلکہ منوانے کے لئے کہے جاتے ہین اسلئے عادت یہہ رہی ہے کہ پہلے بزرگی مان لی جاتی تھی بعد اوس بزرگ کے کل احکام قبول کر لئے جاتے پس بقدر مراتب بزرگان اون کے احکام عمدہ اور مناسب ثابت ہوتے تھے ساتھہ اس کے چونکہ اِن احکام کی وقعت و اسباب سمجہنے کا ہر شخص اہل نہین ہوتا لہذا یہہ سمجہہ مین ہی آتے تہے تو بقدر مراتب و فہم سامعین چنانچہ یہی بات ہوئی دین اسلام کی کہ اگرچہ اس کے کل احکام خواہ چہوٹے یا بڑے خواہ ہلکے یا بہاری حکمت و ضرورت دنیاوی پر مبنی ہین مگر ہر شخص کا یارا نہین کہ اس بات کا ثبوت اس پابندی کے ساتہ دے کہ ہر جزو احکام کی خوبی ثابت ہو یہان ہمارا پہلا منصب یہہ ہے کہ اسکی حقانیت دریافت کرلین اور اسمین شریک ہوجائین اور جسطرح ایک بزرگ یا حکیم کی بزرگی تسلیم کرنیکے بعد آنکھین بند کرکے اوسکی پیروی کرتے ہین دینی احکام مان لیتے چلے جائین اسیطرح ہی غیر دین والون کے قایل کرنے کو ہمارا دوسرا کام یہہ ہے کہ بقدر فہم خود ان احکام کا عقل و حکمت پر مبنی ہونا ثابت کردین اور جہان عقل رسائی نہین کرتی اوس جا اون احکام دین سے انکار نکرین بلکہ یہہ عذر

ور پیش لائین کہ ایام جاہلیت کے نسبت آج کل کی تحقیقات اور دانش ابہی ایسی نہین بڑہگئی کہ
یہہ مسئلہ سمجہہ مین آئے البتہ بمرور زمانہ خودبخود اس کا ثبوت پیدا ہوجائیگا جیسا کہ بہت سے
مسائل کا ثبوت طبی تحقیقات اور دیگر تجاربت سے ملتا گیا ہے چنانچہ آئندہ بیان ہوگا۔
مین نے بہی اس کتاب مین یہی کیا ہے کہ جہان تک میری عقل ناقص نے رسائی کی دین اسلام کے
احکام و مسایل کو عقلاً ثابت کیا کہ یہہ پابندی اور یقین کے لایق ہین بااین یہہ کام ایسا آسان
نہین جو ایک ادنے سمجہہ اور علم والا شخص جیسا مین ہون اس کا بیڑا اوٹہاے اور کامیاب
ہوہان اس کا دعوے بیشک کرتا ہون کہ جہانتک حالت موجودہ مین کہ کوئی کتاب
اس فن کی نظر نہین آتی ممکن تہا مین نے اپنا فرض ادا کیا ہے حقیقت یہہ ہے کہ مین نے
ایک نیوڈالدی اور ایک جادہ مقرر کردیا ہے علامہ فہامہ لوگ اس نیو پر محل اور اس
جادے کو شاہراہ بنالین۔ اور اس چہوٹی سی کتاب کا نام اس مقصد کے لحاظ سے

محاسن اسلام رکہا ہے۔

ف اکثر لوگ جو دین اسلام نہین رکہتی اسبات کے قایل ہین کہ اسلام کے احکام بڑی
دانشمندی سے ضبط کیے گئے ہین اور اونمین بہت سے خوبیان ہین لیکن چونکہ اونکی
آنکہون پر غشاوہ ہے وہ ان احکام کی پابندی نہین کرتے نہایت عجب کی یہہ بات
ہے کہ ایک چیز کو اچہی ہی مانین اور اوسکی پابندی ہی نکرین۔ پس مین نے اس کتاب
مین اونہین خوبیونکو اسطرح جمع کرکے بتادیا ہے کہ ہر صاحب عقل سلیم اونکو قبول کرے
اور پکار اوٹہے کہ بیشک احکام اسلام ایسے خوبیون پر مترتب ہوے ہین کہ بدو اسلام
سے انہین کی ضرورت تہی اور علی الدوام یہی رہنے کے لایق ہین یہان صاحبان عقل سلیم
سے وہ لوگ مراد نہین جو تعصب و نفسانیت سے حق رائی کو چہپاتے اور ہٹ دہرمی

سے نیک کو بد بتاتے ہین - مین نے اسطرحکا ثبوت دینے مین بالتفصیل اون مصنفان
غیر مسلمین کے نام یا عبارت نہین لکہی اسلیئے کہ وہ لوگ محض اپنی رائے دیگئے ہین عقلاً
اوس رائے کا ثبوت نہین پہونچایا ہے اور نیز اسواسطے کہ مجہے اس کتاب مین اختصار
مدنظر تہا چنانچہ اسی اختصار کی وجہ سے مین نے جنایات و فرایض سے بحث نہین کی
بلکہ اوس کی نسبت یہان صرف اسقدر لکہدیتا ہون کہ عیسائیون مین جنایات کی کوئی
سزا ہی نہین ہے بلکہ ہر گناہ کے لیئے جو انسان کا گناہ ہو معافی کا حکم ہے اور اگر مظلوم
معاف نکرے تو وہ کامل عیسائی نہین سمجہا جاتا گویا خدا اوسکو ظلم سہنے پر اوس کے نفس کے
خلاف مجبور کرتا ہے حالانکہ اون کے پاس خود صفت خدا کی گناہ گار کو بغیر سزا کے چہوڑنے یا معاف
کرنیکی نہین ہے چنانچہ اوس کی تعریف یہہ ہے وہ قصور اور گناہ کو نہین معاف کرتا -
ک یوشع ۲۴ ه ۱۹ گناہ گارون کو بالکل نہین چہوڑتا ک ناحوم ۱ و ۳ ک ایوب
۱۴ و ۵ باپون کے گناہونکا بدلہ بچون سے تیسری چوتہی پیڑہی تک لیتا ہے س خروج
۲۰ و ۵ ۳۴ و ۷ س اعداد ۱۴ و ۱۸ ک یرمیاہ ۳۲ و ۱۸

جنایات

اور ہماری بابت معافی کا شوق اس خوبی کے ساتہ دلایا گیا ہے کہ ممکن نہین کہ اس سے
بڑہکر نصیحت اور حکم ہو سکے پہلے تو ہر گناہ کے مناسب سزا رکہی گئی ہے پہر مظلوم
بیچارے کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو معاف کردے خواہ کچہ لیکر یا یونہین
پہر معاف کرنے کے فواید اور اوس کے بدلے مین خدا کے ہان سے انعام کا
وعدہ اس خوبی سے بیان ہوا ہے کہ خود بخود اس کا جی معاف کرنیکو چاہتا ہے
اگر نہ معاف کرے تو وہ مخالف دین اسلام نہین متصور ہوتا اسیطرح فرایض یعنے تورث
فرایض کا حال ہے چنانچہ عیسائیون کے ہان سواے بڑے بیٹے کے باقی سب محروم الارث

فرایض

ہوتے ہین اور مرنے والے کو وصیت کا اتنا بڑا اختیار ہے کہ بیوقوفی یا بے انصافی یا خودغرضیون
کی تعلیم وغیرہ بیجا اسباب سے وہ مرتے وقت تک جسکو چاہتا ہے محروم کردیسکتا ہے
اور جس غیر الحق کو چاہے مال دے دے سکتا ہے نہ کوئی ضابطہ ہے نہ قانون جو ایک وتیرہ
پر پابند کرے اور عقلاً وتدبیراً بھی درست ہو۔ اور ہندؤن کے ہان اناث کو کوئی حصہ ہی
نہین وہ مال کے مالک ہی نہین ہوتین ہمیشہ دست نگر وخیرات خوار ہین نہ باپ کے گھر سے حصہ پاتیان
نہ خاوند کے اس سے جیسی کچھ تباہی ان بیچارونکی ہوتی ہے ظاہر ہے پس دین اسلام نے
دونون کو حصہ دیا اور گو عورتون کے لئے مردون کا نصف مقرر فرمایا مگر نتیجہ مین انکو
اتنا ہی مل رہتا ہے اور عورت ہونیکی حیثیت سے جتنا کچھ انہین اور ہونا مناسب ہے
ان کا حق مقرر ہوا ہے مثلاً عورت کو ہمیشہ مرد کی حفاظت مین ہونا ضرور ہے خواہ وہ مرد
بیٹا ہو یا خاوند یا باپ یا بھائی پس انکا حصہ اس کے حصہ سے مل کر کامل عدد ہوجاتی
ہے اور اسیقدر یعنے مرد کا نصف عورت کے بہبود کے لئے کافی بھی ہے اگر زیادہ ہوتے
تو قباحتین پیدا ہوتی ہین جن کا بیان طول وطویل ہے قطع نظر اس کے خاوند کے
حصہ مین سے ربع یا ثمن مع مہر کے اور بیٹے کے حصہ مین سے ثلث اور بھائی کے حصہ مین
سے سدس وغیرہ مل کر کچھ تھوڑا نہین ہوتا۔

ان کے سوائے بہت سے جزئیات ہین جنکے خوبیان بتانے کو کوئی دلیل لانی ضرور نہین
اور جن کے قایل حکمائے زمانہ حال ہو رہے ہین اور ہو چکے ہین چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہین
کہ صحت وآسایش اگر منظور ہے تو کھانا کھاؤ ثقیل وچرب غذا متروک کرو اور یہ
رائے مقبول عام ہوگئی ہے جو ہمارے ہان بدو اسلام سے پابندی کے ساتھ جاری
ہے بزرگان اسلام ایک سالن سے زیادہ نہ کہاتے تھے اور اگر کوئی کہاتے تو معیوب

اور اسراف جانتے تھے اس کے ساتھ لوگ مجبور نہین کر دیئے گئے تھے کہ ایسا ہی کرین بلکہ اونہین اجازت تہی کہ اگر چاہین اور مناسب سمجہین اور ہضم کر سکین تو نعمتین کہایا کرین مگر کہانے کی ترکیب ایسی بتای جس سے خود بخود مقدار معین ہو جاتی ہے مثلاً کہانے کے لئے اکڑوں بیٹھنا کہ پیٹ دبا رہے اور کہاتے ہوے باتین نکرنا کہ بے خیالی مین کہانا زیادہ نہ کہایا جائے کہانے کی شکایت نہ کرنا وغیرہ اور ایک صاحب کم سونے اور صبح خیزی کی تعلیم دینے مین چنانچہ یہہ بیت بہی اون کے ہان مشہور ہے ۔ —

ارلی ٹو گو ٹو بیڈ رانڈ ارلی ٹو رایز ٹو میکس اے میان ہلتی ولتی آنڈ وایز

فریب و دغا منع

اسیطرح فریب و دغا ایک بہت بڑا مسئلہ فریب کی ممانعت کا ہے اس کا اصول یہہ ہے کہ جس کام مین فریب یا فریب کا شائبہ ہو وہ منع اور حرام ہے ۔ مثلاً کسی جنس کے بڑے حصہ کو نیچے اور اچہے کو اوپر رکہکر دکہانا یا بیچنا اور اسی اصول پر خضاب سیاہ حرام ہوا اور داڑہی کا منڈہوانا منع ہونے مین بہی کسقدر یہہ اصول بہی ملحوظ رکہا گیا ہے اور اسی اصول پر بہت سے معاملات کے مسایل رکہے گئے ہین جن مین سے بیع فاسد کا کالعدم ہونا بہی ایک ہے اور مین ان سب کی تفصیل و تطویل کے جانب متوجہ نہین ہو سکتا کہ ان کے لئے دلیل کی ضرورت نہین اور نہ یہہ کتاب اوسصورت مین ختم ہو سکتی ہے اب اصل مطلب شروع کرتا ہون و باللہ التوفیق وہو خیر الرفیق ۔

حصہ اول

حصہ اول

تمہید

تمہید

جتنے دین و مذہب اسوقت دنیا مین رایج ہین اون ہر ایک کے ماننے والے صرف یہی نہین سمجہتے کہ اپنا دین حق پر ہے بلکہ اسبات کا یقین کرتے ہین کہ ہمارا دین

خداکے طرف سے بہیجا گیا ہے باقی سب دین باطل اورانسان یا شیطان کے نکالے ہوئے
ہین - ان مذاہب مختلفہ مین سے اکثر تواس کے قایل ہین اوراس کا ثبوت بہی موجود ہے
کہ اونکا دین ایک زمانہ محدود سے نکلا ہوا ہے لیکن بعض ایسے بہی ہین جو یہہ اعتقاد
رکہتے ہین کہ اپنا دین ابتدائے عالم سے چلا آتا ہے گو یہہ بات نہ سمجہہ مین آسکتی ہے
نہ اس کا کوئی ثبوت بہم پہونچ سکتا ہے -
غرض جملہ مراتب دنیا کے لیئے ایک قانون مقرر ہے جو اوس مذہب کی کتاب کہلاتا ہے
(گو بعض لوگ اوس کتاب کے خلاف بہی اپنے باپ دادا کے رواج کو لازمہ مذہب
گردان کر پابندی کرتے ہین -) اور یہہ کتابین اونکے پیروان مذہب سے خواہ
آسمانی یعنے خدا کی بہیجی ہوی مانی جاتی ہین یا مرشدون اور بانیان مذہب کے
اقوال بہرحال ان کتابون اور احکام کی پابندی کو مرلت والانجات اخروی کے لئے
ضروری سمجہتا ہے اور کوئی شخص یہہ نہین خیال کرتا کہ کوئی حکم کسی دین کا بے ضرورت
دنیاوی نکالا نہین گیا کیونکہ خدا کو کوئی اس سے فائدہ نہ تہا کہ ہمارے لیئے احکام
کی پابندی مقرر کرے نہ اس پابندی کے چہوڑ دینے سے کوئی اوس کا نقصان ہے
بلکہ نقصان ہے تو ہمارا ہی دنیاوی نقصان ہے پس اب یہہ بات کہ پہر خدا کے
پابندی عدم پابندی کی جزا و سزا کیون دیتا ہے - اس کا جواب یہہ ہے کہ اگر
ہم اپنے بچے یا اپنے عزیز کو مصلحۃً کوئی حکم دیتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ علم سیکہو یا کڑوی
دوا کہالو یا شیرینی نہ کہاؤ اور وہ یا تو یہہ سمجہتے نہین کہ ہم کیون ایسا حکم دے
رہے ہین اور اوسمین فائدہ ہی کیا ہے یا سمجہتے ہین اور اوسکی تعمیل مین اونہین
بار معلوم ہوتا ہے اسلئے تعمیل نہین کرتے اور بعضی ہماری اطاعت اور محبت سے

اور بزرگی اور عقل کے امتیاز پر مان بھی لیتے ہین تو ہم فریق اول سے ناخوش ہوتے
اور اونہین سزا دیتے ہین اور فریق ثانی سے راضی رہتے اور جزا دیتے حالآنکہ
ہمین اون کے ماننے نہ ماننے سے نہ کوئی فائدہ ہے نہ نقصان - پس یہی حال
خدا کے احکام اور اونکی تعمیل و عدم تعمیل و جزا و سزا کا ہے - اب رہی یہہ بات
کہ دینی احکام صرف دنیا ہی کے ضرورت کے لئے ہونا عقل سے کیونکر ثابت
ہو سکتا ہے اس کا ہم یہہ جواب دیتے ہین کہ کوئی حکم دین کا عقل سے باہر نہین خواہ
وہ دین کوئی ہو اور بے ضرورت کوئی حکم دین کا خواہ آسمانی ہو یا نہو نہین بنا -
مگر اسمین دو باتین ہین اول یہہ کہ جسوقت پر کسی دین کا ایجاد ہوا اوسوقت اوس کے
احکام کی مصلحت کا اظہار دو سبب سے نہین کیا گیا ایک یہہ کہ عام طور پر اوس کی خوبیون
کو سمجھنے کا حوصلہ شخصین مین نہ تہا دوم یہہ کہ اگر ضرورتین اور خوبیان بہ تکلف سمجہائے
بہی جاتین تو علاوہ تکلیف مالایطاق کے یا تو یہہ ہوتا کہ ہر حکم مباحثہ مین پڑکر بجا
منوی حاصل ہونے کے عوض تمام مصالحین برباد جاتین یا ایسا ہوتا جیسا کسی دوائے کا
نسخے کے معلوم کر لینے کے بعد اعتقاد نہین باقی رہتا اور فائدہ نہین حاصل ہوتا اسلئے
عقل اسی کی مقتضی ہوی کہ اسکا علم بانی مذہب ہی پر موقوف رہے اور اوس کے احکام
بغیر عذر کے مجبور کر کے منوای جائین - دوسری بات یہہ ہے کہ مرور زمانہ یعنے اسوقت
مین بہی کہ علم اور تمیز اور عقل اور سمجھ اپنے نصف النہار پر ہین ہم غور سے احکام دین کی خوبیان
نکالتے اور اسکو تولتے ہین کہ فلان امر عقل کے موافق ہے یا مخالف اور اس پر بہی بعض
چہوٹی چہوٹی باتون مین ہمارا فہم رہ جاتا ہے تو اس سے یہہ نہین سمجہنا چاہیئے کہ یہہ
بانی مذہب کے بیوقوفی ہے یا بے ضرورت یہہ شق لگا دی بلکہ یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ جب

ایسی بڑی بڑی امور عقل اور ضرورت ہی کے لحاظ سے ہونا ثابت ہوگیا تو ممکن
نہین کہ چھوٹی چھوٹی شقین بے ضرورت اور خلاف عقل ہون لیکن یہہ
ہماری ہی عقل کا قصور ہے جو فی الحال اسکو متبادر نہین ہوتی ورنہ جو باتین چند
ہی دنون پیشتر عقل مین نہ آتی تہین اب آنے لگ گئین تو کیا بعید ہے کہ اب بہی جو
بہت خفیف سی رہگئی ہین وہ بہی حل ہوجائین۔

ف یہان بعضون کو یہہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب عقل پر مبنی ہے اور جن
امور کی پابندی کرائی جاتی ہے وہ ہماری دنیاوی مصلحتون کو بڑی ہی عقلمندی
کے ساتہہ جمع کرکے بنام نہاد دین و مذہب سکہائے جاتے ہین جن مین سے بعض
امور تو حکماے حال نے ثابت کرلیا اور باقی بمرور زمانہ ثابت ہوجائینگے تو ان
عقلی باتون کو مذہب سمجہنا اور ان کے سمجہانے کے لئے خدا و فرشتگان و دوزخ
وجنت کو ثابت قرار دینا کیا ضرور ہے مذہب کی پابندی بچونکو ہوا اور بڈہے
ڈرانے اور آہا اور جنت کا لالچ دلانیسے بڑہکر نہین ہے نہ خدا ہی کا وجود ہے نہ یہ اوسکے احکام
ہم خود حسب موقع قوانین بناکر کاربندی کرسکتے ہین اعتقاد مذہب کی ضرورت ہی کیا ہے پس اسکا جواب یہہ ہے
کہ جب حکمت کا ایک دقیق مسئلہ جس پر سیکڑون برس لوگ بہتی رہے حل ہوجائے اور اوسکا موافق عقل ہونا ثابت ہو تو اوسکے
موجد کی عقل مانی جائیگی یا اوس کے وجود ہی سے انکار کیا جائیگا ایک مدت سے
چہہ سو دانشمندون کی پارلیمنٹ بیٹہکر ایک ضابطہ احکام جس کا ایک حکم بہی ایسا
جو ہر پہلو سے قابل تسلیم اور بغیر اعتراض کے لایق قبول و منظوری ہوا اور اوسی
مدت غیر منتہی تک تو کیا معنی بیس پچیس سال تک بہی تغیر و تبدل کے خراد پر
چڑہایا نہ پڑے جاری نہین کرسکتی تو اتنے بڑے مجموعہ قوانین وضوابط کو

یہہ سمجہناکہ ایک آدمی نے نکال لیا ہے لہذا اوس ذات کا حکم نہین جو آدمی سے بہت بڑھکر ہے یا یہہ دنیاوی عقلون کے تصنیف ہے بڑی ہی بے انصافی اور ظلم ہے۔

ف اب تک ہم نے عام طور پر یہہ بیان کیا ہے کہ جتنے مذاہب دنیا مین مروج ہین سب کی بنا عقل پر ہے اور وہ بنا بروقت ایجاد مذہب سمجہہ مین نہین آئی یا سمجہائی نہین گئی اور اب سب کی ضرورت ثابت ہوسکتی ہے۔ پس اس ہمارے بیان سے یہہ لازم آیا کہ جتنے مذاہب مروجہ ہین سب حق ہین حالانکہ ایسا نہین ہے۔ پس اس بات کی دریافت کے لئے کہ عقلاً کونسا مذہب انسان کے دنیاوی بہلائیون کے بہلئے ضروری ہے ایک معیار ٹہرانا لازم آیا اور اس غرض سے دو امور کو ہم معیار ٹہراتے ہین ایک یہہ کہ جس مذہب کے زیادہ تر احکام اور ہر حکم کا زیادہ تر حصہ آجکل کی عقل کے موافق دانائی اور ضرورت دنیاوی مین کامل پایا جائے وہ دین قبول کرنے کے لایق ہے دوم یہہ کہ جس دین کے احکام صرف وقت رواج دین ضروری تہے اور بمرور زمانہ اونکی ضرورت باقی نہین رہی یا خاص خاص ملکون یا قومون کی حوایج و رسم و رواج کی لحاظ سے لازمی تہے اور عام طور پر تمام روی زمین پر اور خاص کر زمانہ حالیہ مین اون کا رواج نہ ممکن ہو نہ مناسب وہ دین تو بیکار سمجہا جائے اور جو اس کے خلاف ہو یعنے جس کے احکام اب اور آیندہ ایک زمانہ نا متناہی تک عام طور پر ہر فرق اور ملک کے لئے ممکن اور ضروری ثابت ہون وہ دین عام طور پر قبول کرنے کے لایق بلکہ لازم مانا جائے۔ ہم اب چونکہ ہندوستان مین ہین ہمارا روی سخن

صرف دو بڑے اور پہیلے ہوے مذہبون سے ہوگا یعنے ہندوی اور عیسائی
باقی چہوٹے چہوٹے فرقے جیسے پارسی اور سکہہ وغیرہ اہین خطاب کے لایق
نہ سمجہے جائینگے کیونکہ نہ اِن کے احکام عام ہین نہ اِن کے معتقدین اپنے
مذہب اصلی پر ذرہ بھر بہی قایم گو ہنود اور عیسائی بہی اوس مذہب پر قایم
نہین جو ابتداءً ان کے لیئے بنا ہوا ہتا مگر پھر بہی اب جو مذہب رطب و یابس
باقی ہے اوس کے تو وہ پابند ہین برخلاف پارسی اور سکہہ وغیرہ کے کہ یہہ
بالکل دہرئے ہین - پارسیون کے مذہب مین زنار نہ تہی ہندؤونکو دیکہکر
باندہنا شروع کی اور اسیطرح ہندونکے دیکہا دیکہی تہوک اور جہوٹے سے
پرہیز کرنے لگے ہین اور ہولی دیوالی وغیرہ کل رسوم ہندوی بہی اونہین سبے
پیروی مین اختیار کر لئے اور اب جو انگریزون کا رواج ہے اوسی اپنے قبول
کیئے ہوے رواج اور اصول مذہب پر ہنستے ہین اور چہٹے بیٹہے پیرون سے
اوس آگ کو بجہاتے ہین جس کا مونہہ سے گل کرنا قتل انسان کے برابر گناہ تہا
اور اس سے بڑہکر یہہ کہ ان کی کتاب ادعاے فارس کے عام کتابخانون
کے ساتھہ ایسی جلا دیئے گئے کہ کوئی نسخہ سواے احکام جنایز کے ان کے ہان
باقی نرہا مگر بعد ایک مدت مدید کے ایک دستور صاحب نکلے اور دعوے
کیا کہ میرے پاس اصلی کتاب ہے اور ایک کتاب پیش کی
جو خود نے تصنیف کر لی تہی اور نہ کوئی دلیل اسپنے اوسکی اصل ہونیکی
بتائی نہ مقتضاے وقت کسی نے کوئی حجت کی یعنے ضرورت اسی کی متقاضی تہی
کہ اوسکو مان لیا جائے کیونکہ نہ ہوت سے کپوت بہتر تہا اب اوس کے بہی ایکمدت

بعد یہہ دلیل لاتے ہین کہ پہاڑون پر بہت سے کتبے اتفاقیہ دریافت ہوے ہین جنکو ہماری کتب موجودہ سے ملایا تو بالکل مطابق نکلے اور کتبے کی تاریخ پانچ ہزار برس کی پائی گئی بہلا کیا کسی ہی درجہ کی عقل رکہنے والا یہہ نہین سمجہہ سکتا کہ جس کا جی چاہے پوشیدہ پہترون اور پہاڑون پر پانچ کیا دس ہزار برس کی تاریخ لکہکر کتبے کہود ڈالا اور اونہین ایسے بنا دیا کہ قدیم معلوم ہونے لگین ناممکن نہین ہے پس یہہ کوئی دلیل ثبوت نہین ہوسکتی اور نیز ان کا مذہب جب ابتدا ہوا دوسرے مذہب والے اس مین شریک کئے گئے اب ہندو ونکو دیکہکر دوسرے قومون خصوصًا مسلمانون سے ایسا پرہیز کرتے ہین گویا انکا مذہب اوس کی اولاد مین رہا جو پہلے اس مذہب پر پیدا ہوا تہا یا گویا ابتداے پیدائش عالم کے یہہ ان کا مذہب چلا آتا ہے اور سکہون کا دین گرو نانک نے اس نیت سے ابتدا کیا تہا کہ ہندوون اور مسلمانون کو ایک کردے اور دونون فریق کو اوس مین ملایا تہا چنانچہ اونکی پوتہی کی ابتدا یہہ ہے

پہلا نام خدای نو دوجا نام رسول ۔ تیجا کلمہ پڑھ رے نانکا جو درگہہ پوین قبول

اور نیز یہہ لکہا ہے ع ماجہہ محمد بہگت اجاین - یعنے بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت ضایع ہے - اور گرو نانک کا چولا یا خلعت خاص جو پہنتے تہے اور دعوے کرتے تہے کہ وہ اونہین خدا کے پاس سے ملا ہے اور جواب تک پنجاب مین موجود ہے اوس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گرو صاحب مسلمان اور پکے موحد تہے چنانچہ کلمہ طیبہ اوس پوشاک پر لکہا ہوا ہے مگر اب بجاے توحید و اسلام کے آئین ہنود کی پابندی اور اہل اسلام کی چہوت سے پرہیز لازم مذہب سکہان رکہا گیا ہے غرض ان دونون کا ذکر صرف مثال کے طور پر آگیا ورنہ اسطرح کے کم پہلے ہوے

مذہب اس لایق نہین جو ہمارے اس تحریر مین روے سخن اون کی طرف کیا جاوے
ہم یہہ کہہ آئے ہین کہ ہم اس رسالے مین صرف ہنود اور عیسائیون کو بمقابلہ مذہب
اسلام مخاطب کرینگے پس بغیر تعصب کے ہم یہہ بتا دینا چاہتے ہین کہ مذہب ہنود
گو بڑی ہی حکمت پر مبنی تھا مگر اوس کی ضرورت و مصلحت اب اس ترقی یافتہ
زمانہ مین باقی نہین رہی۔ اس کے بعضی وہ مسایل جو مسایل اسلام کے معارض ہین
اون سے اپنے موقع اور مقام پر بحث کیے جائینگے مگر بالفعل مین اون حکمتون
کو ظاہر کرنا چاہتا ہون جو اوس وقت پیش نظر تھے اور جو سواے اون مسایل
معارض کے ہین اور بسم اللہ اس سے شروع کرتا ہون کہ غور کرنے سے یہہ معلوم
ہوتا ہے کہ یہہ مذہب موسی علیہ السلام اور اون کے بیشتر کے پیغمبرون کے حقانی
مذہب اور فرعون و سامری و مشرکین عرب کے باطل عقیدون کے ساتھ مع مسایل
حکمت و ضرورت ملکی و زمانی ملا کر بنا دیا گیا ہے چنانچہ بیل اور پہاڑ کی پوجا تجلی طور و درخت
سینا ہے اور دریاؤن کا اعتقاد رود نیل کا حادثہ اور گائی کی عزت اور مال کی عظمت
سامری کا بچھیڑا اور قارون کا خزانہ وغیرہ۔

مذہب ہنود

توریت اور دوسرے کتب انبیائے سلف سے جو ہم کو ان کا مذہبی تعلق ملتا ہے
وہ مختلفاً ذیل مین درج ہوتا ہے گو اسمین شاذ جائے پر تھوڑا سا فرق پایا جاتا
ہے جیسے توریت کے رو سے چھپکلی وغیرہ جسم پر پڑ جاوے اور مردہ جانور چھو
جائے تو نہانیکے بعد ہی آدمی شام تک ناپاک رہتا ہے اور دین ہنود مین اگرچہ
نہانا دونون صورتون مین ہے مگر شام تک کی ناپاکی صرف صورت ثانی مین ہے
ایسا ہی نفاس اور جنابت کے مسایل اور ناپاک چیز کو جس نے چھو لیا اوس کے بارے

تعلق مذہب ہنود با کتب انبیائے سلف

مین ہے اسیطرح ذیل کی چیزونکا ذکر ہندوی مذہب مین نہین پایا جاتا چنانچہ خدا کا
پچھتانا جیسا سفر تکوین ۳ ف ۱۱ مین ہے اور زن یعقوب سے اون کے بیٹے
ریوبن کا زنا کرنا سفر تکوین ۲۵ ف ۲ اور یعقوب کی بیٹی دنیا سے ہامر کے بیٹے کا
زنا کرنا سفر تکوین ۳۴ ف ۱ اور یہودا ابن یعقوب کا اپنے بہو سے زنا کرنا سفر تکوین
۳۸ اور یعقوب کا اپنے باپ کو ٹھگا کر دعا مین لینا سفر تکوین ۲۷ مگر یہہ ضروری اور
تہوڑے چیزون کا فرق کرنا بھی یہی بتاتا ہے کہ دونون مذہبون کی بنا ایک ہی ہے
اور اختلاف ایسا تہوڑا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا و زمانہ سے یہہ اختلاف
پیدا ہوا ہے کیونکہ ان چند مسایل سے جن کے صرف باریک شعبون مین اختلاف ہے
قطع نظر کرکے اون کی اصل ایک ہی ثابت ہوتی ہے -

اول اعتقادات و قصص کی نسبت خدا کا پیغمبرون سے باتین اور وعدہ وعید یا
حکم کرنے کو اوترآنا اکثر فرشتون کی صورت مین اور گاہ گاہ خواب مین اور کبھی انسان
کے صورت مین بہی (یہی اوتار کی اصل ہے) س تکوین ۳۱ ف ۱۱ ک ا شموئیل ۳
ف ۱ ک خرقیل ۱ ف ۲۶ تا ۲۸ -

خدا بنی اسرائیل کو راہ دکہانے کو روز روشن مین تو ابر کے کہمب مین آگے آگے
چلتا تھا اور شب کو آگ کے کہمب مین س خروج ۱۳ ف ۲۱ ایک ابر کا کہمب کھڑا
ہوا جسکو لوگون نے پرستش کی س خروج ۳۳ ف ۹ و ۱۰ - (یہہ لنگ نہین تو کیا ہے)
یوشع نے ایک آدمی کو برہنہ شمشیر لئے ہوے دیکہا اوس کو سجدہ اور پرستش کی
ک یوشع ۵ ف ۱۳ تا ۱۵ خدا پہاڑ پر اوترا وہان اندھیرا ہو گیا تھا اوس مین خدا
تھا س خروج ۱۹ ف ۱۸ و ۲۰ - ۲۰ ف ۱۸ او ۲۱ خدا کا تمام بنی اسرائیل سے باتین کرنا

بس مثنے ۴ ف ۱۲ خدا آیا اور کہڑا ہوا ک اشموئیل ۳ ف ۱ خدا نے موسی سے
منہہ کو منہہ کرکے یعنی بالمواجہہ باتین کین جیسا ایک آدمی اپنے دوست سے باتین کرتا ہے
بس خروج ۳۳ ف ۱۱ پہر خدا نے کہا کیا تو میری صورت نہین دیکہہ سکتا پیٹہہ کے اجزا دیکہیگا
بس خروج ۳۳ ف ۲ و ۲۳ خدا باغون اور گلیون مین ٹہلا کرتا ہے بس تکوین ۳
ف خدا کا پچہتانا بس خروج ۳۲ ف ۱۴ ک اعمال ۲۱ ف ۱۵ (برہمنون کے دین
مین اس کا پتا سر دست نہین نکلا) خدا کا آدم سے پوچہنا کہ کیا تو نے پہل کہایا ہے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے کہایا ہے (یعنے خدا کو خبر نہین) بس تکوین ۳
ف ۱۱ مذہب ہنود مین خدا کی بے خبری کی چند مثالین کتاب پریم ساگر سے یہہ ہین
رکمنی کے وجود اور اوس کے حسن کی خبر کشن جی کو نہ تہی مگر جب نارد جی نے آن کر
خبر دی تو اوسوقت سے اوس کا خیال بندہا جب رکمنی کا قاصد آیا اور قبل از کوئی خبر
دینے کے سو رہا تو کشن جی کو معلوم ہی نہو سکا کہ یہہ کون ہے اور کہان سے اور کیون
آیا ہے آخر تہوڑے انتظار کے بعد جب اوسے جگایا اور پوچہا تو جب کہین معلوم ہوا
ایک روز رکمنی جی بیہوش ہوگئین تو ہری جی سمجہے کہ مر جاتی ہے اور بہت گہبرائے -
انرودہ جی کو چترلیکا اوڑا لیگئی اور چار مہینے تک اون کے دادا جان یعنی کشن جی کو خبر
ہی نہوی کہ کچہہ کیا ہوا آخر جب نارد جی نے آنکر خبر دی تب معلوم ہوا گویا خدا کو ایک بندہ
غیب کی خبرین دیا کرتا تہا سالب دیو نے کشن جی کے والد مسمی باسو دیو کی شکل کا
پتلا بنا کر اوسے قتل کیا کشن جی سمجہے کہ سچ مچ اپنا باپ ہی مارا گیا بس فوراً بیہوش ہوگئے اور دیر تک
غشی مین پڑے رہے آخر جب ہوش آیا تو حیران ہوئے کہ دیو کو ایسی قدرت کہان سے
ہوی یہہ کیا اسرار ہے) خدا بہول جایا کرتا ہے اور بہول جانے کے خوف سے

کوئی نشان رکہتا ہے جسے دیکہکر اپنا وعدہ یاد کرے سِس تکوین ۹ ف ۱۴ تا ۱۶
(ہندوونمین بہی یہی ہے چنانچہ پریم ساگر مین ہے کہ مہادیوجی کشن جی کے ہمراہی
گوالیون کے لڑکون کو ایک پہاڑ کی کہومین بند کرکے سال بہر تک بہول گئے تہولی
ہوی چیزون کے واسطے مہادیوجی کے پاس یہہ علامت ہے کہ اونکی مسند ہلتی ہے
چنانچہ باناسور نے کشن جی سے جنگ کرتے ہوے جب مہادیوجی کو یاد کیا تو مسند
ہلی اور اونہون نے جانا کہ اونکا کوئی پرستش کرنیوالا مصیبت مین گہر گیا اور اونہین بکانا
ہے اسیطرح کشن جی کو ایک دفعہ یاد آیا کہ مسمیان نل اور کنور جو نارد کی بد دعا سے
گوکل مین جملارجن کا درخت بنے ہوے ہین اونہین جاکر رہائی دینا ہے) خدا کے بیٹے
آدمیون کے بیٹیون سے جماع کرنا ورا دنسے سابق کے دیوتن اور سربرآوردہ
خلقت کا وجود مین آنا سِس تکوین ۶ ف ۴ بیوہ بہو کو دوسرے بیٹون کے
پاس یہہ کہکر بہیجنا کہ اپنے بہائی کو تخم دے سِس تکوین ۳۸ ف ۸ و ۲۶ (جیسا پانڈو کی
مان نے کیا اور اس عمل کو دیوراج ست اوست پتی بولتے ہین یعنے دیور سے اولاد
حاصل کرنا) یہی نہین بلکہ اگر دیور نہ ہو یا انکار کرے تو کسی اور قریب کے قرابتی سے اور
اگر وہ بہی راضی نہو تو اوس سے دوم درجہ کے قرابتی سے بقاے نام وغیرہ خاوند متوفی
کی غرض سے صحبت کرانا ک اوث ۲۵ ۴ لوط کا اپنے دخترون سے حالت نشہ مین
زنا کرنا اور اونکا اوسیوقت حاملہ ہوجانا سِس تکوین ۱۹ ف ۳۳ و ۳۵ و ۳۶ (برہما
دیونے بہی اپنے بیٹی سرستی سے زنا کیا تہا) یعقوب کی بیوی مساۃ بلہا سے اون کے بیٹے
مسمی الیوبن کا زنا کرنا اور باپ کا خاموش رہ جانا سِس تکوین ۳۵ ف ۲۲ یہودا ابن
یعقوب کا اپنے بہو طمار کے ساتھہ زنا کرنا اور اوس کا حاملہ ہوجانا سِس تکوین ۳۸

ف ۱۵ دگوزنامے بزرگان کے بہت سے قصے برہمنون کے ہان ہین مگر کوئی قصہ
جو بالکل ان دونون قصون کے مطابق ہو سردست مجہے نہین ملا) یعقوب کا اپنے
باپ اسحاق کو ٹہگا کر دعائین حاصل کرنی اور اوس سے اپنے بہائی عیسو کو محروم
کر دینا اور اونکی مان ربقہ کا ان فریبون مین مدد دینا سِن تکوین ۲۷ (یہہ قصہ
بہی سردست برہمنون کے کتابون مین نہین ملا) سامسن کا قصہ تو بالکل عقاید ہنود کے
موافق ہے چنانچہ اوسکی قوت کہ کتنی ہے رسیون سے باندہو تو شرار الیہ مثل جلے ہوئے
تاگے کے کہول دیتا تہا ہزارون آدمیون سے صاف نکل جاتا تہا ہزارون کو اکیلا
قتل کرتا تہا اور ایک ہزار آدمی کو گدہے کے جبڑے کی ہڈی سے کاٹ ڈالا باین ہمہ
جب اوس کے بال مونڈہ دیئے گئے سب قوت زایل ہوگئی اور پہر بال بڑہہ جانے پر قوت
سابق عاید ہوگئی اور ایک بڑے دو منزلہ مکان کو جس کے اوپر تین ہزار اور نیچے بہت سے
آدمی بیٹہے تہے دونون ہاتون سے دو کہمبے کہینچکر گرا دیا اور آپ ہی اوسی مین دب کر مرگیا
سِن قضات ۱۴ تا ۱۶ -

تطابق عبادات

سوم عبادات کی نسبت یہہ یعنے جانورونکو جلا کر نذر کرنا اسیطرح بے جان چیزین مثلاً
اناج اور خوشبو کا جلانا اور شراب بہی نذر مین چڑہانا سِن اعداد ۱۹ وغیرہ بت خانون
پر دیو کے روبرو ہر روز تازہ روٹی کا نوید چڑہانا ا شمویل ۲۱ ف ۶ پرستش مین
پہتر پر تیل ڈالنا سِن تکوین ۲۸ ف ۱۸ پرستش مین پہتر پر پانی ڈالنا سِن ۳۵
ا شمویل ۷ ف ۶ دیوتا پر جانور چہوڑنا سِن لیویان ۱۶ دیوتا کے سامنے بال اتارنا سِن اعداد ب ۶ ف ۱۸ دیوتا کے سامنے
ناقوس اور باجا بجانا اور اوس کی سواری لیکے نکلنا سِن لیویان ۲۳ ف ۲۴ تابوت
سکینہ کو گاتے ناچتے لیکے نکلنا اور کہنا اور سمجہنا کہ ہم خدا کے سامنے گاتے ناچتے بجاتے ہین

(جیسی دیوکی سواری اور اتہہ نکلتی ہے) کہ ۲ شموئیل ب ۶ وغیرہ مرشد و لنکا دیوکے روبرو
گانا بجانا ناچنا وغیرہ اور جاترا کے روز کنواری عورتین ناچتے ہوے جانا کتاب قضات
ب ۲۱ و ۲۱ دیول مین رات دن چراغ جلانے کا حکم س خروج ب ۲۷ ف ۲۰ و ۲۱ س لیوبا
ب ۲۴ ف ۳ دیولونکا سجانا اور خوشبو جلانا س خروج ب ۴۰ خدا کے لئے جوکی کشتی وغیرہ
سونیکی بنانا اور اوس جوکی کو چار کڑے لگاکر دو ڈنڈون سے اوٹھانا اور جوکی پر
چہت اور ہر دو بازو دو پرندونکی شکل تیار کرنا (گڑ رتھہا) س خروج ۲۵ (جبا نک
یہہ باب دیکہا جائے دیول ہنود کے سامان و اسباب کی پوری مشابہت پائی جاتی ہے
سلیمان نے جو خدا کا گہر بنایا اوس کے چشمے پر اطراف نرگاون کی تصویر مجسم تہی اور
بارہ بیلون پر وہ چشمہ کہڑا تہا اون کے پٹھے اندر اور سر گردن باہر تہے۔ (جیسا
اب ہندوؤن کی دیولون کا حال ہے) عید مین خوش وضع اور تنا دار درختون کے ڈالے
خصوصاً ناریل کے پتے اور کنول کے پہول لیجانا اور اون سے دیول کا سجانا س لیوبان
ب ۲۳ ف ۴۰ پوجا کے مال مین سے ایک حصہ مرشد کو دینا تہوڑا اندر کرنیوالا لینا اور تہوڑا جلانا
اور ان چیزون کا ناپاک آدمیون کو کہانا ممنوع س اعداد ب ۱۸ اور انہین سے بعض
چیزین عورتین کہانا منع س اعداد ب ۱۸ ف ۱ س لیوبان ب ۱ ف ۱۶ و ۱۵ ب ۶ ب ۱۸
و ۲۹ ب ۶ ف ۹۔

اسیطرح ناپاک آدمی یعنے جذامی اور پہوڑے والا یا جسنے نجس چیز یا نجس آدمی یا حشرات الارض
کو چہو لیا ہو یا محتلم شام تک (کیونکہ انکی نجاست باوجود نہانیکے شام تک باقی رہتی تہی)
مقدس چیز نہ کہائے اور نہ غیر قوم والا کہائے بلکہ اگر مرشد کی بیٹی غیر قوم مین بیاہی
گئی ہو تو وہ بہی نہ کہائے ہان اگر بیوہ یا مطلقہ ہوگئی ہو اور اوس کی اولاد نہو

اور باپ کے گھر آنکر رہ گئی ہو تو کہا سکتی ہے سس لیوبان ف ۲۲ جب وحائضہ نذر
وقربانی سے نہ کہاوین سس اعداد ف ۱۱ ف ۱۱ و ۱۳ کہانا کہانے پر غیر قوم کا آدمی آنا
منع نہ پوجا کی چیزون پر غیر قوم کی چہاؤن پڑے سس لیوبان ف ۲۲ غیر قوم والا مقدس
جائے پر آئے تو مار ڈالا جانا سس اعداد ف ۱۸ ف جتنے نذرین ہین خواہ کسی
قوم والا پیش کرے پوجاری کے ہاتھہ سے جو مرشدون کی قوم سے ہوتا تھا چڑہایا
جانا غیر قوم والے کے ہاتھہ سے نہین سس لیوبان ف ۲۲ (یہہ سب ہندو و نکے احکام
سے ملتے جلتے ہین - ستیوم پاکی اور ناپاکی کے نسبت وغیرہ جسم پر پڑے تو آدمی ناپاک
ہوجائے سوبان ف ۱۱ ف ۱۳ کوئی مردہ جانور چہوجاے تو نہانا لازم سس لیوبان ف ۱۱
ف ۳۹ ان دونون صورتون مین نہانے پر بہی شام تک آدمی ناپاک (برہمنو نہین
صرف صورت ثانی مین شام تک ناپاک) عورت بیٹا جننے پر سات روز تک ناپاک
اس کے علاوہ تینتیس روز تک نفاس سے ناپاک جملہ (۴۰) روز ناپاک اور بیٹی جنے تو ۱۴ روز تک یون ناپاک اور ۶۶ روز نفاس
ناپاک جملہ ۸۰ روز ناپاک (نفاس تو ابتداہی سے ہوتا ہی نہین معلوم یہہ فرق کاہیکا ہے اور نفاس منتہی ۴۰ روز
مین بند ہوجاتا ہے باوجود اس کے ۸۰ روز کی قید کیون ہے اور بیٹے اور بیٹی کا فرق بہی عجب ہے
پس ۴۰ یا ۸۰ روز تک (جیسی صورت ہو) کسی چیز کو ہاتہہ نہ لگائے صحن دیول مین
نہ جائے سس لیوبان ف ۱۲ (برہمنون مین لڑکا لڑکی کی تفریق وتفصیل نہین بلکہ دونو
صورتون مین دس روز تک ناپاک کسی چیز کو ہاتہہ لگانا اور صحن دیول مین جانا منع
ہے (حائضہ سات روز تک اور مستحاضہ جب تک ریزش جاری رہے ناپاک -
(برہمنون مین عام کاروبار کے لئے تین روز تک اور کہانے پکانے کے واسطے چار روز
تک ناپاک) جس آدمی یا چیز کو وہ یا اوسکی چہوی ہوی چیز چہولے وہ بہی ناپاک

سس لیوبان ب ۱۵ اگر کوئی شخص حایضہ سے صحبت کرے سات روز تک ناپاک
سس لیوبان ب ۱۵ محتلم و جنب و مجنبہ ناپاک ہین نہا لینا چاہیئے مگر باوجود نہانیکے
بہی شام تک ناپاک سس لیوبان ب ۱۵ (برہمنون مین شام تک کی قید نہین بلکہ یہہ
قید صرف مردہ آدمی یا جانور کو مساس کرنے کی نسبت ہے) جذامی ناپاک ہے
لشکر سے نکالا جائے اور اوس کے کپڑے وغیرہ جلا دیئے جائین سس لیوبان ب ۱۳
اگر کسی کے جسم سے ریزش نکلتی ہو وہ شخص ناپاک اور جسکو وہ چہولے یا اوس کا جسم
یا کپڑا یا تہوک یا اوسکی چہوی ہوی چیز لگ جائے وہ ناپاک سس لیوبان ب ۱۵
جذامی اور ریزش بہتے ہوے پہوڑے والا اور جسنے مردے کو چہولیا لشکر سے باہر
نکالدیا جائے سس اعداد ب ۵ آ ۲ و ۳ - جو شخص مردے کو چہولے سات روز تک
ناپاک سس اعداد ب ۱۹ آ ۱۱ (برہمنون مین شام تک ناپاک) ناپاک شخص جس چیز کو
چہولے وہ چیز ناپاک اور جو شخص اوس چیز کو چہولے وہ شخص شام تک ناپاک -
سس اعداد ب ۱۹ آ ۲۲ (برہمنون مین بہی ناپاک ہے مگر شام تک کی قید نہین ہے)
چہارم متفرق احکام کی نسبت بنی اسرائیل مثل برہمنون کے غیر ذات سے شادی
نکرنا اور خاصکر (خواہ اسرائیلی ہون یا اون کے ہان رہنے والے) مولیچ سے
صحبت نکرنا ورنہ سنگسار کا حکم سس لیوبان ب ۲۰ آ ۲ (یہی لفظ مولیچ برہمنون
کے مذہب مین کم قومون کے نسبت مستعمل ہے) پوجاریون کا بیوہ و مطلقہ کے
ساتہہ شادی نکرنا وغیرہ سس لیوبان ب ۲۱ آ ۱۳ روٹی کے اور اٹے کے اور دوسری
نذر کے چیزون کے ساتہہ تیل اور عود بہی دینا - نذر کا کہانا صبح تک نہ رکہنا
سس اعداد ب ۹ آ ۱۲ وغیرہ اکثر جائے بعض قسم کی نذر کی ہڈیان نہ توڑنا سس

اعداد ۹ و ۱۲ نذر کی چیزین مقدس جایون پر بیٹھکر کہانا ۔ احبار ۱۸ ف ۱۰ ۱۱ سا
لیوبان ۷ و ۶ اور دوسرے تحایف جو پوجاریونکو دئیے جائین عام جایون پر
جہان چاہین کہانا ۔ اعداد ۱۸ و ۳۱ ذات سے باہر کردینا ۔ لیوبان ۱۹
و ۸ ف ۴۰ ف ۱۸ وغیرہ اکثر جائے مردونکا جلانا ک شمولیل ۳۱ و ۱۲ غم مین سر اور
داڑہی منڈہوانے کا ذکر ۔ لیوبان ۲۱ ۵ دیہہ موسی کے وقت رایج تہا ۔
توریت مین اس سے منع آئی ہے) مرلیان بنانیکا ذکر ۔ لیوبان ۱۹ ۲۹ (اس سے
بہی منع آئی ہے) جسم کا گودنا ۔ لیوبان ۱۹ و ۲۸ (اس سے بہی منع آئی ہے)
کسی کے گہر کوئی آئے یا کوئی شخص سفر سے پہرے تو اوس کے پیر دہونیکو پانی دینا ۔
س نکوین ۱۸ شادی ۴ اب انکی حکمت کا حال یہ ہے کہ جتنے چہوٹے چہوٹے امور یہہ بطور مذہب کے ملحوظ رکہتے ہین ۔
وہ تو روزانہ ضرب المثل کی پابندی ہے اور اہم امور اوسوقت کی خاص حکمت تہی مثلاً
مکان کے روبرو موز یعنے کیلے کا اور ببول کا اور مکان کے اندر بڑ کا اور پیپل کا درخت
نہ ہو وجہ یہہ کہ لڑکے موز کے پتون سے اتنا کہیلتے ہین کہ دنمین سو مرتبہ ستہرائی سے
بہی صفائی نہین رہ سکتی اور اسلئے لڑکے گرتے ہی رہتے ہین اور اوس سے بڑہکر یہہ کہ
موز یعنے کیلے کے درخت مین پانی زیادہ دینا پڑتا ہے جس سے کیچڑ ہوتی اور زمین
سڑکر عفونت پیدا کرتی ہے اور امراض پہیلتے ہین اسیطرح ببول سے کانٹے اور بڑہہ
د برگد اور پیپل سے دیوارین شق ہوجایا کرتے ہین باوجود اس کے بڑ اور پیپل کی عظمت
اس لحاظ سے کرتے ہین کہ اونکی چہاؤن سے آرام اور آدمیون اور جانورونکی
آسایش ہے خصوصاً جانورونکی کہ اوس وحشی زمانہ مین مکان خود آدمیونکو
پورے نہ ملتے تہے تو جانورون کے لئے سوائے درختون کے اور کیا تہا اوس زمانہ

مین صنعت بہت کم بلکہ مفقود تہی تو مصلحت اور مجبوری انہی کی مقتضی تہی کہ خواہ مرد ہون
خواہ عورتین ایک ہی بے سلئے ہوے کپڑے مین بسر کرین لہذا مردون کے لیے
سمجہا یعنے دہوتی اور عورتون کے واسطے ساڑی موزون اور کافی لباس سمجہا
گیا تہا اور چونکہ اوسوقت دہوبی نہ تہے اور مردونکو دوسرے اہم کامون سے فرصت
نہ ملتی تھی یہہ خدمت اور گہر کا پانی لانا عورتون کے سر رکہا گیا اور پانی لانے مین ایک
مصلحت یہہ ہی متصور ہوی کہ پانی کی برتنے والی عورتین ہی ہوا کرتے ہین اگر خود لائینگے تو
پانی کے خرچ برت مین احتیاط کو ملحوظ رکہینگے وہ اسراف کا برتاو نہ ہوگا جو مرد کے پانی لانے
سے متصور ہے۔ اور عورات کو عبادت سے معفو عنہا اور مردون کو عورتون کا خدا
اسواسطے بنا دیا کہ تا گہر کے کام کاج اور اطاعت شوہر مین اطمینان ہو نیکا نے اور کپا نے
مین ہی صنعت اور اسراف کے خیال نے انہین پیتل کے برتنون اور پتون کے استعمال
پر مجبور کیا کیونکہ پہلے تو کمہار نہ تھے اور خود یہہ برتن بنانا اور پکانا نہین جانتے تھے۔ ثانیاً
مٹی کے برتن ٹوٹتے بہت ہین اور اوس زمانہ مین قیمت بہی بڑی لگتی ہوگی ثالثاً کوئی
برا اثر مٹی کے برتنون کو لگتا ہے تو اندر سرایت کر جاتا ہے اور دہونے یا ملنے سے نہین
نکلتا برخلاف فلزات کے پس ان سب وجوہات پر نظر کرتے مٹی کے برتنون کا استعمال
نامناسب متصور ہوا اور ان کے عوض اگر تانبے کے برتن بناتے تو قلعی گر نہین آتے تھے
اور قلعی کرنے مین بار بار کا خرچ بہی تھا ناچار پیتل پر صبر کیا۔ اب گہر کے صاف اور طہر رکہنا
سے پاک رکہنے کو کوئی چیز ضرور تھی۔ چونے کے نوا۔ اور اوس کے استعمال کے
طریقے پر دسترس نہ تہا سر دست جا نور موجود تھے اونکی خدمت کرتے کرتے
انہین دو چیزون کا تجربہ ملگیا۔ ایک گوبر سے تو پنا دوسرا اپلیون کا جلانا۔ سیچ

پوچھو تو گوبر چونے سے بڑھکر ملیریا کا جاذب ہے مگر اوسوقت کہ یہہ سوکھہ جاوے
اور نیز خالص گوبر کے جلانے سے ملیریا کی سرایت کم ہوتی ہے مگر خود گوبر مین ایسی
عفونت ہوتی ہے اور جس وقت وہ دوبارہ نم یا باسی ہوتا ہے خود ایسا سڑتا ہے
کہ اوسکا اثر کہہ جاتا ہے اور گوبر مین جو چکناہٹ ہے وہ مٹی مین نہین لہذا لیپنے پوتنے کو
مٹی نامناسب تہی نہ مٹی اوسقدر جاذب عفونت و سرایت ہے - اسیطرح کویلہ بہی
سڑنے کا مانع اور عفونت کا مصلح ہے مگر اسکو اور طرح استعمال نہ کرسکتے تھے لہذا مونہہ
دہونیکے کام مین لگادیا اسی کے ساتہہ اپلیون کی راکہہ بہی اور اوس زمانہ مین کوئی
قومونکی تقسیم نہین ہوئی تہی اور کوئی شخص رذیل پیشون پر راضی نہین ہوتا تھا پہر مہتر
کا ملنا تو بڑی بات تھی اور آبادی بہ نظر سہولت ندیون اور نالون کے قریب
ہوا کرتی تھی جیسا اب بہی معمول ہے پس مرد اور عورتین نالون اور میدانون مین
پائخانہ کو جا بیٹھا رواج ہوگیا - اوپر ہم کہہ آئے ہیں کہ صنعت کی کمی کے باعث کپڑون
مین کفایت کی گئی پس ان کے سر کہلے رہنے لگے مگر چونکہ ہندوستان کی دہوپ کہاکر
سر کو مضرت پہونچاتی ہے لہذا سر مین تیل ملنا ضرور ہوا لیکن تجربہ نے اونہین بتایا
کہ صرف تیل کے ملنے سے کیا ہوتا ہے تیل کی چکنائی قایم رہنا بہی شرط ہے اسلئے بال بالو
اور اوس کے ساتہہ یہہ بہی تجربہ نے بتایا کہ ہمیشہ بال رکہنا عورتون کے سزاوار ہے جنکی
حیض ایسا آتا ہے جو ما دے سر کے بالون کی جڑ مین پیدا ہونے اور رہ اور بال دونون
ملکر دماغی کثیف مادون کے اخراج کے مانع ہوتے ہین اور اوس کا تنقیہ اوس حیض
سے ہو جاتا ہے تمہین ایسی قدرتی مدد کہان ہے پس سر گہٹاد تو تجربے کے دو
متضاد حکمو نہین کہ ادہر تو بالون کا رکہنا ضروری ٹھیرا اور ادہر منڈانا لازم آیا مجبورًا

سب بال منڈہا کے صرف اوتنے رکہنے لگے جو خاص ایسے مقام کو ڈہانکین جہان دہوپ کا
صدمہ راست پہونچکر مضر ہوتا ہے اور جہان تیل کا اثر قایم رہنا ضرور ہے اور جب باوجود
اس حیثیت کے رکہنے کے بہی اونہین معلوم ہوا کہ اتنے بال مجبوری سے رکہنے پر بہی بدلا
نقصان یعنے دماغی مادے کا پورا اخراج نہین ہوتا تو اوسکی قربانی مین جسم کے سب بال
داڑہی اور سینہ کل کا کل منڈہانے لگے بیچارے اپنے موچہین بہی ہوا کر دیتے مگر اونہین
شرم آئی کہ بالکل ہی عورت کی شکل ہوی جاتی ہے لہذا مرد کے لئے موچہین نشان مردی
ٹہرائے گئین اور اسی پر فخر ہونے لگا کہ ہمارے موچہین ایسے بڑے ہین اور اگر ہم فلان
کام نہ کرینگے تو موچہین منڈہوا لینگے - جب حسب بالا ایک کپڑے مین بسر کرنیکا رواج
ٹہر گیا اور ہر وقت ناپاک چیزون سے بچنا ناممکن تہا کیونکہ نہ بار بار اوسکو دہو سکتے تہے
نہ دہونے والا ملتا تہا اور اوسمین حرج بہی تہا تو ہر روز دو وقت کا نہانا مذہب کے طور پر لازم
کر دیا گیا کیونکہ جاہلون کو مذہب ہی کے نام سے پابندی ہوا کرتی ہے اور جب دیکہا
کہ دو وقت کا نہانا قریب بہ ناممکن ہے تو ایک وقت ہی جایز رکہا انہین وجوہ سے
تہوک سے پرہیز مذہب مین داخل کر دانا گیا کیونکہ لیپی پتی ستہری جاے پر تہوک
نہایت ہی کریہ منظر ہوتا ہے اور اوسپر مکہیان جو آن بیٹہتے ہین تو اوسے اور بہی
نفرت خیز بنا دیتی ہین اب یہان تک تہوک سے احتیاط ہو گئی کہ اون کے نزدیک گوہ
پاک ہے بہ نسبت تہوک کے مثلاً گائی کا پیشاب اور گوبر پاک ہے مگر گائی کسی پانی مین
منہ ڈالدے تو غلیظ ہو جائے اور گنگا مین موت اور گو اور احتلام کے مادے بہرے ہوے
کپڑے لیکر نہاتے ہین مگر کوئی اوسمین تہوکے تو قہر ہو جاتا ہے - گوبر کو ہم نے اگرچہ دافع
عفونت وارادات کہا ہے اور اوسی فائدے کی نظر سے اوس کا استعمال مروج ہوا مگر

رفتہ رفتہ یہہ کچھہ اعتقاد اوس کے فائدون کے نسبت بڑھہ گیا کہ حیض و نفاس والی
جب تک ایک بڑی گولی گوبر کی نہ نگل جائے وہ پاک نہین سمجھی جاتی اور چونکہ جذب
عفونت وغیرہ کے خواص بھینس کے نسبت کرتے گائی کے گوبر مین زیادہ ہین یہہ صفت
طہارت اوسی کو دیگئی ہے عفونت کے دفع کرنے لبا ہیند کے مارنے اور بخار وغیرہ
امراض کے روکنے مین جو خراب پانی کے برے اثر سے پیدا ہوتے ہین جلدی ایک بڑی
کیمیا ہے اور خاصکر جب وہ گوبر مین پک جاتی ہے یہہ خاصتین اوسکی دو بالا
ہوجاتی ہین اور یہہ کہانیکو خوش رنگ بہی کردیتی ہے لہذا اس کا استعمال ایسا
عام ہوگیا اور ضروری گردانا گیا جس کے بیان کی حاجت نہین — اور گہر وغیرہ کی نحوی
گہوڑون کے بال بہوری سفر مین جنوب و شمال کا لحاظ دنون اور تاریخون اور
اوقات کا شگون ستارون کی گردش آدمی کا چہینکنا بلی کا آڑا آنا کوے کا پکارنا
اور اسیطرح کے دوسرے جانورون وغیرہ سے نیک و بدفال جو لئے جاتے ہین یہہ
تاریخی اور دوسرے تجربات پر مبنی ہین جن مین کوئی نامور فتح یا شکست واقع
ہوی یا بزرگون اور دوسرے لوگون کے بہلے برے کامون کے وقت یہہ امور
واقع ہوے ہون — چنانچہ اب تک بہی مثلاً ایک گہر وغیرہ کوئی مول لے اور فوراً
اوس کے ہان کوئی حادثہ ہوجائے یا کوئی شادی یا لڑکا ہوا اور کوئی اوسی سال
مرجائے تو وہ گہر اور دولہن یا دولہا اور نومولود وغیرہ منحوس گنے جاتے ہین ایسا
ہی چونکہ چیل ویران گہرون پر بیٹھا کرتی ہے اس کا آباد مکانون پر بیٹھنا بہی نامحمود شمار
ہوتا ہے۔ اور امراض مین صدقے سیلے اور شیطان بہوت کا اعتقاد وجود لایا گیا اسکے
اول تو برہمنون کا مالی فائدہ مقصود ہے کہ مال احمقان قوت دانایان پہر اعتقاد دستے

بہت سے امراض درست بہی ہوجاتے ہین آمراض کی روک اور رفع عفونت کا خیال اس پر انسانی ہمدردی و ترحم نے انہین مردون کے جلانے پر مجبور کیا کیونکہ پہلے تو گورکن وغیرہ امدادی ہلکے پیشے کے لوگ ملتے ہی نہ تھے جو اگر دفن ہی کیا جائے تو گڑہے کہودنے مین اکثر کرکے بے احتیاطی ہوجاتی تہی جیسی اب بہی ہوجایا کرتی ہے اور اطراف مین سب جنگل آبادی قدرے قلیل پس درندے جانور مثل گیدڑون اور بہیڑون کے قبرین کہود کہود کر مردے نکالیتے اور کچھہ کہاتے کچھہ پہینکتے تھے یہہ حالت دیکہی نہ جاسکتی نہ اوس کے وبائی اثر سے بچنا ممکن تہا پس مردون کا پہونک دینا بہتر معلوم ہواحتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے عہد تک یہہ رواج رہا ہے جیسا اوپر گزرا یہہ پاکی اور صفائی ہی کا خیال تھا جس نے ان پر گوشت کو حرام کردیا اس کے علاوہ جوان لوگ گوشت کے شوق مین جنگلی جانورون سے جو اوس ویران زمانے مین بکثرت تہے بہت مارے جانے لگے ہتیار اور مدد کافی نہ تہی چنانچہ اسی خوف کے زہریلے جانور مثلاً سانپ اور اژدہے کی پوجا مقرر کردی کہ ان کے مارنے کے درپئے ہونے سے تلف جانکا اندیشہ تہا۔ غرض ان وجوہات سے گوشت ہی کا کہانا موقوف کردیا سب سے بڑی مصلحت تہی ورنہ اگر جانور کی ایذا یا اوس کی نجاست کی گہن ہوتی تو دودھ اور گہی نہ کہاتے اوس کے چمڑے کا استعمال نکرتے مرگ چہالا کو خاص عبادت مین نہ بچہاتے ان کے بزرگ پانڈوا پر جو وغیرہ شکار نکیا کرتے اور گوشت کے کہانے سے ایک اور قباحت پیدا ہوتی تہے وہ یہہ کہ اون کے چہیچہڑے اور ہڈیان وغیرہ صحن و اطراف مکان مین ڈالدینے سے جنگلی جانور آن گھستے اور ضرر پہونچاتے تھے اور جا بجا بہی سڑتی تہی اور گوشت اور انڈے کی لالچ مین مرغیان پالنا احتمالی کیا بلکہ

یقینی امر تہا جس سے گھر سب ناپاک ہوتا اور زمین ساری کہد جاتی تہی اور گوشت
کہانے سے جو امراض ہوجاتے تہے اونکا معالج نایاب تہا پس مصلحت وقت نہایت
مناسب تہا کہ گوشت سے پرہیز کیا گیا بیل کی پوجا بہی اسی مصلحت مین سمجہا چاہیئے
کہ باوجود ممانعت کے جو لوگ پہلے پہلے پورے ممنوع نہ ہوسکے تہے اور کبہی گوشت
کہا بہی لیا کرتے تہے اون کا لیس ماندہ یہہ لیجاتی تہی ایک اور نکتہ گوشت نہ کہانے
کے بارے مین یہہ ہے کہ جو لوگ ریاضت کرتے ہین اون کا پہلا ضروری کام یہہ ہے
کہ اپنے خیال کو جمع کرین یعنے یہہ بہت دشوار امر ہے کہ آدمی تہوڑی ہی عرصہ تک
ایک ہی خیال کو جمائے رکہے اور دوسرے اپنے متخیلہ مین آنے نہ دے دماغ مین
بہت سے پریشان خیالات یکے بعد دیگرے دورہ کئے چلے جاتے ہین اور عرصہ قلیل
مین ایک بڑے ہجوم کا اسطرح دورہ ہوتا ہے پس ایک کے سوائے دوسرے خیال
کو نہ آنے دینے کی سعی ریاضت کا پہلا قدم ہے اور یہہ ایسی شاقہ محنت ہے کہ اس سے
جگری گرم امراض پیدا ہو جاتے ہین اس کی مثال ایسی ہے جیسی فکر اور خوف
وغیرہ مین اسہال پیش ہوتی ہے پس ان بیماریون کے روکنے کو گرم و ثقیل غذا
سے پرہیز اور نرم اور چکنی غذا کا مقرر کرنا لازم آیا اسطرح پہلے گائی پہر دوسرے
جانور بکرا مرغی مچہلی وغیرہ حرام سمجہے گئے اور بجائے اون کے گہی اور دودہ چکنی
اور نرم غذا رکہی گئی اور یہہ عادت کی بات ہے کہ ایک شخص جو چیز آپ پر حرام
کرلیتا ہے اوس کے پیرو اور اولاد اوس کے پابند ہو جاتے ہین اور بعض حال
مین وہ وصیت ہی کر جاتا ہے ۔ پس اسطرح سے گوشت نہ کہانا اور اونہین
جانوروں کا دودہ اور گہی وغیرہ جایز رکہنا مصلحت سمجہا گیا ۔ آب رہی گائی کی

عزت دوسرے گوشت کہانے کے لایق جانورون سے بڑہ کر کیون ہوتی
ہے اس کے نسبت یہہ ثابت ہے کہ یہہ عزت صرف گائی کی ہے بیل کی نہین پس
چونکہ ہندوستان مین تجارت وزراعت سواری و باربرداری کے جملہ کام
بیلون ہی سے ہوتے ہین اونکی پرداخت نہایت لازم ہے پس پرداخت
مین یہہ تو ممکن نہ تہا کہ جن سے کام نکلتا ہے اونہین کو بت بنا کے بٹھا دین کیونکہ
یہہ ہوا تو پرداخت سے جو نتیجہ منظور تہا وہی حاصل نہ ہوا لہذا اونکی ماؤن
کی عظمت اور اونکے بچون کا مرنے سے بچانا لازم کرلیا گیا اور اون کے دودہ اور
گہی اور بعد مرنے کے چمڑے اور سینگون کا استعمال جایز رکہا گیا کیونکہ یہہ حرمت
جینے ہی تک کی مصلحت وقت تہی مرے بعد چمار اوٹہا لیجائین کیا پروا ہے -
حکمت و مصلحت وقت ہی مین داخل ہے بیوہ کا سر منڈہوانا اور اوسے
ایک وقت کا کہانا دینا اور ایسے برے حالون رکہنا اور اوس سے ایسے کام
لینا جو لونڈیون سے مخصوص ہین کیونکہ ان احکام کا وہ زمانہ تہا جسمین جتنی کچہ
انسانون کی تخلیق کم ہوتی مناسب سمجہی جاتی تہی کیونکہ نہ شہرت اور مکانون کے
نظر کرتے نہ قلت زراعت و پیداوار کے لحاظ سے یہہ ممکن تہا کہ خلقت کے زیادہ ہونے
کی آرزو کیجاتی - ایک گاؤن مین آدمی زیادہ جانیکی صورت مین وہان سے سفر
کرکے دوسری مقامات پر جانا بہی بوجہہ جنگل اور درندوان اور جانوران وحشی اور
راستون کی عدم موجودی وغیرہ مختلف اسباب کے ناممکن تہا لڑکیون کی شادی
کم سنی مین اسی لحاظ سے کردی جاتی تہے تا ایک مدت تک باوجود ازدواج کے اولاد نہ ہو
اور اپنے ہی قوم مین نسبت پیوند بہی اسی غرض سے کروانا گیا تہا تا لڑکیان کم ملین اور ایک

جورو کے مرنے پر اگر سال بہر کے اندر شادی نہو تو ایک بڑی مدت تین سال تک
شادی بہی اسی مصلحت پر ممنوع تہی اور گو بڈہا ہی ہو جب شادی کرے کم سن
لڑکی کو کرنا پڑتا تھا جو بہت کمیاب تہی اور بعد اوس بڈہے کے مرنے کے وہ
جوانی مین ہی رانڈ ا اور ہمیشہ کو اولاد سے محروم ہو جاتی تہی غرض اس خاص
مصلحت پر بیوہ کا نکاح ثانی بہی خاصکر برہمنون مین ممنوع ہوا اور اسمین یہہ بات
بہی دیکہی گئی کہ جب ایک عورت ایک مرد کے گود مین ہو چکی ہے دوسرے خاوند
کے ہان وہ عزت نہین پاتی جو پہلے شوہر کے پاس اوسے تہی مگر عورت کے نیچر
اور خواہش کا روکنا انسان کے قدرت مین نہین نہ یہہ ممکن ہے کہ اوسکی حفاظت
کرتے پہرین کیونکہ خاوند تو رہا نہین اور خاوند سے بڑہکر کوئی بہی حفاظت نہین کر سکتا
اور نہ اوس زمانہ مین گوشہ کرانا ممکن تہا جو ایک ہی تدبیر حفظ آبرو کی تہی کیونکہ
اول تو نہ مکان گوشہ کے لائق ہے نہ سواری تہا نیا اگر بہ تکلف گوشہ کیا ہی جاتا تو
کام کاج دنیا کا نہ چل سکتا اسلئے کہ جیسا گزرا سب کام عورتین ہی کرنا پڑتا تہا گوبر
لکڑیان ساگ بہاجی اور ترکاری چُن لانا اور کپڑے دہونا پانی بہرنا ایک دوسرے
کے ہان سے کچہہ لانا لیجانا وغیرہ نہ اوسوقت مزدور اور نوکر تھے جیسا آگے بیان ہوگا
لہذا ان سب وجوہ سے بیوہ کی صورت و حالت کی تبدیل کے سوا کوئی تدبیر نہ تہی لبس ہم فیصلہ کیا
جوتی اُتر وادی موٹا دہوتر بند ہوا یا اور برتن مانجہنے جہاڑو دینے پانی لانے اور سارے
گھر بار کے خدمت کرنے کے کام پر لگا دیا اسپر ہی جو فاحشائین ہو جاتے اور قتل
اولاد کرتی ہین وہ خدا کے حوالے ہین اس سے بڑہکر بہی ان لوگون نے ہمت کی ہے
یعنے ستی کو اعلی حکم خدا کا گردانا ہے اور محبت و عصمت کا ثبوت ٹہرایا تا بعد شوہر کے

عورت ہی نہ باقی رہے جسکو شہوت مجبور کرے اور یہہ اوسی حکمت و مصلحت پر
مبنی ہے اور جو اوپر مذکور ہوے فقط

ف کم سن لڑکیونکی شادی کر دینے مین صرف یہی مصلحت نہین ہے کہ اولاد بدیر ہو
بلکہ جیسا مذکور ہوا اوس زمانہ مین خدمتی ملنا دشوار تہا اور جیسا بچے کام کرتے ہین بڑے
نہین کرتے اور عمر رسیدہ عورتین اکثر اپنے مان باپ کے اطوار و عادات اور نازبرداری
کے خوگر ہوتے ہین اور اونہین سسرال مین تربیت پانا دشوار ہوتا ہے پس کاروبار
اور اپنے طور پر تربیت کرنے کے واسطے چہوٹی لڑکیونکی شادی پابندی کے ساتہ مروج
کر دی اور نیز چہوٹے سے قد کے لئے زیور اور کپڑے کے اخراجات بہی کم لگتے ہین
سب سے بڑی حکمت ان کی وہ ہے جو چار قومین مقرر ہوئین ہم اوپر بار بار بیان
کر چکے ہین کہ ان کو خدمتی لوگ اور رذیل پیشہ نہین ملتے تھے اور یہہ سچ ہے کیونکہ ابتدا
مین انسان تہوڑے تھے اور سب ایک باپ کی اولاد ہونے سے ہم منصب تھے پس
یہہ کبھی راضی نہ ہوتے تھے کہ بعض کا ہلکا کام بعض کرے اور ایک حاکم ہو کہ دوسرا
محکوم لہذا ایسی کوئی تدبیر نکالنی لازم ہوی جس سے یہہ مہم سر ہوسکے اور دنیا کا کام
چلے احتیاج اوسوقت پر تہوڑی تہی کوئی ایسی تمیز کی چیزین نہ تھین جن کے لئے آدمی
ایک دوسرے کا محتاج ہوتا اور لالچ پیدا کرتا ہے اسلئے سوچ کر یہہ بات نکالی گئی کہ
دنیا کے کام چار قسم پر منقسم ہوسکتے ہین ایک علم جو سب سے بڑا ہے دوسری حکومت
و سلطنت تیسری سیف - چوتہی خانہ داری یعنی وہ کام جو ان تینون کے سوا ہین -
اس کرتے انسان یعنے باشندگان ہندوستان بہی چار طبقون پر تقسیم ہونا چاہئے
اول برہمن دوم کہتری سوم ویش چہارم شودر اور اس تقسیم کو مذہب کے ساتہ

ایسا مربوط کر دیا گیا گویا یہہ بہی ایک جزو مذہب ہے پس اب پہلے تو برہمن دوسرے تینون سے بقدر مراتب انکار و کنارہ کرنے لگے پہر دوسرون نے اور دوسرون سے وہی سلوک کرنا شروع کیا حتےٰ کہ رفتہ رفتہ ہر قوم اپنے آپ کو وہی سمجھنے لگی جس کی اونکو عادت کر دی گئی اور یہہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ عادت طبیعت ہو جاتی ہے ناچار وہی کام طوعاً و کرہاً کرنے پر مجبور ہوسے جواب کرتے ہین اور جب ایک قوم پر ایک بوجہہ اوس قسم کے کامون کا پڑا جو اون سے مخصوص کئے گئے تو اونہون نے اون کامونکو آپس مین بانٹ لیا جس سے ایک قوم کے کئی ذاتین ہوگئین مثلاً ویس مین بڑہی لوہار وغیرہ اور شودر مین دہیڑ چمار رمہتر وغیرہ مگر جو قومین ہندوستان سے باہر تہین مثلاً مسلمان وغیرہ انہین شریک نہ ہوئین البتہ انگریز کہ انہون نے یہان آتی ہی یہان کی نہایت ہلکی قومون سے میل جول شروع کر دیا اسواسطے وہ بہی ہلکی قوم مین گنے جانے لگے اور جب یہہ اخیر قوم یعنے شودر اپنے مفوضہ کامونکی وجہہ نہایت غلیظ رہنے لگے تو طبیعتہً ان سے کراہت و احتراز ہوا اور بطور بخس چیز کے ان جسم کا چہو جانا بہی برا معلوم ہونے لگا۔ اور ایک قوم دوسرے قوم کے ہاتھہ کا پکا ہوا نہ کہانے کی وجہہ دوستی اور دشمنی دونون ہے یعنے اوسوقت یہہ تو لازم تہا کہ جتنون سے ممکن ہو دوستی کیجائے لیکن یہہ مشکل تہا کہ جتنون سے دوستی ہو سب کو دعوتین بہی دیجائین اور نیز جیسا مذکور ہوا چار قومین مقرر کرنے سے بڑی قوم والا چہوٹے سے احتراز کرنا بہی ضرور تہا پس اسطرح دعوت و ضیافت کے لئے ان چار تفریقون کے سوا بہی آپس مین قرابتیونکو چنکر علیحدہ فرقے بنانا پڑا اور یون تقسیم در تقسیم ہو کر بہت سے فرقے بن گئے اور دوسری بات یہہ ہوئی کہ وہ ایک سرلونگ کا زمانہ تہا اوسوقت اپنے جانون کی حفاظت کا بندوبست اپنے ہی ہاتون

کرنا صرف مناسب ہی نہین بلکہ بے اس کے گریز نہ تھا اس لیئے قریب کے اور اعتمادی لوگون
کے سوائے کسی کے ہاتھ کا کہانا احتیاط کے خلاف تہا لہذا بہت سوچ کے بعد یہہ تدبیر نکالی
گئی کہ یون فرقے قرابت قریبہ سے چن کر جدا کیئے جائین اور اون کے سوا کسیکے ہاتھ کا
پکا نہ کہایا جائے اور اسیطرح ہر فرقہ کے پہچاننے کے لیئے ایک ایک جداگانہ علامت اپنے
پیشانیون پر مقرر کرلی یا جسم کو گودنے کا رواج ہوا اور یہہ دونون چیزین بجائے زینت
کے بہی سمجھے جاتی ہین اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کی ابتدائی رواج کا زمانہ کسقدر جاہلیت
کا تہا چنانچہ جب امریکا ڈھونڈھ کر نکالا گیا وہان کی جنگلی قومین بہی اسیطرح کی آرائش کرتی تہین
اور جسم کو رنگتے تہے جیسا یہان بہی بعض متمول اور سلیقہ مند لوگ صندل زینت کے لیئے
لگاتے ہین صندل سے خوشبو اور دفعیہ بدہوائی کے علاوہ ایک فائدہ اور ہے یعنے وہ تمازت
آفتاب کے اثر کو روکتا ہے۔

ف اب ہمارے دوسرے فریق وہ لوگ ہین جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے اور کہلاتے ہین
مگر دراصل کچہہ نہین چنانچہ ابہی ثابت کیا جاتا ہے ان کی ایک کتاب ہے جس کو یہ کتاب
آسمانی اور مقدس سمجہتے ہین یہہ ایک ہی مجلد ہے مگر اس کے دو بڑے حصے ہین ایک
اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے عہد عتیق دوسرا نیو ٹسٹمنٹ یعنے عہد جدید اولڈ ٹسٹمنٹ مین توریت
مشتمل بر پنج صحائف اور کتاب یوشع وغیرہ شامل ہے۔ اور نیو ٹسٹمنٹ انجیل یعنے حضرت
عیسیٰ پر اوتری ہوی کتاب خیال کیجاتی ہے حالانکہ یہہ آسمانی کتاب تو کیا معنی عیسیٰ کی
زبانی بہی نہین بلکہ اس سے بڑھکر یہہ کہ عیسیٰ کے وقت مین بہی نہین لکہی گئی اس کتاب مین
پہلے چار رسالے اناجیل اربعہ کہلاتے ہین اور حضرت مسیح کے اس دنیا سے اوٹھ جانے کے
سالہا سال بعد چار مختلف مصنفون نے ان کی تصنیف کی ہے جن کے نام یہہ ہین متی

مرقس لوقا یوحنا اول وچہارم حواری یعنے عیسیٰ کے صحابی کہلاتے ہین مگر اسمین اختلاف ہے
فاسٹس وپیرو فیسر بابر جرمنی متے اکے حواری ہونے سے انکار بحث کرتے ہین اور اسٹاڈلن
اور ہارن اور سوتھی نیڈر (وہ برشنیڈر جو بڑے ہی محقق مانے جاتے ہین) یہہ کتاب یوحنا کی
تصنیف ہونے سے منکر ہین بلکہ خطوط یوحنا بھی جنکا ذکر آیندہ آتا ہے انہین یوحنا کے ہونا نہین مانتے
اور مرقس اور لوقا یعنے مصنف انجیل دوم وسوم نے تو کبھی عیسیٰ کو دیکھا ہی نہین بلکہ لوقا
اپنی کتاب مین کہتے ہین کہ مین روایتہً لکھتا ہون انجیل لوقا ١ ف ٢ و ٣ - لیکن یہہ نہین
بتاتے کہ راوی کون ہے اور سند کیا ہے بای حال ان چارون نے عیسیٰ کے حالات قلمبند
کئے ہین اور یہہ قلمبندی بھی کوئی بہ پابندی قواعد کتب تواریخ نہین نہ جسطرح ہم لوگ روایت
و درایت سے سیر بزرگان لکھتے ہین بلکہ ان کے ہر جملے مین جسکو انگریز آیت کہتے ہین لغزش
اور ہر قصے مین باہم اختلاف ہے جن اختلافات کو علیحدہ مدون کرکے اس کتاب کے ضمیمہ کے طور پر
بنام اختلاف الاناجیل شایع کرونگا انشاء اللہ تعالے اور یہہ کتابین حدیث بھی نہین ہوسکتین
کیونکہ انہین نہ راوی کا نام ہے نہ سند و سلسلہ اور یہہ بھی ان مین علیحدہ کرکے نہین دکھایا گیا
کہ خدا کا کلام کونسا ہے اور عیسیٰ کا کونسا اور راوی یا مصنف کا کونسا آپ ہر صاحب
عقل سلیم سمجھ سکتا ہے کہ ان زمینی اور مختلف حیثیت و مدارج کے مضمون کے اس
صفت والے رسالے باین اختلافات کیونکر کتاب آسمانی ہوسکتے ہین نہ وہ جو دعوی
کیا جاتا ہے کہ ان مضمون پر یہہ رسالے الہام ہوئے تھے درست ہے کیونکہ اولاً خود مصنف
اس کا دعوے نہین کرتے ثانیاً خدا کا الہام سب پر ایکسا چاہئے نہ باین اختلافات بین آسکے
علاوہ یہہ کہ ان چار زعمی اناجیل کے سوا ایک رسالہ اعمال الرسل اور پانچ مختلف آدمیون کے جدا
جدا خطوط جو انہون نے دعوت دین عیسوی مین لکھے تھے اور ایک رسالہ مکاشفات یوحنا بھی

بھی اسی مجلد مین شریک اور انجیل عیسیٰ اور کتاب آسمانی اور خدا کا کلام کہلاتے ہین اور اس
مستند خدا کی کلام کی قوت و دلیل پر ہم سے بحثین ہوا کرتی ہین ۔

رسالہ اعمال الرسل

ف رسالہ اعمال الرسل لوقا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو اگر سچ بھی تسلیم کیا جائے تو
ایک حواری کا شاگرد تھا اور خود رسالے کے نسبت پادریون کا یہہ بیان ہے کہ یہہ رسولون کی
کتاب ہے اور اس کا نام یہہ بتاتا ہے کہ حواریون کا تذکرہ ہے اور اوسمین مصنف نے شروع
سے اخیر تک اون لوگون کا جن کا حال لکھا ہے ضمیر غائب مین بیان کرتے کرتے ایک ضمیر متکلم
استعمال کرنا شروع کیا ہے گویا خود انہین سے ہے ۔

١٦ ف ١ تا ١٨ ف اب رہے پانچ شخص اور اون کے خطوط انہین سے پہلا پولوس
حواری ہے دوم یعقوب حواری سیوم پطرس حواری چہارم یوحنا اور پنجم یہودا حواری ؟

مکاتبات پولوس

مکاتبات پولوس چند نصیحتون پر مشتمل ہے اور اونمین اپنا تفاخر اور طلب امداد اور
مکتوب الیہم سے ملاقات کا اشتیاق مذکور ہوا ہے اور نئے نئے مسئلے اور اعتقادات چہاپے
گئے ہین خصوصاً نامہ موسومہ گلتیان جس مین پابندی مذہب کو حرام گردانا بلکہ اوسپر لعنت
کی ہے اور سب لوگون کو آزاد کر دیا اور محض اعتقاد کو کافی سمجھا ہے خصوصاً خط دوم
موسومہ تھمو تیمن ۵ ف ١٣ حالانکہ یعقوب یعنے جیمس مصنف خط دوم اعتقاد کو ناکافی
اور پابندی شرع کو ضروری بتاتے ہین اور متی ۵ ف ١٨ اور ١٩ مین بھی تاکید ہے اور خط
موسومہ فلیمن صرف ایک شخص کی سفارش مین لکہا گیا ہے ۔

مکاتبات یعقوب

یعقوب یعنے جیمس بخلاف
پولوس کے پابندی شرع کی تاکید کرتے اور اکیلے اعتقاد کو ناکامل اور غیر مکتفی بتاتے
ہین اور ان کی نصیحتین بہ نسبت پولوس کے اچھی اور موافق شرع موسوی ہین سوائے ایک
حکم کنفشن یعنے اقرار گناہان کے جو نیا حکم ہے اور انہین کی ایجاد

مکاتبات پطرس

پطرس اگرچہ حواری

تھے مگر حضرت عیسی نے انہین شیطان کہا ہے متی ۱۶ ف ۲۳ چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے
دور اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے کیونکہ
تو خدا کی باتون کا نہین بلکہ انسان کی باتون کا خیال رکہتا ہے،، اور انہون نے
عیسی کے قید ہونے پر تین مرتبہ عیسی کا انکار ہی کیا ہے متی ۲۶ ف ۶۹ تا ۷۵ یوحنا کے کتابات یوحنا
تین خط ہین اون سب مین محبت کی نصیحت ہے اور بالخاص عیسی کو خدا کا بیٹا سمجھنے کی
ہی نصیحت کی ہے اور اسمین مصنف اپنا نام نہین بتاتا نہ مکتوب الیہ کا نام ہے نہ اون
خطوط کا زمانہ معلوم ہوتا ہے اور انہین سے دو اخیر خط دو لیڈیون کے نام نصف
نصف صفحہ کے ہین جن مین صرف اونکی تعریف ہے اور یہہ تینون خطوط یوحنا حواری کے
نہ ہونیکی دلیل اوپر ہی بیان ہوی ہے اور خط یہوداہ یعنے جود نے صرف برے آدمیون
کی شکایت ایک صفحہ بہر کے خط مین لکہکر بس کیا ہے اور عیسی علیہ السلام کا اپنے حواریون
کو بے اعتقاد کہنا اور یہہ فرمانا کہ تمکو رائی کے دانہ برابر ایمان نہین ہے خود بتاتا ہے خط یہوداہ یعنے جود
کہ ان سب رسالونکا اعتبار کس درجہ تک کیا جاسکتا ہے متی ۱۷ ف ۲۰ خلاصہ
یہہ کہ یہہ چہبیسون رسالے انجیل نہین ہوسکتے نہ یوحنا کے مکاشفات جو ایک مجذوب
کی بڑ سے بڑہکر نہین ہین۔
ف اول ثمنہ ثمنث یعنے عہد عتیق یا توریت کا حال جسمین زبور بہی شامل ہے مختصراً یہہ ہے ثمنہ
کہ اوسمین توریت کے پانچ صحائف ہین یعنے سفر تکوین سفر خروج سفر لیویان سفر
اعداد اور توریت مثنے سفر تکوین کی طرز تحریر خود قصہ نویسی کے طور پر ہونے اور اس کے سفر تکوین
۳۲ ف ۳۲ وغیرہ مین بعض امور ابتک یعنے بعد موسی علیہ السلام کے زمانہ حال تک موجود
ہونیکا ذکر ہونیکے قطع نظر اوس کے ۱۶ ف ۹ مین لکہا ہے کہ ہاجرہ کو فرشتہ ملا اور باتین

لیکن پہر اوسی باب کے ور۱۳ مین ہے حاجرہ نے خدا کو جو اوس سے باتین کی یہہ کہا
اسیطرح ۱۸ ور۱ و ۳۲ و ۱ و ۱۳ مین ذکر ہے کہ ابراہیم نے خدا کو دیکہا اور خدا نے باتین
کی اور اوسی سلسلہ مین ور۲ و ۴ وغیرہ مین فرشتون کا سوال وجواب اور روٹی اور
گوشت کہانا وغیرہ ایسا مندرج ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے خدا کو
نہین بلکہ فرشتونکو دیکہا اور دونون مطلب صاف اور ضمیرین واحد جمع کی جدا جدا ہین
اور نیز اس کتاب مین خدا کے پیغمبرون اور اونکے بی بیؤنکی توہین ایسی لکہی ہے کہ خدا
کبہی نہ اپنے خاص بندون کو ایسا مرتکب اور ذلیل ہونے دیتا ممکن ہے نہ اسطرح
وبیحرمتی کا افشا کرنا شان کبریائی وکتاب اللہ کے سزوار چنانچہ ۱۹ ور۳۳ تا ۳۶ مین لوط
کا اپنی بیٹیون سے اور ۳۸ ور۱۸ مین یہودا ابن یعقوب کا اپنے بہو تمر سے اور ۳۵
ور۲۲ مین یعقوب کے بیٹے مسمی ریوبن کا یعقوب کی بیوی مسماۃ بلہا سے زنا کرنا لکہا ہے
معاذاللہ سفر خروج کی بہی اکثر باتین ویسی ہی ہین اور اون سے بڑہکر یہہ کہ ۱۲ ور۲۸
مین کہتا ہے بنی اسرائیل گئے اور تعمیل کی جیسا خدا نے موسی اور ہارون کو حکم دیا تہا اور
ور۱۲ سے پیشتر خدا کے احکام خدا کی زبانی بیان کر کر فقرہ مذکورہ مین لکہتا ہے کہ اوس کے بعد
موسی نے بڑونکو بلا کر کہا ایسا ایسا کرو اور ور۲۷ مین ہے پس لوگون نے سر جہکایا اور پرستش
کی اسیطرح آگے قصہ بیان کرتا ہے جسطرح سفر تکوین مین مسلسل قصے انہین ضمیرون سے
موسی سے پیشتر کے بیان ہوے ہین یعنے ور۲۹ و ۲۱ وغیرہ کے ظاہر ہوے کہ اس کا مصنف
نہ خدا ہے نہ موسی بلکہ اور ہی کوئی ہے ۔ سفر لیوبان مین بہی خدا کے احکام کے ساتہ
مسلسل قصہ موسی اور ہارون اور اونکے واقعات کا درج ہے اور ۲۶ ور۴۶ مین ہے کہ
یہہ احکام اور قضایا اور قوانین ہین جو خدا نے اپنے اور بنی اسرائیل کے درمیان جبل سینا

مین موسی کے ہاتھ سے بنائے" اور ب ۲۷ و ۳۴ مین ہے کہ یہہ احکام ہین جو خدانے
موسی کو فرمایا بنی اسرائیل کے لئے جبل سینا مین" پس [illegible] فقرون کی طرز یہہ بتاتی ہے
کہ مصنف کے جانب سے ہین جو سوائے خدا کے اور کوئی ہے اسیطرح ہر جائے پر خدا کے
کلام اور مصنف کے بیان کو جدا کیا ہے یعنے کہتے جاتا ہے کہ پہر خدا موسی سے بولا اور کہا کہ
بنی اسرائیل سے یون کہہ من بعد احکام بیان کرکے پھر وہی فقرہ دوسرے احکام کے لئے
لکہا ہے ملاحظہ ہو ب ۵ و ۶ وغیرہ اسیطرح ب ۸ مین موسی کے افعال اور خدا کے اقوال
علیحدہ لکہے گئے ہین اور نیز اوسی باب کے و ۳۶ مین ہے کہ "اسطرح ہارون اور اونکے بیٹون
نے وہ سب کیا جو خدا نے موسی کے ہاتھ سے حکم دیا تھا" اور ب ۹ و ۱۰ این ہی موسی کے
کلام اور ہارون کے بیٹون وغیرہ کا قصہ ہے پہر ب ۱۱ مین ب ۲۷ تک خدا کے احکام شروع
ہوئے ہین غرض سب بے تامین کبھی خدا کی طرف سے کبھی مصنف کے جانب سے درج ہین
سفر اعداد کا باب ۳۶ موسی اور بزرگان خاندان کے مکالمے پر مشتمل ہے جسمین موسی علیہ السلام سفر اعداد
احکام سناتے ہین جو خدا سے اونہین ملے اسکی طرز ہی خدا کا کلام ہونیکے طور پر نہین ہے ب ۳۳
و ۱ مین لکہا ہے کہ بنی اسرائیل کے سفر اور منزلین یہہ ہین اور و ۲ مین ہے کہ اور موسی نے
اون کے مصر سے نکلنے کا اور منازل کا حال بحکم خداوند عالم لکہا ہے اسکے بعد اونکی منزلین
مسلسل لکہی ہین اسیطرح دوسرے بابون کا حال ہے خاصکر ب ۳۱ و ۴۳ تا ۴۶ مین مال الغنیمہ
جو یہہ لکہا ہے پس وہ نصف جو لوگون کا حصہ تہا تین لاکہہ سینتیس ہزار پانسو بہیڑ ہے"
وغیرہ تہے۔ یہہ صاف مصنف کی عبارت ہے جو خدا نہین ہے اس مقام پر اصل انگریزی
بیبل ملاحظہ طلب ہے۔ اب رہی توریت مثنےٰ یا سفر مثنےٰ اجیسا بعض اوس کو نام توریت مثنے
دیتے ہین اس کا حال یہہ ہے کہ اس کے پہلے ہی باب پہلے ہی فقرہ مین صاف لکہا ہے

ہے۔
کہ دوئیہ کلام ہین جو موسی نے تمام اسرائیل سے جاڑون کے اسطرف میدان مین بیان کئے
اوس میدان کا فاصلہ خدیش بارنیا بتاتا ہے پس فقرہ اول خود ثابت کرتا ہے کہ یہ
کتاب نہ موسی کی ہے نہ خدا کی۔ اس کے بعد کے دو فقرے بھی اسیطرح کے ہین اور
باب ۳۴ مین یہہ ذکر ہے کہ موسی کا انتقال ہوا اور دفنائے گئے بنی اسرائیل روئے اور یوشع
اونکے قایم مقام ہوئے اور موسی کا سا کوی پیغمبر بنی اسرائیل مین پھر نہین پیدا ہوا۔
پس بتائے کہ اب یہہ رسایل کس کی تصنیف سے ہین۔
اب ایک اور بات غور طلب ہے وہ یہہ کہ موسی علیہ السلام کو جو چند تختیان پہاڑ پر
دی گئی تھین آیا وہی خدا کی کتاب تھی جو اون پر نازل ہوی یا یہہ پانچ رسایل جن کا
خدا کا کلام ہونا نہ موسی کے دعوے مین ہے نہ کسی جائے پر ان رسایل مین۔ پس
اگر وہی توریت تھی تو یہہ سب رسالے لغو ہوئے اور اگر وہ کتاب دوسری تھی اور یہہ
رسایل دوسرے تو دو خدا کی کتابین موسی پر نازل ہونا لازم آیا جو کہین سے نہین ثابت
ہوتا اور ایک پیغمبر پر دو کتابین نازل ہونا غیر ضروری بھی ہے طرفہ یہہ کہ جو لوحین خدا
کے حضور سے ملین اونمین صرف دس احکام جزوی معمولی و اخلاقی درج ہین سس خروج
۳۴ و ۲۸ سس مثنے ۴ و ۱۳ اور وہ دس احکام یہہ ہین جو سفر خروج ۲۰ مین مندرج
ہین سوائے میرے تمہارا کوئی خدا نہو کوئی تصویر اور پتلیان نہ رکھو نہ اون چیزون کی پرستش
کرو بیکار اور لہو مین میرا نام نہ لو سبت کے روز کو مقدس مانو ماں باپ کا ادب کرو قتل
نہ کرو زنا نہ کرو سرقہ نہ کرو دروغ شہادت نہ دو۔ حسد نہ کرو حالانکہ ان پانچ متذکرہ
رسالون مین سب بڑے بڑے اور ضروری احکام بھرے ہین اور طرفہ یہہ کہ اونہین کے

ذیل مین یہہ دس حکم ہی اون مین لکھے ہین اور یہہ بھی پتا نہین لگتا کہ آیا یہہ رسالے ان احکام سے
قبل کے ہین یا بعد کے اور دونون صورتون مین یہہ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ جو احکام چالیس روز تک
حاضر حضور رکھہ کر بطور تشریف کے ملے وہ ایسے جزوی ہونا شان سرفرازی و اختصاص کبریائی
نہین ہو سکتا درحالیکہ اوس حضوری و پردہ داری کے بغیر یہہ احکام اور اس سے بڑھ کر
اونچے اور ترنے والے تھے۔ پس یہہ احکام خدا کے جانب سے نہ ٹھرے بر خلاف اگر
جو احکام خدا نے اپنی انگلی سے لکھہ کر بالمشافہہ باہتمام خاص دیئے اونکا جامع و عظیم
بالشان ہونا خدا ہی کے پاس لازمی نہ قرار پایا تو اون کے علاوہ اور اون سے بڑھکر
جو احکام ہین وہ خدا کے پاس سے کیونکر ثابت ہو سکتے ہین پس دونون کا خدا کے احکام
ہونا باطل ٹھرا۔

رہین توریت کے سوا باقی کتبیں کتابین ان کا حال یہہ ہے کہ انہین سے کوئی بھی آسمانی نہین
اور گو ممکن ہے کہ یہہ بزرگون کے ملفوظات ہون مگر اس کی بھی کوئی دلیل نہین کہین سے
پتا نہین لگتا کہ اصل مصنف کون ہے اِن کتابون کی تفصیل یہہ ہے اول کتاب (کتاب یوشع)
یوشع سفر مثنیٰ ۱ مین یوشع بن نون کو جانشین موسیٰ بتایا ہے اور کتاب یوشع
مین صرف احوال یوشع قلمبند ہوا ہے چنانچہ اوسکے ۶ ف ۲۵ کہ راحب ابتک جیتی ہے
قصہ نویسی ثابت کرتا ہے خصوصاً جب یوشع کے برسون بعد کا یہہ ذکر ہے اور ۸ ف ۲۹
بادشاہ آئی یا عی اور ۷ ف ۲۶ آجان بن کارمی یا عکن بن کرمی کی ڈہیر اور ۴ ف ۹
جا بجا دون یا پیرون مین گاڑے ہوئے پتھرون کے نسبت بھی یہی دعوے کیا گیا ہے
کہ ابتک موجود ہین گویا حضرت یوشع کے وقت سے ان واقعات کی صداقت تصنیف
کے وقت دیگئی ہے اسیطرح ۲۵ و ۲۹ و ۳۰ مین یوشع کے مرنے اور دفن کا حال

لکہا ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ یہہ اونکی یا اونپر اوترے ہوی کتاب نہین ہے - دوم کتاب
قضات اسکے پہلے باب کے پہلے ہی فقرے سے اس کی صداقت ظاہر ہے کہ یہہ خدا
کی ہین چنانچہ لکہتا ہے "کہ بنی اسرائیل نے خدا سے پوچہا کہ کنعانیون کے مقابلے مین ہمارے
جانب سے کون لڑیگا تو خدانے کہا یہوداہ" گویا یہہ حکم بنی اسرائیل پر اوترا ہے نہ کسی
پیغمبر پر - کیا خوب اس پر یہہ کہ ۲ ب ۱ مین ایک فرشتہ کا ذکر ہے جو بطور خدا کے اپنے
کامون کا ذکر کرتا ہے من بعد اور فقرات مابعد مین یوشع کے مرنے کا اور دوسرے حوادث
کا ذکر کرتا ختم رسالہ ایسا درج ہے کہ گویا کوئی مصنف سواے خدا کے ذکر کرتا ہے اور
یہہ رسالہ ایسے وقت کا ہے کہ اوسوقت کوئی بہی پیغمبر نہ تہا پہر تو یہہ نہ خدا کی کتاب ہے
نہ کسی پیغمبر کی سوم کتاب روث یہہ ایک بہت چہوٹا سا رسالہ ہے جسمین ایک عورت مسماۃ
روث کا قصہ لکہا ہے جو شخص اس کو دیکہیگا خود ہی کہدیگا کہ یہہ خدا کی کتاب ہے کہ
نہین - میرے دلایل لانے کی کچہہ بہی ضرورت نہین چہارم کتاب شموئیل اس کے پہلے
رسالے مین شموئیل کا قصہ بعد انتقال ایسا لکہا ہے اور انتقال کے بعد کی کیفیت ایسی
درج ہے کہ اوس سے ثابت ہے کہ یہہ خدا کی کتاب نہین نہ شموئیل نے لکہی ہے بلکہ کسی اور نے
ایک قصہ کہانی کی طور پر جمع کیا ہے اور رسالہ دوم شموئیل مین بہی وہی سلسلہ قایم رکہا اور
داود علیہ السلام کا حال لکہا ہے یہہ بہی ایک کہانی ہے اور بس مگر اسمین ایک بات قابل تحریر
یہہ ہے کہ ۲۴ ب ۱ مین ہے کہ خدا نے غضب کے مارے داؤد سے کہا کہ مردم شماری کر اور
کتاب اول اعمال ۲۱ ب ۱ مین ہے کہ شیطان نے داؤد کو اس پر آمادہ کیا بس ہمین معلوم آیا
شیطان اور خدا ان کے پاس ایک ہے یا کیا پنجم کتاب اول و کتاب دوم ملوک مین داؤد و
سلیمان و دیگر شاہان سلف کا حال لکہا ہے اور اکثر جاے بر دوسرے کتب مثلاً تواریخ ایام الد

کتب شاہان بنی اسرائیل کا حوالہ دیتا ہے اور ان کے پاس داؤد و سلیمان صرف بادشاہ
ہین پیغمبر نہین پس یہہ رسالے نہ خدا کے ہین نہ پیغمبرون کے اور وہ جو بادشاہون کے
ذکر مین بعض پیغمبرون کا نام لے دیا ہے وہ ایسے لوگ ہین جن کی پیغمبری کی دلیل نہ خود
اوس کتاب مین ہے نہ اون پر کوئی کتاب یا احکام وارد ہونے کا کوئی ثبوت۔ بفرض
محال اگر ہو بہی تو یہہ اون کا قصہ ہے نہ خدا کی کتاب۔

۶ تواریخ ایام [illegible] علیہ السلام

ششم کتاب تواریخ ایام۔ اس کے بہی دو رسالے ہین خود ان کا نام بتاتا ہے کہ یہہ تاریخی
احوال ہے نہ کہ کوئی آسمانی کتاب اس پر زیادہ بحث کی ضرورت کیا ہے اس کی کتاب دوم
ب۲۶ ف۲۲ مین لکہا ہے کہ عزیا کا باقی حال عیسیا یا بن آموص پیغمبر نے لکہا ہے۔

۷ کتاب عزرا

ہفتم کتاب عزرا کا بہی یہی حال ہے اور اوس کے ب۷ ف۲۷ و ۲۸ مین بادشاہ کے حکم کی نقل
کر کے لکہتا ہے ،، مقدس ہے ہمارا خدا جس نے بادشاہ کے دل مین ایسی بات ڈالی
اور بادشاہ اور اوس کے ارکین و شاہزادگان کے روبرو مجہہ پر عنایت کی اور جیسا
میرے خدا کا ہاتہہ مجہہ پر تہا مین تقویت دیا گیا اور مین نے سب اسرائیل کے سردارون
کو اپنے ساتہہ جانے کے لئے جمع کیا ،، پس اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ خدا کی کتاب
نہین اسیطرح ب۸ ف۱ مین ہے "کہ جو لوگ میرے ساتہہ بابل سے گئے اونکا سلسلہ
نسل اور سرداران خاندان یہہ ہین ،، غرض ب۷ و ۸ و ۹ مین عزرا کی تحریر ضمیر متکلم سے ہے
گویا یہہ کتاب اونہین کی تصنیف ہے یہاں تک کہ ب۹ ف۶ مین عزرا کہتے ہین مین نے اسطرح
دعا کی لگو ب۱۰ مین ایکدم ضمیر بدل گئی اور لکہا ہے کہ جب عزرا نے یہہ دعا کی یہہ عجب ڈہنگ
ہے معلوم ہی نہین ہوتا کہ کتاب کس کی تصنیف ہے بہرحال اتنا تو ثابت ہے کہ خدا کی نہین
ہشتم کتاب نحمیاہ یہہ اس سرنامہ کے ساتہہ ابتدا ہوی ہے " نحمیاہ ولد حشلیاہ کے کلام

پھر نحمیاہ کی زبانی ضمیر متکلم سے قصہ لکہا اور ختم کیا ہے اسمین اور کتاب عزرا مین اورشلیم کی تعمیر و ترمیم کا ذکر ہے اور بس۔

۹ نہم کتاب استیر اس مین ایک عورت مسماۃ استیر کا قصہ ہے جسنے کسی بادشاہ کی مقبولہ ہوجانے سے مجوسیون کو رہائی دلائی تہی۔ ہنسی آتی ہے کہ یہہ بہی کتاب مقدس ہے اسکو لکہا کسنے یہہ نہین معلوم ہوتا اور اس کی تصدیق مین تو شاہان میڈیا و فارس کی تواریخ کا حوالہ دیا ہے۔

۱۰ دہم کتاب ایوب۔ یہہ ایوب کے مختصر سا احوال اور اونکے دوستون کے مباحثے پر محدود ہے مثل اور کتب کے یہہ کہین سے نہین ثابت ہوتا کہ یہہ قصہ صحیح ہے اور اس بنیاد کس صحت و دلیل پر رکہی گئی ہے جو مباحثہ ایوب اور اونکے دوستون مین ہوا اوس مین اون کے دوست راست اور حق بات کہتے ہین اور الیہو نے تو ایوب کو لاجواب کردیا ہے اور ایوب ابتدا سے اس بات پر ضد کیئے جاتے ہین کہ مین حق پر ہون اور خدا ناحق پر اور یہہ کہ خدا روبرو ہوکے جواب دیتا کہ میری نسبت ایسا کیون کیا چنانچہ ۳ مین اپنے تولد کے روز و شب کو اور ستارون کو بددعا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مین پیدا ہونیکے آگے مرکیون نگیا وغیرہ جس سے بے صبری ظاہر ہوتی ہے اوسیطرح خداکو عوض اپنے اُنکو راستباز ٹھیراتی ہین ۳۲ ف ۲ اور کہتے ہین خدانے میری راستبازی اور انصاف لے لیا یعنی راستی کا حق مدنظر نہ رکہا اور بے انصافی کی ۲۷ ف ۲ اور کہتے ہین " اور قادر مطلق نے میری جان کو آزار دیا " ۲۷ ف ۲ " میرے زخمون کو بے وجہہ و بے خطا بڑہاتا ہے " ۹ ف ۱۷ پس باوجود ان تمام کے خدا ایلیفاس کو کہتا ہے کہ تو اور تیرے دونون دوستون نے درست بات میری نسبت مثل ایوب کے نہ کہی اس لیئے مین تم سے خفا ہوا ۴۲ ف ۷ غرض اس کتاب مین ایوب کی موت

بھی لکھی ہے اور ب ۳۱ ف ۴۰ کے اخیر جملے مین یہہ بھی ہے کہ ایوب کے الفاظ یہان ختم
ہوئے جس سے ظاہر ہے کہ یہہ کتاب ایوب کی تصنیف بھی نہین اور سب سے بڑھکر یہہ کہ
لکھا ہے کہ ایک روز خدا کے بیٹے خداوند کے حضور مین آئے اون کے ساتھہ شیطان
بھی آیا ب۱ ف۶ ب۲ ف۱ اور شیطان کو ایوب کے ستانے کی قدرت دیگئی ؛

یازدہم زبور داؤد - یہہ چند گیت ہین داؤد کی تصنیف سے جن کو یہہ بادشاہ سمجھتے ہین ۱۱ زبور داؤد
اس کتاب کو خدا کی اور مقدس کتاب سمجھنا اور اس پر قسمین کہانی بعینہ ایسا ہی ہے
گویا واجد علی شاہ کے دیوان کے ساتھہ یہی سلوک کیا جائے - اگر یہہ کہا جاے کہ داؤد
اگرچہ بادشاہ تھے لیکن خدا کے برگزیدہ و پسندیدہ تھے تو اس کا جواب یہہ ہے کہ
اسے تسلیم کرکے بھی اون کے گیت کتاب آسمانی نہین ہوسکتے چہ جائیکہ ۲ شموئیل
ب۱۱ ف۲ و ۵ مین تو داؤد کا مسماۃ بات شیبا زوجہ عوریا کے ساتھہ زنا کرنا اور اوس کا
حاملہ ہوجانا اور اوس کے مابعد کے فقرون مین اوس کے خاوند کو ایوب کو لکھکر مروا
ڈالنا اور اس پر داؤد سے خدا ناخوش ہونا بھی صاف الفاظ مین مرقوم ہے چنانچہ
اور اسی ناخوشی سے خدا اون سے کہتا ہے جو بھی فقرون کے بعد کتاب مذکور مین
درج ہے " مین تیرے جورؤن کو تیرے ہمسایون کے حوالہ کرونگا " چنانچہ اس سے
نتیجے مین اون کے فرزند کا اونکی لڑکی سے اور دوسرے فرزند کا اونکی بی بیون سے
زنا کرنا وغیرہ ایسے مغلظات اوس کتاب مین بھرے ہین کہ اونکی بزرگی ایک لمحہ کے
لئے بھی تسلیم نہین ہوسکتی چہ جائیکہ اون کے گیت مقدس کہلائین۔

دوازدہم کتاب امثال سلیمان - یہہ چند نصیحتین ہین جو سلیمان نے کہین جو بقول اونکے ۱۲ امثال سلیمان
صرف بادشاہ تھے اور پیغمبر نہ تھے اس کا کوئی داخلہ نہین کہ یہہ نصایح فی الحقیقت

اونہین نے کہین ملکہ ب ۲۵ ف ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگون نے لکہہ لین اور اسمین ب ۳۰
عاقر کے بیانات اور ب ۳۱ لیموئیل کی مان کی نصیحت بہی جو اوسنے لیموئیل کو کی شامل ہین
پس یہہ سب مل کر بنام امثال سلیمان خدا کی کتاب ہے سبحان اللہ۔

سفر واعظ ۱۳

سیزدہم کتاب واعظ۔ اس کے پہلے باب کے پہلے فقرے سے ظاہر ہے کہ واعظ ابن داؤد
یروشلم کا کوئی بادشاہ تھا اوس کے جانب سے کسی نے بے ثباتی دنیا کا حال لکھکر نصیحتین
کی ہین اور دانشمندی کی تعریف کرتا گیا ہے پہلے تو اسمین ضمیر غایب مستعمل ہوے مگر ب ۱
ف ۱۲ مین یکایک ضمیر متکلم استعمال ہونے لگی ہے باین ہمہ کہ یہہ ساری کتاب واعظ مذکور کے
تجربہ دنیاوی پر مبنی ہے اور اعمال و جاہ و مال کا ذکر کر کے سب کو باطل بتاتا گیا ہے
چنانچہ ابتدا ے کتاب کے شروع جملہ کی خبر یہی ہے کہ سب کچھ باطل ہے اس کتاب کے ب ۱۲
ف ۸ سے اخیر کتاب تک یہہ لکہا ہے کہ واعظ نے کہا کہ سب چیزین باطل ہین اور لکہا ہے کہ
از بسکہ واعظ دانشمند تھا اوسنے لوگون کو عقل سکہائی اور قرینے کی مثالین لکہین۔
پس اے میرے بیٹے ان سے نصیحت پذیر ہو" پس ان فقرون سے صاف ثابت
ہے کہ کوئی شخص واعظ کے اقوال بیان کر کے اپنے لڑکے کو نصیحت کر رہا ہے۔

غزل الغزلات ۱۴

چہاردہم۔ غزل الاغزال۔ یہہ ایک عاشقانہ شاعری ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جانب
منسوب کیجاتی ہے گو اس کی کوئی دلیل نہین اور اسمین عاشقانہ مضامین کے علاوہ سراپاے
معشوق بہی ہے حتی کہ اوس کی چھاتیون کی خوبصورتی بہی بیان ہوئی ہے بلکہ اوس کی
بہن کی پستانون تک کا ذکر ہوا ہے پس ایسی غزلین خدا کا کلام کیونکر ہو سکتے ہین۔
کاش اس کے مطالب عارفانہ یا صوفیانہ ہی ہوتے جو مقدس آسمانی نہین تو متبرک
ہی مانے جاتے۔

۱۵ کتاب اشعیاہ وغیرہ

پانزدہم کتاب اشعیاہ - یہہ چند خواب ہین جو اشعیاہ نے دیکھتے تھے ان کے ساتھ ایک دو افسانے بھی اشعیاہ وغیرہ کے لکھے ہین اسمین بعض جایون پر تو ضمیر متکلم ایسی ہے جو اشعیاہ کے بیان سے متعلق ہے جہان وہ کہتے ہین کہ مین نے یہہ دیکھا یہہ سنا وغیرہ اور بعض مقامون مین اشعیاہ کے اعمال و افعال غیر زبانی بیان ہوے ہین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ یہہ تذکرہ لکھا کس نے ہے خلاصہ یہہ کہ یہہ کتاب کبھی کتاب خدا نہین ہوسکتی -

۱۶ کتاب یرمیاہ

شانزدہم کتاب یرمیاہ - اس کے بھی پہلے اور ساتوین اور نوین اور پندرہوین وغیرہ ابواب کے پہلے تین فقرون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسالہ اور کسی نے لکھا ہے جس مین یرمیاہ کا قصہ اور تذکرہ جمع کیا ہے اس کے ب۲۰ و ۳۲ مین جو قصہ یرمیاہ کی سزا اور مقیدی منجانب حاکم اعلی کا لکھا ہے وہ بھی ثابت کرتا ہے کہ یہہ یرمیاہ کی کتاب نہین ہے چہ جائیکہ خدا کی ہو -

۱۷ مناجات یرمیاہ

ہفدہم کتاب مناجات یرمیاہ - یہہ چند نوحہ ہین جو کہتے ہین یرمیاہ نے کہتے ہین جس شخص کو کچھہ بھی عقل ہو وہ خود ہی بتا سکتا ہے کہ بغرض تسلیم ان نوحون کی وقعت مثل کتاب اللہ کے کتنی ہوسکتی ہے -

حزقیل

ہیجدہم - کتاب حزقیل - اس کی ترکیب تحریر بہت ہی نئی ہے - ب۱ ف۱ مین زبانی حزقیل کی لکھا ہے کہ چہ تھے مہینے مین جب مین مقید تھا تو آسمانون کے دروازے کھلے اور مین نے خدا کو اور اوسی کے ف۲ مین ہے کہ مہینے کے پانچوین دن حزقیل پر احکام خدا وارد ہوے - پس ایک فقرے مین ضمیر متکلم دوسرے مین ضمیر غائب عجب ہی لطف دیتی ہے اور معلوم ہی نہین ہونے دیتی کہ آیا فی الاصل یہہ حزقیل کی کتاب ہے یا اور کسی مصنف کی اسکے ساتھ فقرہ چہارم مین پھر ضمیر متکلم آموجود ہوی ہے کہ مین نے یہہ اور یہہ دیکھا اگر یہہ کتاب کتاب اللہ کہی جائے تو اوسکی

شان یہہ نہین ہوسکتی اس کے ب ۴ ف ۱۲ مین خرقیل کو انسان کے براز کے ساتھہ روٹی کہانے کا حکم دینا پھر ف ۱۵ مین براز کے عوض گوبر کو مقرر کرنا بھی خدا کا حکم نہین ہوسکتا علی الخصوص جب یہہ احکام شہرون کی تنبیہ کے اور سزا کی مثال کے واسطے نیکون کو دئے اور تعمیل کرائے جاتے ہین اس کتاب کا خدا یا پیغمبر کے جانب سے نہ ہونا اس سے بھی ثابت ہے کہ ب ۱۶ و ۲۳ مین ایسا فحش لکہا ہے کہ کوئی بھی شریف آدمی جس کو ادب و لحاظ و خلق نیک کا ذرہ بھی دعوے ہو اس کے دیکہنے تک کو گوارا نہین کرسکتا چہ جائیکہ اس کتاب کو یا جس کے ساتھہ یہہ ہم شیرازہ ہو اوسکو مقدس مانا جائے دیکہو ہمارے جنٹلمین حکام انگریز نے مثنوی میر حسن کے چند ابیات خلاف تہذیب سمجھکر نکالدئے اور مثنویات بہار عشق و فریب عشق کا چہاپنا ممنوع کردیا جس مین ایک بھی لفظ ان کامل بابون کے مقابلہ کا نہ تھا مجھے افسوس آتا ہے کہ یہہ فحش بڑے بڑے چرچون مین اون کے پیر و مرشد درس دیا کرین مجھے نہایت شرم آتی ہے جیسا یہہ خیال بھی کرتا ہون کہ اون فقرات اور بیانون کا اعادہ اپنے اس رسالہ مین کرون -

۱۹ کتاب دانیال

نوزدہم - کتاب دانیال اس کے پڑہنے سے ظاہر ہے کہ یہہ کتاب اور کسی کی تصنیف ہے نہ خدا کی ہے نہ دانیال کی اور جو کچہہ لکہا ہے ایک کہانی کے طور پر لکہا ہے اور بے دلیل - یہہ ایک قصہ ہے دانیال اور اون کے وقت کے حوادث اور لوگون کا -

۲۰ کتاب ہوشیع

بستم - کتاب ہوشیع اس کا بہی مصنف معلوم نہین ہوتا اس مین ایک لطف یہہ بہی ہے کہ ب ۱ و ۲ مین مصنف نے یہہ لکہا ہے کہ خدا نے ہوشیع سے یہہ کہا لیکن ب ۳ مین ضمیر بدلدی اور لکہا ہے پھر خدا نے مجھہ سے یہہ کہا یعنے یہہ بیان ثانی ہوشیع کی زبانی ہے - فی الجملہ اس رسالے مین تخویف و نصایح ہین اور بس - یہہ رسالہ نہ خدا کی کتاب ہے نہ رسول کی اور نہ ہوشیع کا پیغمبر ہونا اس رسالے سے یا اور کہین سے ثابت ہے -

نسبت و یکم - کتاب یوئیل - اس کو بھی کسی نے اسطرح ابتدا کیا ہے کہ "خدا کی باتین جو یوئیل کو آئین یہہ ہین" اس کتاب مین بھی یہوشع کے چند نصیحتین ہین اور بس - نہ یہہ کتاب خدا کی ہے نہ یوئیل کا پیغمبر ہونا کھین سے ثابت اور طرز تحریر جیسا اوپر لکھا ایک گم نام مصنف کی تحریر ہونا صاف بتاتی ہے -

نسبت و دوم - کتاب عاموص - اس کی ابتدا سچی بات بتاتی ہے کیونکہ اسمین یہہ نہین ہے کہ خدا نے عاموص کی زبانی یون فرمایا بلکہ یہہ لکھا ہے کہ "یہہ کلام عاموص کا ہے جو اونہون نے بنی اسرائیل کے احوال کے نسبت دیکھا" اس کے بعد کھتا ہے کہ "پس عاموص نے کہا خدا یون فرماتا ہے" پھر ب ۵ مین عاموص کی زبانی لکھتا ہے "سنو تم یہہ بات جو تمہارے نسبت نکالتا ہون بلکہ یہہ ایک نوحہ ہے اے خانوادہ بنی اسرائیل" پس اس فقرے سے بھی عاموص کی ذاتی پند ہونا ثابت ہے گو اس کے بعد بھی یہی بیان ہے کہ دیکھو خدا یون فرماتا ہے - غرض اسطرح عاموص خدا کا مطلب بیان کر کر کے نصیحت فرما رہے ہین نہ خدا کا کلام - اگرچہ ب ۷ ف ۱۵ مین عاموص اپنے پیغمبری کا دعوے کرتے ہین لیکن اوس کے بے دلیل ہونے کے قطع نظر کہین سے یہہ نہین پایا جاتا کہ یہہ خدا کا کلام ہے - ہو تو عاموص کے نصایح و ملفوظات ہون جس کو کسی نامعلوم شخص نے جمع کیا ہے -

نسبت و سوم - کتاب عوبدیاہ یہہ چند نصیحتین ہین جو عوبدیاہ نے خواب مین خدا کو کہتے سنا اور کسی اور نے اوسکو قلمبند کیا ہے نہ عوبدیاہ کا پیغمبر ہونا ثابت ہے نہ اس خواب کا کوئی ثبوت اور نہ مصنف معلوم پس کیونکر یہہ کتاب خدا کی کتاب ہونیکی عزت پا سکتی ہے -

نسبت و چہارم کتاب یوناہ یعنے یونس - یہہ ایک قصہ ہے جو ابتدا سے انتہا تک ایک نامعلوم الاسم مصنف نے لکھا ہے نہ خدا کا کلام ہے نہ پیغمبر کا کوئی اس کو پڑھے تو خود ہی بیان کی تصدیق کرے

کسی دلیل کی ضرورت نہین۔

بست و پنجم۔ کتاب میکاہ۔ اس کا فقرہ اول یہہ ہے کہ "یہہ وہ باتین ہین جو خدا کے ہان سے میکاہ کو آئین جنہین میکاہ نے سمیریا اور اورشلم کی نسبت دیکھا" اس کے بعد میکاہ کے زبانی چند تہدیدین ہین۔ اب بتائیے کہ یہہ کتاب خدا کی ہے یا میکاہ کی یا اور کسی قصہ نویس کی۔ اور آیا یہہ کوئی خواب یا مجذوب کی بڑبڑ یا اصلی واقعہ۔ اس کے ساتھ میکاہ کے پیغمبری بھی کہین سے ثابت نہین۔

بست و ششم۔ کتاب ناحوم۔ اس کے فقرۂ اول مین تو یہہ ہے کہ "یہہ ناحوم کے خواب کی کتاب ہے" جس کے معنے یہہ ہین کہ کسی نے اونکا دیکھا ہوا خواب لکھا ہے لیکن فقرہ ثانی سے اسطرح عبارت شروع ہوی ہے جیسے کوئی دیوانہ یکایک بکنا شروع کرتا ہے نہ اس بکواکو خدا کے جانب نسبت دی نہ ناحوم کے اور نہ کوئی قصہ کے طور پر لکھا ہے نہ خواب کے۔ غرض کسی نے کسیتے ایک جملے لکھدیے ہین اور لکھنے والے کا نام نہین ہے پس نہ یہہ خدا کی کتاب ہے نہ ناحوم کی اور نہ ناحوم کا پیغمبر ہونا پایا جاتا ہے۔

بست و ہفتم۔ کتاب حبقوق۔ اس کا بعینہ وہی حال ہے جو کتاب ناحوم کا ہے الا یہہ کہ حبقوق کو پیغمبر لکھا ہے جس کا کوئی ثبوت نہین اور نیز اس کتاب مین حبقوق کی ایک دعا بھی درج ہے غرض یہہ کتاب خدا کی نہین۔

بست و ہشتم کتاب صفنیاہ۔ اس کے پہلے باب کے پہلے فقرے مین یہہ لکھکر شروع کیا ہے کہ "یہہ کلام ہے خدا کا جو صفنیاہ پر آیا" پھر دوسرے فقرے سے تہدید و تخویف شروع ہوی ہے فقرۂ اول سے ثابت ہے کہ یہہ کتاب خدا کی نہین نہ اس کے مصنف کا نام معلوم ہوتا ہے۔ صفنیاہ کا پیغمبر ہونا ہی نہین پایا جاتا۔

بست ونہم - کتاب حفائی یاحجی - اس کے پہلے باب کے پہلے فقرے مین یہہ ہے کہ " فلان تاریخ
خدا کا کلام حفائی یاحجی پیغمبر کی معرفت بادشاہ اور بڑے پریسٹ کو آیا " اس کے بعد دوسرے
فقرے سے اوس کلام کو شروع کیا ہے جو ان کے ادعا کے موافق خدا کا کلام ہے اور جو ایک
نامعلوم مصنف کے بے دلیل دعوے پر خدا کا بلکہ پیغمبر کا بھی کلام نہین ہو سکتا نہ حفائی یاحجی کا
پیغمبر ہونا ثابت ہے پھر ف۱۲ وغیرہ مین کہتا ہے اوس وقت بادشاہ وغیرہ نے اطاعت
کی پھر دوسرے باب مین بھی اوسی مصنف نامعلوم کی عبارت ہے کہ یون ہوا اور یون ہوا
پس ان تمام امور سے یہہ بات صاف ثابت ہے کہ یہہ خدا کی کتاب نہین ہے -
سی ام - کتاب زکریاہ - اسمین زکریا کا قصہ اور اون کے چند خواب کچھ اونکی زبانی اور کچھ
مصنف نامعلوم الاسم کی زبانی درج ہین کچھ تہدیدین اور تخویفین ہین اور کچھ نصیحتین اس کے
پہلے باب کا پہلا فقرہ اور دوسرے بہت سے فقرے بتا رہے ہین کہ یہہ کسی اور کی تصنیف ہے
نہ خدا کی ہے نہ ذکریاہ کی -
سی ویکم - کتاب ملاکی - یہہ بھی خدا کی کتاب نہین - چنانچہ خود اس کے پہلے باب کا پہلا فقرہ اس
دعوے کا ثبوت دیتا ہے جو یہہ ہے " خدا کے کلام کا بار جو بنی اسرائیل کو ملاکی کی معرفت
آیا ہے یہہ " اور ملاکی کا پیغمبر ہونا ہی کہین سے نہین پایا جاتا -
ف باوصف اس کے کہ یہہ کتابین خدا یا پیغمبرون کے نہین ہین یہہ بھی نہین ہے کہ جس کسی کی کتاب
ہو ابتدائے تصنیف سے صحت کے ساتھہ رایج ہو ایک چھوٹی تختی کی بیبل ۱۸۹۴ع مین بمقام اکسفرڈ
بحکم بادشاہ چھپی ہی اور سب گرجاؤن مین بھی پڑھی جاتی ہے اوس کے حاشیون سے ثابت
ہے کہ بنی اسرائیل کے قبایل وار اکین کے نامون مین اور اونکی ولدیت مین اور مختلف
مقامات کے نامون مین اور ترجمہ مین اکثر جابون پر اختلاف ہے چنانچہ حاشیون پر لکہا گیا

کہ بعض نسخون مین یون لکھا ہے جس سے متعدد جدا نسخے مثل گلستان وغیرہ کے ہونا ثابت
ہے جن مین سے ایک کی بھی صحت نہین پائی جا سکتی چہ جائیکہ خدا کے ہو سکین - اب اگر
ہم سے کوئی یہہ سوال کرے کہ تمہارے پیغمبر صاحب نے خود قرآن مین یہہ لکھا ہے کہ توریت
وانجیل خدا کی کتابین اور حق ہین اور مخالفین کے پاس موجود الا صرف چند مقامون پر ان ہو
نے تحریف وتبدیل کی ہے تو تم سالم کا سالم نسخہ خدا کا کلام نہ ہونا کیونکر بیان کرتے ہین -
تو میرا جواب یہہ ہے پہلے ثابت کر دیجئے کہ جو نسخہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے روبرو بطور دلیل
کے پیش ہوا تھا وہ یہی یا یہہ اوسی کی نقل ہے قرآن شریف سے تو صرف اتنا معلوم ہوتا ہے
کہ جو نسخہ حضرت کے پیش ہوا تھا وہ خدا کا کلام تھا مگر بہ تحریف چند لیکن یہہ کہین سے
نہین ثابت ہوتا کہ جو نسخہ حق ہونیکا ذکر ہوا ہے وہ یہی ہے برخلاف اوس کے اونہین کے
ایک بڑے محقق فاضل مسمی گاڈفری ہگنس اپنے کتاب کے صفحہ ۱۵۷ مین لکھتے ہین کہ "
قدیم کتابون کے نسبت تو یہہ ہے کہ چھٹی صدی سے بیشتر کا ایک نسخہ بھی نہین ملتا اور وہ
جو کہین کہین احکام وقصص مذکورہ قرآن مجید سے تطابق ملجاتا ہے وہ اتفاقیہ ہے اور اسطرح
کے قصے وغیرہ اولڈ ٹسٹیمنٹ مین تذکرۃً ذکر ہوے ہین نہ بطور مستقل کتاب کے لیس
یہہ کتابین جیسا مذکور ہوا جدا گانہ مصنفون کی ہین اب اس پر ان لوگون کی تعمیل اور اعتقاد
دیکھنے کے لایق ہین پہلے تو تین خدا کو مانتے ہین جو کہین سے عقلاً ونقلاً ثابت نہین اور
گوان کی کتابین آدمیون کی بناے ہوے ہین مگر اون مین بھی اسطرح کا اعتقاد رکھنے
کا کوئی حکم پر ثبوت نہین اسپر طرہ یہہ کہ ایک چوتھے خدا کو مانتے ہین اور یہہ تینون مل کر
ایک خدا اور وہ چوتھا ایک علیحدہ خدا سمجھتے ہین اور وہ چوتھا خدا شیطان ہے چنانچہ
یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جسطرح خدا تعالے نیک کارون کو جزا دینے پر قادر ہے شیطان

بھی ایک سلطنت علیحدہ کا مالک و بادشاہ ہے اور جو بدکارون کو اوس اپنے سلطنت مین
داخل کرکے اپنی فوج کو حکم دیتا ہے کہ اونکو تاریکی اور آگ وغیرہ کے مختلف عذاب دے
اور خود اون کا تماشا دیکہتا اور خوش ہوتا ہے اور ان بدکارون کے نسبت شیطان اپنے
بندے ہونیکا دعوے کرتا ہے حتی کہ عیسیٰ بھی جہنم مین جاکر جلے ہین اور دوسرونکو عذاب
دینے پر شیطان اور اوس کی فوج قادر مطلق ہے مگر اوسے اور اوسکی فوج کو ذرہ بھی
عذاب و رنج و تکلیف عقبیٰ نہین ہوتی اون کے دوسرے اعتقادات یہہ ہین کہ کتاب سے
کوئی تعلق نہین پادری جو کہے وہ ماننا ضرور ہے نامہ اول پولوس بہ قرنتین ۱۱ ب ۱۶
چنانچہ کوئی مسئلہ اون کے ہان کا کتاب مین درج نہین روزہ اور نماز اور حلال و حرام کی
حد تک وقت بوقت پادری مقرر کرتا رہتا ہے حق العباد اور دوسرے مسایل دنیاوی سرکار
یعنے پارلیمنٹ بنادیتی ہے اور جب چاہتی تبدیل بھی کرتی ہے اور ان کی دین کی اکثر
بنائین زبانی تک بندیون پر زمانے کے مختلف مصنفون کے تحریرون اور رایون اور
دل کے گڑہے ہوے قصون اور بنائے ہوئے باتون اور خوش تقریری کی نقل و حکایات
پر رکہی گئی ہے اب اس کے مقابلہ مین اسلام کے مضبوط بناؤن کو دیکہئے یعنے قرآن
مجید کا کتاب آسمانی ہونا پیغمبر صاحب کے بیان سے پایا گیا بلکہ بجائے خود قرآن
شریف ہی ایک معجزہ ایسا ٹھہرایا گیا کہ کوئی شخص اوس کی ایک چھوٹی سی آیت کے
موافق بھی عربی عبارت اونہین خوبیون کے ساتھہ نہین لکہہ سکتا پھر یہہ کتاب پیغمبر صاحب
کے اقوال سے جنہین حدیث کہتے ہین علیحدہ و جداگانہ مسلسل بغیر ایک حرف کے اختلاف
کے آج تک چلے آئی ہے ہزارون حافظ اس کے ہوگئے اور موجود ہین پس کسی کو اس
کسی نقطہ مین جیسا وقت تنزیل تھا شبہ تک نہین ہوسکتا اس کے بعد حدیث ہے جس کی

بھی صحت کے بارے مین بڑے بڑے اہتمام کئے گئے ہین چنانچہ حدیث کے اقسام کا
ٹھہرانا رواۃ کے بیان کی قوت و وقعت کی جانچ اسماء الرجال کی ترتیب ایسی
بڑے اور ضروری چیزین ہین جن کے لئے عیسائی مذہبی کتب مین نام و ترجمہ بھی نہین
ہے اور یہہ تھوڑے بات نہین ۔ اس کے برخلاف پادری لوگ جو حکم و روایت
چاہین لاکر تک ملادین اون کے معتقدین بیچارون کو مجال نہین کہ یہہ پوچھین کہ اس
روایت کی صحت اور راوی کا سلسلہ اور اسناد کیا ہے بے چون وچرا کے مان لینا
پڑتا ہے ۔ اور ہمارے دین کے احکام مخالف عقل ہونا درکنار ہم کو یہہ دعوے ہے
کہ وہ عقلاً ہمارے دنیاوی ضرورتون کے واسطے اوترے ہین اور دنیاوی کام خواہ
اخلاقی ہون یا طبعی خواہ وہ معاملات ہون یا حقوق خواہ اون کا اثر ذاتی ہو یا متعدی
بغیر ان احکام کی پابندی کے اپنے کمال مصالح اور پورے خوبیون کے ساتھ
چلایا جانا ممکن ہی نہین ۔ ہم اس اپنے دعوے کو دلایل مذہبی و نقلی سے نہین ثابت
کرنا چاہتے بلکہ وہ ثبوت دیتے ہین کہ عقل سلیم اوسکو قبول کر چکی ہے اور قبول کرتی
ہے اور قبول کرنے پر مجبور ہے اور یہہ ہی اوس سے ثابت ہوگا کہ یہہ احکام ایک
زمانہ محدود کے لئے نہین جیسا دوسرے دینون کے احکام تھے بلکہ ہمیشہ قایم
رہنے کے لایق ہین اور قایم رکھنا ان کا لازم ہے ۔

حصہ دوم اسلام کے خوبیان

باب اول عبادات

فصل اول ۔ فرض اور سنت اور مستحب کے مدارج کی ضرورت ۔

سوائے اسلام کے کسی دین مین اسباب کی تفصیل نہین ہے کہ فرض کیا چیز ہے

۸۲۹۰

اور سنت کیا اور عام طور پر یہہ نہین معلوم کہ اسطرح جدا جدا حکمون کی مصلحت
کیا رکہی گئی ہے اگر غور سے دیکہا جائے تو ہر حکم کو جو عبادت کے متعلق ہے
مدارج ہونا ضرور ہے پس جو حکم خدا کا کہ پیغمبر صاحب نے خدا کا خاص حکم ظاہر
کر کے اوس کے کلام اور دلیل کے ساتھہ دیا اور نہایت ضروری ہے اوس کا
نام فرض ہے اور یہہ ایسا امر ہے جس کا کرنا فواید انسانی کو لازم ہے اور نہ کرنا
قباحت رکہتا ہے - اوس کے بعد پیغمبر صاحب کا وہ کام یا حکم ہے جو اگرچہ خدا ہی کا
حکم ہے مگر اوسے پیغمبر صاحب نے خدا کے جانب نسبت نہ دیئے لیکن لازمی طور
پر عمل مین لاتے تھے پس اس کو سنت کہتے ہیں اس کا کرنا اوتنا ضروری نہین ہے تا
پہر بہی تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کرنے مین فائدہ ہے (ان سب کے
مثالین نیچے کے فصلون مین آئینگے) تیسری قسم مستحب ہے جو اگرچہ وہ بہی پیغمبر صاحب
ہی کا فعل یا قول یا رضا ہے اسلیئے وہ بہی خدا کا حکم ٹہرا مگر حضرت اوسکو اس قدر
لازمی نہین گردانتے تھے - یہہ بہی ایسا کام ہے جو فائدہ سے خالی نہین مگر اس کا
فائدہ اوتنا بڑا نہین ہے جتنا سنت کا ہے - اسواسطے فرض وہ کام ہے جس کا
کرنا لازمی ہے اور نہ کرنا مضرت بخش اور سنت وہ ہے جس کا کرنا مفید ہے
اور نہ کرنا نقصان رکہتا ہے اور جس کے کرنیکا فائدہ نکرنے کے نقصان سے زیادہ ہے
مستحب وہ ہے جس کا کرنا فائدہ مند ہے اور نکرنا نقصان نہین رکہتا یا یون کہو کہ مستحب کا
کرنا مناسب ہے اور نہ کرنا نامناسب - پہر سنت کے مدارج ہین ایک موکد دوم
غیر موکد - موکد بعد فرض کے بہت ضروری چیز ہے اور اوس کے فواید اوسی نسبت سے
بڑے ہوتے اور غیر موکد اوس سے کم -

فصل دوم طہارت
غسل

فصل دوم طہارت

اول غسل

جن صورتون مین جسم سے ایک ایسا مادہ خارج ہوجائے جو باعث نقصان جسم اور سبب تکان وکسل ہو اور اوس اخراج شدہ مادہ کا بدل فوراً ضرور ہو تو ایسے صورتون مین اوس کے بدل اور معاوضہ کے لئے خون کو مساوی طور پر سب جسم مین وقت واحد مین پہونچا دینے کے سوائے دوسری تدبیر ممکن نہین تا ہر عضو بدن حرکت مین آوے اور ہر جزو اپنے فعل مین تیز ہو اور خون نا سے اون ذرات کو جذب کرے جو خارج شدہ اجزا کا بدل ما یتحلل صالح ہون اور اس حرکت سے اجزائے جسم مین گرمی پیدا ہو کر کسمندی اور سستی دور ہو جاوے پس اسطرح خون کے دوران کے واسطے غسل سے بھتر کوئی ترکیب ہو نہین سکتی اور ورزش سے بھی فوری بدل ممکن ہے نہ ہر جزو تیز و متحرک ہونا اور سوائے اس کے ورزش سے تکان لازمی ہے پس اجزا کی ناتوانی اور تکان کے رفع کے لئے اعضائے جسم کو تکان دینا کوئی بات نہین۔ لہذا غسل ہی تدبیر جبر نقصان ٹھرایا گیا غسل کے واسطے ان سے بڑھ کر کوئی اسباب نہین پائے جاتے لہذا جو غسل ان کے حاصل کرنے کے لئے رکھا گیا ہے وہ فرض ٹھرا اور یہ اوسوقت کیا جانا ضرور ہے کہ مرد کی جسم سے منی نکلے یا عورت کے بدن سے حیض و نفاس خارج ہون کہ ان صورتون مین تمام جسم انسانی کے ہر جزو کا ایسا بڑا اور فوری نقصان ہوتا ہے جس کا جبر و بدل بھی فوری لازم ہے۔ اسیطرح غسل اوسوقت فرض ہوتا ہے کہ عورت اور مرد ہم بستر ہون جس کی وجہ سے ایک ایسا نقصان اور تکان ہو جاتا ہے جس کا دفعیہ بھی اوسیطرح فوری لازم ہے پس یہہ فرض بمجرد فرض ہونیکے ادا کرنا لازم ہے دیر کرنے مین اوس کے فرض ہونیکی مصلحت فوت ہو جاتی ہے اسیواسطے ہر جماع کے بعد غسل کرنا لازم ہے تا

نقصان کا جبر ہو جانے کے بعد طبیعت دوسری جماع کو تیار ہو اور اکثر لوگ کھانا کھاتے ہی جماع کرتے
ہیں اور اس سے معدہ کا فعل اور قصور ہضم وغیرہ پیدا ہوتا ہے پس اس خلل کے رفع کرنے کو بعد
جماع کے فوراً غسل کرنے سے بہتر کوئی علاج نہیں ہے حیض و نفاس بند ہونے کے بعد جبتک نہا نہ لیں
جماع منع ہے کہ دو تکان و نقصان جمع نہ ہوں جو لوگ اس مصلحت سے ناآگاہ ہیں وہ بڑے
دیر کر نہاتے ہیں پس انکو وہ نفع جو اس سے معنوی ہے حاصل نہیں ہوتا۔ بعض وہ صورتیں
ہیں جن میں اتنی بڑی ضرورت غسل کی نہیں ہوتی مگر پھر بھی ضرورت ہے مثلاً جب ایک جماعت
میں جانا ہوتا ہے اور جسم کو پسینے اور بدبو سے پاک کرنا ضرور ہے یا وہ کثافت جو مخارج
جلدی سے نکلتی ہے اور جسم پر جمکر اندر سے پسینے کے سیلان کی مانع ہوتی ہے اسکا دھونا
لازم ہوتا ہے وغیرہ۔ پس ان اوقات پر ضرورت کی قوت و مدارج کے لحاظ سے غسل سنت
و مستحب رکھا گیا ہے۔ اب غسل کیونکر کرنا چاہئے اس کا سمجھنا آسان ہے مطلب پانی کے
سیلان سے ہے مگر اس کی عمدہ ترکیب حکیم مطلق نے وہ بتائی ہے جو سنت کے نام سے دکھائی گئی
یعنی پہلے وضو کرے پھر جسم پر پانی بہا دے۔ جسم کا ملنا مستحب ہے کیونکہ ملنے میں جزوی فائدہ
ہے نہ ملنے سے نقصان نہیں اور بغیر اس سنت و مستحب کے بھی نہالو تو غسل ناقص نہیں ہوتا۔

دوم وضو

وضو

وضو اول صورتوں میں فرض ہے جن میں اگرچہ مادہ جسم خارج ہوتا ہے لیکن وہ مادہ
ایسا ہوتا ہے جو جسم سے فاضل ہے اور جس کا خارج ہونا بھی لازم ہے اور جس کے اخراج
سے نہ نقصان جسم ہوتا ہے نہ اس قدر تکان مثلاً پاخانہ اور پیشاب اور گوز اور مذی
ودی پس ان کے لئے تمام اعضا پر پانی کے ذریعہ ایکدم خون کا دوران کرانا لازم نہیں
اسیطرح سو کر اٹھنے سے ایک کسلمندی ہو جاتی ہے۔ ان سب صورتوں میں وضو

فرض ہے اور جسم سے خون نکلنے سے بھی نقصان جسم عاید ہوتا ہے مگر بجائے غسل کے وضو جو
اس صورت مین فرض کیا گیا ہے اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خون ایسا مادہ نہین ہے کہ اوسکا
جبر نقصان اجزائے جسم کے غسل کی ترکیب پر تحریک دینے اور تیز کرنے سے حاصل ہو سکے
کیونکہ غسل کے صورتون مین جبر نقصان کا مادہ جسم مین موجود ہے صرف اوس کے اجزائے
جسم کے مقابل پہونچا دینے کو تحریک ضرور ہے اور خون کے معاوضہ کو کوئی مادہ اندر موجود نہین
باہر سے داخل ہو کر تبدیل پانا ضرور ہے لہذا اس کے اخراج سے اعضا کی سستی جو لازم آتی ہے
اوس کے اندفاع کی تدبیر کیگئی ہے جو وضو ہے نہ معاوضہ او ربدل کی۔ پس تکان اور کسلمندی
کے رفع کی ضرورت کی قوت پر وضو فرض و سنت و مستحب رکہا گیا ہے۔ چنانچہ جو صورتین اوپر
بیان ہوئین اونمین تو وضو فرض ہے اور جو ضرورتین ان سے کم ہین اونمین درجہ بدرجہ سنت
و مستحب چنانچہ کوئی شخص بڑے سفر سے منزل پر پہونچکر یا شب بھر بیدار رہ کر یا تھکنے یا جماع
کرنے کے بعد یا پیٹ بھر کہانا کہا کر یا کہانے کے قبل یا حجامت کے بعد یا پاخانہ و پیشاب سے
فارغ ہوتی ہی وضو کر دیکھے تو آپ ہی معلوم ہو جائے کہ کسقدر تکان کو دور کرتا ہے اور
اسی پر سے مدارج کا فرق بھی معلوم ہو جائیگا۔ ہمکو اسباب مین زیادہ بحث کرکے رسالہ
کو طول دینا نہین ہے۔ اب غور طلب یہہ امر ہے کہ وضو کے لئے جن اعضا کا دہونا فرض و
سنت ٹھرایا گیا ہے وہ کہانتک مناسب ہے تشریح جسم انسانی سے ثابت ہے کہ کل اعصاب
چند مرکزون پر تقسیم پائے ہین اور ان مرکزون سے نکل کر تمام جسم پر پھیل جاتے اور ہر عصب
ایک نلی کے شکل مین ہے جن مین دو قسم کے ریشے ہین ایک اثر کو مرکز تک پہونچاتے دوسرے
مرکز کے اثر کو انتہا تک لاتے۔ پس جب جسم مین کسل اور تھکن ہوتی ہے مرکز سے انتہا تک
اوس کا اثر معلوم ہوتا اور سستی ہو جاتی ہے اوس کے رفع کے لئے انتہاؤن کے ذریعے

تحریک و تیزی کا مرکز تک پہونچانا ضرور ہے اس کے واسطے چار اعضاؤن کو اہم و ضروری ٹھہرایا گیا
اور یہ اعضائیں ایسی ہین جو تمام جسم کے اعصاب کے تیز کرنے پر حاوی اور شامل ہین اور چونکہ کُل
اور کسلمندی مین بڑی پستی دماغ کی ہے اور اسی کا چاق کرنا اہم ہوا کرتا ہے لہذا پہلے مونھہ کا دہونا
لازم آیا کیونکہ چہرے کی اعصاب دماغ ہین سے نکلتی ہین اور جو ریشے چہرے سے دماغ مین جاتے
ہین وہ سارے دماغ کو مشتمل ہین۔ اوس کے تائید کے لئے ہاتون کا دہونا بعد کو رکہا گیا کہ ہاتون کے
رگین گردن کے حصہ حرام مغز سے شروع ہوتی ہین اور نیز گردن کی بعض رگین دماغ سے
بھی علاقہ رکہتے ہین اور ہمدرد اعصاب کے ریشے ایک دوسرے سے اثر کو جذب کرکے
اپنے اپنے مرکزون پر ایسا پہونچاتے ہین کہ ایک جائے کی آسایش و تکلیف کی حس سب
اعضائے جسم پر پہونچتی ہے مگر اوسی نسبت سے جس نسبت سے وہ بالراس یا بالواسطہ
یعنے متعدی طور پر تعلق رکہتے ہین پس ہاتون کے دہونے سے بتوسط اعصاب حرام
مغز و اعصاب دماغ کے باہر دار کمر تک اور اندر احشا تک یہ تسکین کا اثر منتقل ہوتا ہے
اس کے بعد سر کا مسح رکہا گیا کہ تیسرے درجہ ہین دماغ اور جسم کی بالائی سطح کو تسکین دیتا ہے
اسی کے ساتھہ کانون اور گردن کا مسح ہے مگر وہ اسقدر ضروری نہین جیسا سر کا لہذا اوسکو
مسنون و مستحب رکہا ہے پس سر کے مسح کے واسطے یہ ضرور نہین کہ سالم پوست کو تر کریں
چہرے کے علاوہ جو پوست کہلا رہتا ہے محض اوسکو سردی پہونچا دینا کافی ہے نہ یہ ضرور ہے کہ
مثل اور اعضا کے پانی بہایا جائے کیونکہ اوس سے جیسا دوسرے اعضا کو فرحت ہوتی ہے سر کو بیچینی
ہو جاتی ہے ہان سر کو پانی کا بہانا اوس وقت مسرت بخشتا ہے جب سالم جسم پر پانی
بہایا جائے۔ غرض اسطرح دماغ کی خدمت اور اوسکے ذیل مین بالائی اعضا یعنے کمر تک کی فرحت
کی تدبیر ہو چکنے پر پیرون کا دہونا رکہا گیا ہے اس مین بلا واسطہ تو کمر تک کی تسکین ہوتی ہے

اور متعدی طور پر ہاتون کی اثر کی تائید اون اعضا کے نسبت جنہین حرام مغز سے اعصاب
پہونچتین ہین بلکہ جسطرح پاشویہ کرنے سے سر تک کا تنقیہ اور تمام جسم کی فرحت ہوتی ہے
اس پیرون کے دہونے سے بھی کل جسم کی فرحت اور سابق کے ارکان کی تائید ہو کر مقصد کی
پوری تکمیل ہو جاتی ہے یہہ بحث بہ نسبت عوام کے وہ لوگ خوب سمجہہ سکتے ہین جو تشریح جسم
انسان و طبابت سے واقف ہین لہذا مین طول دینا نہین چاہتا پس یہہ ترتیب جو وضو کے
واسطے لگائی گئی ہے اس سے بہتر و برتر کوئی ہی ہو نہین سکتی اور اعضا کا تین تین مرتبہ
دہونا سنت ہے فرض نہین ہے اور یہہ اسلئے ہے کہ طب کے قاعدے پر پہلے دفعہ کے دہونے
مین اعصاب فرحت کے لینے کو چوکس اور متوجہ ہو جاتے ہین اور دوسرے مرتبہ فرحت حاصل کرلیتے
اور تیسرے بار کے پانی بہانے سے اونکو سیری اور تسکین ہوتی ہے پس بغیر تین دفعہ پانی بہانے کے
مطلب پورا حاصل نہین ہوتا اور اس سے بڑہکر زاید از ضرورت اور موجب ہرج ہے اور اسمین ترتیب
و سلسلہ رکہنے کا فائدہ ادہر بیان ہو چکا اور ایک عضو سوکہنے کے آگے دوسرا دہونا بھی اسی کرتے
فرض ہے کہ ایک حصہ فرحت کا حاصل کرکے اوسکو کہو دو تو دوسرا حصہ ناقص رہتا ہے حالانکہ
پوری فرحت ایک ساتھ حاصل کیجانی لابد و ضروری ہے اور بعد وضو کے جسم کا پوچنا اوس حاصل شدہ
فرحت کو کامل کرتا ہے یوہین پانی ٹپکتا اور سوکہتا چہوڑ دینے مین تکلیف ہے آب مین یہہ کہتا
ہون کہ کوئی آدمی اون صورتون مین جن مین وضو ہمارے ہان فرض ہے وضو اوسی
پابندی فرض و سنت و مستحب کے ساتھ کر دیکہے اور خود تجربہ کرے کہ ایک ایک عضو کے
دہونے کے بعد کس ترتیب سے سستی رفع اور فرحت حاصل ہوتی جاتی ہے اور طبیعت کس
بیچینی سے باقیماندہ سلسلے کو ختم کرنیکی خواہان ہوتی ہے۔

تیمم

سوم تیمم

تیمم وضو اور غسل دونون کے عوض کیا جاسکتا ہے مگر اوسوقت کہ جسم کو پانی لگنا مضر ہو - اسکی ترکیب یہہ ہے کہ دونون ہاتھہ خاک پر مارین اور جو کچھہ ہاتھہ کو لگے اوس مین اگر موٹے کنکر ہون اونہین پہونک یا جہاڑ دین پھر ہاتون کو چہرے پر اور اسیطرح دونون ہاتھہ کہنیون سمیت ملین اس ترکیب سے چہرے اور ہاتون کی اعصابی اختتام پر ایک مساوی خراش ہوکر دماغ اور جسم کی سستی اعصاب کی تیزی کے وجہہ سے جاتی رہتی ہے اور اسمین چونکہ حرام مغز کی وساطت سے کل انتظام اعصاب کو جہیڑ ہو جاتی ہے اور جسطرح پانی سے پیرون کے واسطے تسکین ہوتی ہے خاک سے وہ نتیجہ نہین نکلتا کیونکہ پیرون کا پوست سخت ہوتا ہے لہذا پیرون اور سر کا مسح نہین رکہا اور اسی نظر کرتے ہم تیمم کو بمقابلہ وضو کے ناقص سمجھتے ہین مگر بعد وضو کے اس سے بہتر کوئی شئی نہین ہوسکتی اور بے خاک کے خالی ہاتھہ کی مالش اعصاب کی خراش و تسکین کو کافی نہین اور راکہہ یا چونا کہر کہرا نہین ہوتا اونمین ایک نرمی ایسی ہے کہ جسم سے پیوست ہو جاتے ہین جسم کو کہجلاتے نہین قطع نظر اس کے چونے کے استعمال مین مضرت ہے اور وہی راکہہ مین بہی ہے مگر کم - مٹی مین بہت سے فواید ہین جو فکر و غور کرنے سے اور حکمت جاننے والے آدمی کو معلوم ہوسکتے ہین - ورزش کرنیوالون سے پوچھیے کہ وہ مٹی کیون ملتے ہین خالی ہاتھہ یا راکہہ اور چونا کیون نہین ملتے -

فصل سوم نماز

فصل سوم نماز

جسطرح راگ اور راگنیان اوقات کے اور اون اوقات سے جو اثر دماغ پر ہوتا ہے اوس کے لحاظ سے رکہی گئی ہین ماہران اثر اوقات شبا روزی جان سکتے ہین کہ اوقات کی تبدیل جسم پر بہی اوتنا ہی بلکہ اوس سے بڑہکر سستی کا اثر ہورہا ہے اور وہ اثر مثل بڑے راگون کے دوپہر سہ پہر اور پہلی شب کو زیادہ ہوتا ہے اور صبح اور شام مین کم پس اس سستی کے اثر کو

دور کرنے کے لئے جسم کے اعضا کو ایک ایسی حرکت دینی لازم آئی کہ اوس سے سستی تو رفع ہوجائے
مگر تکان کم ہو اور اس حرکت کو مثل راگ کے چڑہاؤ اوتار کے منتظم کرنا بھی ضرور ہوا اس نظر
سے ان اوقات کسلمندی مین کھڑا ہونا جھکنا زمین بوس ہونا اور بیٹھنا پھر اوسیطرح مکرر کرنا
حتے کہ سستی نکل جائے لازم آیا اور یہی نماز ہے ورزش مین پہلے تو زاید از ضرورت تکان ہے
ثانیاً جو ورزش کھڑے ہونیکی ہے اوسمین جھکنا وغیرہ نہین اور جو لیٹے ہوی کیجاتی ہے
اوسمین کھڑا ہونا معدوم اور ورزش کہانا کہائے کے بعد مضر ہوتی ہے برخلاف نماز کے
کہ وہ کہانے کو ہضم کرتی ہے غرض ورزش بمقابلہ نماز کے چکی کے گیت ہین بمقابلہ باقاعدہ
راگ کے کہ چکی کے گیتون مین دل لبتگی تو ہے مگر راگ کی بات کہان - بعض لوگ خیال کرتے
ہین کہ بہت سے کہیل ورزش کے لئے ایجاد ہوے ہین جن سے مزاج کی تیزی طبیعت کی بحالی دل کی
تفریح اعضا کی تحریک وخلاصگی سستی کا اندفاع صحت کا حصول اشتہا کی زیادتی معدی کی
تقویت سب کچھہ ہوسکتی ہے - بعض لوگ گھوڑے کی سواری کو اور بعضی پیدل چلنے کو اور بعضی
بائیسکل وغیرہ کو ترجیح دیتے اور کافی سمجھتے ہین مگر یہ نہین سوچتے کہ ان مین سے کوئی بھی حصول
مقصد کے واسطے جامع طور پر کام نہین آسکتا اور وقت واحد مین بلا استثنا کل کے کل اعضا
اندرونی و بیرونی کی مصروفیت وورزش سوائے نماز کے کسی مین بھی نہین حاصل ہوتی -
سرے سے غور کیجائے تو پہلے دماغ کی ورزش اسطرح ہوتی ہے کہ نماز مین خیال غیر سے
دماغ کو خالی کرنا اور ایک ہی جانب رجوع لانا ضرور ہوتا ہے پھر مسلسل دعاؤن و آیتوں کا
یاد رکہنا اور رکعتون اور ارکان کا نہ بھولنا حافظے کی ورزش معانی و مضامین کا سوچنا خیال
کی ورزش تکبیرین زور سے ادا کرنا حلق کی ورزش قرارت کا بالجہر و بالخفی پڑہنا آواز کی ورزش
اور اوس کا سننا اور دوسرا کلام جو بیرون نماز ہون اور اون کے سماعت کو روکنا کانو نکی ورزش

اور طوالت قرائت سینے کی ورزش تجوید و ترتیل زبان کی ورزش عین نماز مین کوئی شئی
نہ کہانا اور نہ پینا ذائقہ کی ورزش۔ ایک جائے پر نظر جمائے رکہنا اور دوسری شئی کو دیکہکر
بہی نہ دیکہنا آنکہون کی ورزش اچہی بری بو سے متاثر نہونا شامہ کی ورزش۔ حضور قلب اور آیات
ترغیب سے مطمئن وخوش ہونا اور تہدید و ترہیب پر کانپ اوٹھنا دل کی ورزش حسین اگر
سامہنے بہی آجائین تو خبر نہونا شہوات کی ورزش برے ارادون کا بہول جانا نفس کی ورزش
کہانے کے بعد ادائے نماز معدے کی ورزش سحر خیزی و شب بیداری جگر کی ورزش جسم کا
نہ کہجلانا اور سوائے حرکات معینہ کے کوئی کام نہ کرنا اعصاب بیرونی اور جلد کی ورزش آور اور
حرکات وسکنات جو نماز مین مقرر ہین اونسے جوارح اور کل اعصاب کی ورزش۔ جس سے
کوئی بھی جزو خواہ حسی یا حرکتی بے سکون و ورزش کے نہین چہوٹتا۔ سبحان اللہ کیسے حرکات
وسکنات کس مناسبت و مصلحت کے اور کیسے اختصار کے ساتھ چنے ہوے ہین کہ اس سے
بہتر اور باقرینہ انتخاب ممکن ہی نہین غم واندوہ مسرت وشادمانی اور خوف ورجا سے
دنیاوی سے بلکہ کوئی کسی بھی طرح کا حادثہ اپنے عزیز سے عزیز کی نسبت بھی حالت نماز مین
واقع ہو جائے تو اوس سے تک ایسی بیخبری گویا دنیاوی امور کے لئے مردہ ہین اور
ساتھ ہی اس اعتبار سے کہ سالم جسم مع احساس وقواے اندرونی و بیرونی وظاہری
و باطنی وقت واحد مین بار بار اسطرح توڑا موڑا اور حرکت وسکون مین لایا جاتا ہے
کہ جس سے چہوٹے سے چہوٹا بہی جزو مستثنے نہین رہ سکتا دنیا مین زندہ ہین اور یہہ سب
کام اپنے طور پر وقت بوقت اپنی مرضی خواہ ٹھہرا نہین لئے جاتے بلکہ احکام کی تعمیل
مین مسلسل انہین ادا کرنا پڑتا ہے آپ بتا لیے کہ کس کہیل اور کس ورزش مین یہہ جامعیت
اور پہر تعمیل کی مجبوری ممکن ہے اور کس مذہب کی کسی ہی عبادات مین یہہ منافع بالاجماع

حاصل ہین - اوپر سستی کے درجے مقرر کرکے بتا دئے گئے ہین پس اوسی مناسبت کے ساتھ
رکعتین اور ویسی ہی بہ پابندی اوقات آواز بلند کرکے یعنے بالجہر یا آہستہ پڑھنا فرض کیا گیا
ہے اور ویسی ہی سنتین بھی لگائے گئے ہین نیم شب مین بھی ایک سستی ہوتی ہے اوس
کے رفع کے لئے تہجد ہے مگر چونکہ اوسوقت اوٹھنا اور اوسکا اداکرنا بڑا ہی دشوار
کام ہے لہذا وہ فرض مین تو کم درجہ ہوی مگر ثواب مین بڑھکر تاکہ ترغیب زیادہ ہو مگر
باز پرس کم - پھر اشراق اور ضحی وغیرہ مثل چھوٹی راگنیون کے سنت و مستحب رکھی گئے ہین اسیطرح
مغرب کے بعد کی اور دوسرے نفلین جنکو اداکرنے سے آدمی اون کے اثر کا قایل ہوجاتا
ہے - اب رہی یہہ بات کہ سنتین کم زیادہ اور آگے پیچھے بے ترتیب و بلامناسبت کیون
رکھی گئین - یہہ سوال ایسا ہے جیسا کوئی راگ کے بانی سے پوچھے کہ فلان راگ یا راگنی
مین اسطرح کا یا اتنا بڑا چڑھا دیا اوتار کیون رکھا - پس یہہ بات یا عقل سلیم خود ثابت
کریگی یا جب بڑے بڑے باتین موافق عقل ثابت ہوچکین تو جزویات جو سردست
عقل مین نہین آتے انکو حوالہ بانی مذہب کرکے یہہ قبول کرنا پڑیگا کہ اگرچہ اس کی مصلحت
ہمارے فہم کے باہر ہے مگر بے مصلحت نہین - اوپر کے بیانون سے یہہ بات نکلتی ہے کہ صرف
سستی ہی کے مدارج پر اوقات نماز مقرر ہوے ہین لیکن دراصل ایسا نہین ہے بلکہ اس سے
بڑھکر خلو و امتلاء معدے کا لحاظ علی الخصوص فرض کی رکعتون کی گنتی مین مدنظر رکھا گیا
ہے تا معدے اور جگر دونون کی ورزش بھی ہو اور تائید بھی چنانچہ صبح اور مغرب کی نمازین
خلو مین پڑھی جاتے ہین پس چونکہ صبح مین پورا خلو رہتا ہے اوس کی دو رکعتین مقرر ہین
اور مغرب مین ویسا کامل خلو نہین ہوتا تین رکعتین ہین اور اسی مصلحت سے عصر و مغرب کے
مابین کسی چیز کا کھانا پینا بھی منع ہے مابین ظہر و مغرب نیم خلو ہوتا ہے یعنے ابھی دوپہر کا

کہایا ہوا کہانا پورا ہضم نہین ہوچکتا لہذا عصر کی چار رکعتین ہونے کے علاوہ زیادہ تر تاکید
بھی اسی نماز کی کیگئی ہے ظہر و عشا امتلائے معدہ کے وقت پڑہی جاتی ہین اور انکی
چار چار رکعتین ہین اور ان کے ساتھہ سنتین بھی بہت سی لگائے ہین اور چونکہ عشا
کی نماز برخلاف ظہر کے فوراً بعد غذا کے پڑہی جاتی ہے اس کے ساتھہ سنتون کے
سوا وتر بھی شریک کردیگئی ہے آب ہم ایک مثال بطور سلسلۂ عبادت جسمانی کے دیتے ہین ایک شخص نیند سے
جاگا اوسکو نیند کی سستی کے رفع ہونے کے لئے ایک عرصہ درکار ہے بعد اوس کے بھی
اوس کو فرحت نہین حاصل ہوتی الا یہہ کہ کاروبار مین لگنے سے باکاری کے ساتھہ
ایک مساوات سی ہوجاتی ہے پس مزاج کے چاق اور فرحت کے حاصل ہونے
کو وضو کرنا لازم آیا وضو سے ایک خفیف سا سردی کا اثر جورہ جاتا ہے اوس کے
دفعیہ کے لئے حرکت و سکون اور جسم کا موڑنا توڑنا ضرور ہوا جو یہی نماز ہے جو
ایک عمدہ اور مناسب اور مختصر ترکیب کے ساتھہ جامع و مانع و کافی طور پر جس سے
نہ تکان زیادہ ہو نہ سستی باقی رہے نماز و صلوۃ کے نام سے مقرر کیگئی ہے اور جو
ہر وضو کے بعد اسی اثر کے رفع کرنے کو مستحب گردانی گئی مگر یہہ اثر اتنا خفیف
ہوتا ہے کہ اگر یہہ مستحب ادا نہ بھی کرد تو کوئی ہرج نہین - نماز مین کچھ بھی فواید
نہین ہین کہ وہ سستی کو دفع کرتی ہے بلکہ یہہ کہانے کو ہضم کرتی ہے صبح کے اُٹھنے کے
عادی بناتی ہے جو نہایت ضروری امر ہے شب کو اپنے وقت پر سونے کو مجبور کرتی ہے پابندی
سکہاتی ہے جماعت کے صورت مین میل جول کی عادت ڈالتی ہے امام مقرر کرنے مین حسد
کہر کو دور کرتی ہے سجدہ وغیرہ سے انکسار اور شروط نماز سے طہارت و صفائی کی استعداد
بنتی اور شکر گزاری کا سبق دیتی ہے اور بالآخر اس کی عادت استمراری کرلو تو برسے کامون

سے پرہیز ہونے لگتا ہے جیسے زنا اور شراب خواری وغیرہ کہ ان کے لیے نہ وقت ملتا ہے
نہ موقع ہے کیونکہ بے غسل کے نماز نہیں پڑھ سکے اور غسل سے زنا کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے
اور شراب پیکر نماز نہیں پڑھ سکتے اور اوس کے لیئے علیحدہ وقت نہین ملتا ایسا ہی غور سے
بہت سی مثالین معلوم ہوسکتی ہین مثلاً لہو ولعب کھیل کود لڑائی فساد کو مہلت نہین ملتی بلکہ
حق تو یہہ ہے کہ آدمی نیک خصلت ہوکر بری عادتون سے شرمانے لگتا ہے پس انہین سب
وجوہ سے نماز سب سے بڑی عبادت ٹھہری اور جتنی چاہو نمازین پڑھو کوئی جسمانی مضرت
نہین بلکہ فائدہ ہی ہے چنانچہ کہانا ہضم ہونے کے لیے عشا کی نماز بعد کہانا کہائے کے پڑھنی
سنت ہے اور اسی لحاظ سے رمضان مین تراویحین مقرر ہین کہ دن بھر بھوکا رہنے سے
بعد افطار کے آدمی زیادہ کہا جایا کرتا ہے پہر دوسرے دن بھر بھوکا رہنے کے واسطے اوسے
سحری کرنا پڑتا ہے ایسا نہ ہو کہ تداخل ہوجائے اسلیئے بیس رکعت نماز ہر تسبیح مین وقفہ دے
دے کر مقرر کیگئی کہ ہضم اچہا ہوجائے اور روزہ کی کسل بھی نکل جائے اور نیند بھی آرام سے
آئے اور چونکہ اکثر دو وقت غذا کہائے جاتی ہے یعنی دوپہر اور شب کو اور جواس کے
سوا بھی کہا لیتے ہین وہ صرف برائے نام ہوتا ہے لہذا دو بڑے نمازین یعنے ظہر و عشا
بھی ایسے وقت مین مقرر ہین کہ یہہ دونون بڑی غذائین کہا چکین - مریضون پر بھی نماز فرض
ہے اور اونکو جیسا ممکن ہو بیٹھکر یا لیٹ کر نماز پڑہنا لازم ہے بیٹھکر نماز پڑھنے مین تو وہ سب
حرکات وسکنات ادا ہوجاتے ہین جو اصل نماز کے ہین صرف ایک کھڑا ہونا نہین ہوتا
اور اوس کے نہ ہونے سے فائدون مین چندان کمی بہی نہین البتہ لیٹ کر اشارے سے
نماز ادا کرنے مین وہ بات حاصل نہین ہے لیکن غور سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ویسے مریض کو
اشارون سے کے ساتھہ ارکان کے ادا کرنیکی کوشش خود ریاضت کا فائدہ دیتی ہے اور

اوس کا نماز مین جی لگانا دوسرے خیالات دردناک اور افکار سے برطرف کرتا ہے اور
مریض کو نماز پر مجبور کرنا اور روزے سے معاف رکہنا اسواسطے ہے کہ نماز سستی کے
رفع اور کہانے کے ہضم وغیرہ فوائد جسمی کے لئے ہے اور ہر حال اور ہر وقت مین مفید و ضروری
ہے اور روزہ ریزشون کے کم کرنے اور طبیعت کے سدہارنے کو ہے جو مریض کے
واسطے زاید از ضرورت ہے بچون کو نماز سے اسلئے معاف رکہا کہ اونکی حالت نمو کی ہے
اونہین وہ پستی اور سستی نہین ہوتی جو بالغون کو ہوتی ہے اور اگر ہو بھی تو اون کے
کھیل کود کو کچھہ ایسی واقع ہین کہ سستی اور پستی کو وہ خود ہی دور کرلیتے ہین یا وہ
واقع ہی نہین ہوتی یا جیسے واقع ہوی ویسے ہی آن کی آن مین رفع ہو جاتی ہے گویا
کبھی ہوی ہی نہ تھی - اذان جو پنج وقتہ نمازون کے آگے دی جاتی ہے عجیب موثر چیز ہے
دوسرے ادیان مین گھنٹے اور ناقوس بجائے جاتے ہین جن مین پہلے تو کوئی تلفظ اور صوت
نہین اور پہر جو اثر آدمی کی آواز اور چُنے ہوے الفاظ مین ہوتا ہے ممکن نہین کہ اوزارون
مین ہو سکے ستار کی گت صرف صنعت بتاتی ہے مگر جب شخص گانے لگتا ہے دیکہئے دل کا حال
کیا ہو جاتا ہے ویسا ہی معمولی اشعار اور گیتون کے عوض اوستادون کے عمدہ کلام جو
اثر رکہتے ہین مخفی نہین پس شارع اسلام نے آدمی کی آواز کو منتخب الفاظ کے ساتھہ بیکار
کامون سے بے تعلق اور حصول منافع نماز پر مایل کر دینے کے لئے نہایت ہی مصلحت سے
منتخب فرمایا ہے - جماعت کا ذکر جو اوپر آگیا اوسکی نسبت یہہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جماعت
اور عیدین کے واسطے جماعت نہایت مصلحت پر مبنی ہے پنجگانہ کی جماعت محلہ کی
مسجد مین مقرر ہے اور اس سے محلے بھر کے لوگ بغیر وقت اور بغیر ننگ و عار کے پانچ
وقت روزانہ آپس مین ملکر اپنے خیالات ظاہر کر سکتے ہین جس سے میل جول اور اتفاق

بڑھتا ہے ایک دوسرے کے رنج وراحت کے شریک ہوتے ہین اور بڑون چھوٹون توانگرون
غریبون کے ایک جائے ملنے اور ہم جلیس ہونے سے انکسار کا فائدہ اور تکبر کا استیصال
ہوتا ہے ۔ امامت کے لئے ایک غریب عالم کو توانگر جاہل پر سبقت دینے سے علم کی تحریص
اور مساوات بلکہ غریبون کے بعد بڑے آدمی پہونچین تو اون کے پیچھے کھڑے ہونیسے
اونکی انانیت کا استیصال اور جلد آنے کی کوشش پیدا ہوگی یہہ سب فواید ایسے مجموعی
ضروری ہین کہ کوئی صاحب فہم اوس سے انکار نہین کرسکتا اور نیز آپس مین روزانہ پنج وقتہ
ملاقات جب ٹھہرے تو ستھرائی اور پاکیزگی کا خیال ہر شخص کے دل مین پیدا ہوتا ہے ۔
کیونکہ میلی کچیلی حالت مین کسی سے ملنا طرفین کو ناپسند ہوتا ہے نیز اس سے پابندی اوقات
اول درجے کی حاصل ہوتی ہے اسیطرح ہفتہ مین ایک بار جمعہ کے روز شہر بھر کے لوگ
ایک جائے جمع ہوکر وہی فواید حاصل کرتے اور خیالات کا مبادلہ کرتے ہین اور یہہ جو
جمعہ کی نماز ہر محلے مین علیحدہ پڑھی جاتی ہے مذہب و مصلحت دونون کے
خلاف ہے اسیطرح سال مین دو مرتبہ چھوٹے چھوٹے مواضع کے باشندے بڑے
شہر مین جمع ہوتے اور فواید مذکورہ حاصل کرتے ہین اوس کے علاوہ گنوار لوگ
تمیز و آدمیت بھی سیکھتے ہین اور ان سب سے بڑھکر ایک اجماع مکہ معظمہ مین سالانہ
بہ نام حج تمام دنیا کے لوگون کا ہوتا ہے ہر قوم کی چال وچلن وہان سیکھے جاتی
اور عام طور پر دنیا کے کل اقطاع کے لوگون کے خیالات اتفاق کا نتیجہ پیدا کرتے
اور سفر کے تجربون اور تجارت کے منافع وغیرہ دنیا بھر کے خوبیان جن کے انحصار
مین قلم و زبان دونون قاصر ہین اوس سے حاصل ہوتے ہین اور وہ فواید بھی
اوس سے نکلتے ہین جو اوپر بیان ہوئے اسلام کو اس حج سے بڑھکر فائدہ مین نہین

فصل چہارم روزۂ

سمجھا کہ کوئی ہے - فصل چہارم روزہ آدمی کی طبیعت صحیح اور مزاج درست رہنے کے لئے کسی طرح کا تنقیہ ضرور ہے - اور تنقیہ تین قسم کا ہوتا ہے - جلاب فصد فاقہ جلاب اور فصد سے اگرچہ مقصود کسی قدر حاصل ہوتا ہے مگر ناکامل اور نتیجے مین ایسا نقصان ہوتا ہے جس کی اصلاح کے لئے ایک اندازہ مشقت اوٹھانی پڑتی ہے - اور بیماریون کا سلسلہ قایم ہوجاتا یعنے جلاب اوسی وقت پر لیا جانا ضرور ہے جب مادہ کا اخراج منظور ہو کیونکہ اس سے صرف جسم کا پانی ہی نہین نکلتا بلکہ مادے ہی اخراج پاتے ہین اور جلد جلد جلاب لینے سے معدہ بگڑ جاتا ہے کوئی دو چار روز متواتر جلاب لے تو ناتوانی مار ہی ڈالتی ہے - یہی حال ہے فصد کا کہ خون کا اخراج ایسا ہوتا ہے کہ جسم کے اجزا ہی نکل جاتے ہین ممکن نہین کہ خون جتنا نکلتا ہے اوتنا کسی حکمت سے بنا دیا جائے الا غذا سے اور وہ اختیاری بات نہین اور ایک مدت مین کہین جا کر اوس مقدار خون بہم ہوگا جتنا نکلا ہے اور نہ ہم ایک مقدار معین کر سکتے ہین کہ اتنا خون نکلنا ضرور ہے اور نہ یہہ ممکن ہے کہ متواتر خون نکالا جائے برخلاف اس کے تیس روز مسلسل روزہ رکھئے نہ جلاب کی سی ناتوانی ہوتی ہے نہ فصد کی سی خون کی کمی - اور ان دونون سے جو مزاج کی نقاہت ہوتی ہے اوس کو اسی پر قیاس کر لیا جائے کہ ان کے بعد ایک مدت جماع کی خواہش تک مفقود ہوجاتی ہے برخلاف روزے کے کہ اس مین بہیت دانجاد دونون ہین - پس مزاج کے تنقیہ کے لئے فاقہ سے بہتر کوئی چیز نہین - قطع نظر اس کے فاقہ کچھہ بیماری کی موجودی ہے پر موقوف نہین یعنے وہ استیصال مرض یا علاج بیماری نہین ہے بلکہ حفظ ماتقدم اور رافع مرض ہے اور اس

استفراغ کے لئے صرف غذا سے پرہیز کرنا کافی نہین بلکہ کوئی بھی چیز جو داخل جسم ہوکر مولد ریزشات ہوتی ہے اوس سے پرہیز لازم ہے مثلاً کہانا پانی کے علاوہ کسی بھی شئی کا گو غیر منہضم بھی ہو نگلنا بہی فایدے مین نقص لاتا ہے اور کسی جسمانی چیز کا اخراج بہی جو باعث نقصان جسم ہو اور جس کا بدل فوراً کسی تدبیر مثلاً غسل سے ضرور ہے ہو نتیجہ برعکس پیدا کرتا پس اسی پابندی کے ساتھ فاقہ کرنیکا نام روزہ ہے اور یہہ روزہ سال مین مہینا بہر سلسلے کے ساتھہ رکہنا لازم ہے قطع سلسلہ کرنے سے جو فائدہ ایک روزے سے حاصل ہوا تھا وہ مفقود ہوکر دوسرا روزہ بے فائدہ ہوجاتا ہے اور چونکہ جسم کی سب ریزشین آفتاب کی گرمی سے جب اوسکو غذا کی تائید ہوچکی ہے پیدا ہوتی ہین لہذا کہانا پینا دن مین موقوف رکہنا اس افادہ کے لئے ضرور ہے اس نظر سے شب کا کہانا اوس وقت ترک کرنیکا حکم ہے کہ ابھی آفتاب کا اثر شروع نہونے پائے یہہ روزہ سال مین مہینا بہر کسی عذر کے باعث نہ ہوسکے تو اس کا معاوضہ بہی روزہ ہے بہرحال مہینا بہر فاقہ اوس پابندی کے ساتھہ ضرور ہے جو مذکور ہوے روزہ ملتوی کرنے کے لئے تین عذر رکہے گئے ہین. سفر حیض و نفاس اور بیماری کیونکہ ان صورتون پستی و ناتوانی جو لازمی اور غیر اختیاری ہے اوسپر روزہ کی پستی اضافہ کرنا مصلحت نہین مگر ساتھہ اس کے روزے کے ایام کا گھٹانا بہی نامناسب ہے لہذا ان دونون کا معاوضہ قضا روزے رکہنا لازمی گردانا گیا غرض یہہ ذکر فرض روزے کا ہوا اس کے علاوہ سنت مستحب روزے جو ہین اون کے فواید کو ترتیب وار قیاس کرسکتے ہین آب یہان ایک سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم مین کسی بیرونی چیز کا داخل ہونا روزے کے فواید کا مانع ہے تو نہانا اور وضو کرنا بھی ممنوع ہونا تھا کیونکہ اس سے ہی حکمت کے قاعدے پر جلد اور منہ کی جہلی سے پانی جذب ہوتا ہے اس کے جواب مین ہم ڈی کا بی ہردن صاحب پرنسپل اور پروفیسر کیمکل

اسکول لاہور کی کتاب ہسٹالوجی اینڈ فزیالوجی کی عبارت کا ترجمہ جو سید عزیز الدین صاحب
فرخ آبادی نے کیا اور مطبع انوری آگرہ مین ۱۲۹۹ھ مین چھپا ہے اوس سے دو ایک فقرے
نقل کر دیتے ہین۔ واضح رہے کہ اوس عبارت مین جو فقرے قوسین مین لکھے جاتے ہین
وہ ہمارے عبارت ہے اور ترجمہ مذکور یہ ہے "جلد کے ذریعے سے اشیا کمتر جذب ہوتے
ہین اور معلوم کیا گیا ہے کہ نصف نصف گھنٹہ تک پانی بھیگا رہنے (یعنے شاید بھیگا کپڑا لپیٹ
لینے سے) ۵۰ گرین یعنے تین ماشہ سے کچھ زاید پانی جسم مین جذب ہوتا ہے معدے کے اندر گل
حل ہونے والے اجزا بہت جلد جذب ہو کر رگون مین پہونچ جاتے ہین مگر منہ اور الیمانیکس
یعنے (حنجرہ) مین بہت کم جذب ہوتے ہین (پس کلی کرنا ممنوع نہین ہوا) پچکاری اور حقنہ جیسے
اشیا بہت جلد جذب ہوتے ہین (یہہ روزے مین ممنوع ہے) کیونکہ اکثم یعنے معاے
مستقیم مین قوت جاذبہ بکثرت ہوتی ہے اور ہیوڈرانک انجکشن سے جو دوا جلد کے
اندر داخل کیجاتی ہے اوس کا اثر فوراً نمود ہوتا ہے (یہہ بھی ممنوع ہے) سب سے
زیادہ جلد اشیا پھیپھڑے مین بشکل ہوا یا بخارات کے جذب ہو جاتے ہین (اسلئے حقہ پینا
منع ہے اور عطر وغیرہ کا سونگھنا مکروہ) اگر پانی مین جسم آدھے گھنٹہ تک بھگا رہے تو دو ڈرام سے
ڈرام پانی جذب ہوتا ہے اسی عرصے مین پھیپھڑون سے بذریعہ بکس تین ڈرام پانی خارج
بھی ہوتا ہے اسواسطے جسم کا وزن زیادہ نہین پاتا۔ (اسطرح ہم بھیگے تو نہین رہتے اگر رہین
بھی تو اس فعل سے ہمارا سراسر نقصان ہوا فائدہ کچا۔ مگر جب خون مین پانی کی مقدار بہت
کم ہو تو البتہ پانی یا کوئی اور عرق زیادہ جذب ہو جاتا ہے حتی کہ آدھا گھنٹہ کے عرصے مین
چھہ ڈرام جذب ہو جاتا ہے (روزہ کی سی سخت تشنگی اور فاقہ کشی کے حالت مین چھہ ڈرام یعنے
ایک تولہ ساڑھے دس ماشے پانی کا جسم مین داخل ہونا حالانکہ تمام جسم کے خون مین فضلی نود

حصے سے زیادہ اور سالم جسم کی نسبت سے چار خمس پانی ہوتا ہے جس کا اکثر حصہ روزے مین
سوکہہ جاتا ہے اور اس کے علاوہ تمام جسم کی یافت کا پانی کم ہوجاتا ہے اون سب کے معاوضہ
مین یہہ چھہ ڈرام پاسنگ بھی نہین باین ہمہ ہمارے ہان حکم ہے کہ روزے مین نہانا ہو تو عین
دہوپ کے وقت نہ نہائین سویرے نہالین) تمام ادویہ ہی جلد سے جذب ہوتے ہین جیسے
پارہ سنکہیا ٹارٹرامٹک مگر یہہ بغیر ملے (یعنے مالش) کے جذب نہین ہوسکتین (پس ہمارے
ہان دواؤن کا مالش کرنا مکروہ ہے اور جو بالون مین تیل لگانا جایز رکہا گیا ہے یہہ ملنا نہین ہے
بلکہ تدہین یعنے چکنانا ہے (اگر جلد کا بیرونی طبق علیحدہ کردیا جائے تو ہر قسم کی دوا بذریعہ درونے
طبق کے جذب ہوجاتیگی (پس ایسی صورتون مین ہمارے ہان روزے کی قضا لازم ہے)
اب صاحبان عقل سلیم بتائین کہ ہم پر کیا اعتراض عاید ہوسکتا ہے۔ فصل پنجم حج۔ (فصل پنجم)
و فصل ششم زکوٰۃ حج کے فواید ضمناً جماعت کے بیان مین آچکے اور زکواۃ ایک خیرات ہے جس کے (فصل ششم)
فواید کی تشریح و تصدیق غیر ضروری ہے لہذا بیان اوسے نظر انداز کرتا ہون پھر بھی اتنا یاد
رکہنا ضرور ہے کہ زکواۃ خیرات دینے سے صرف لینے والے کی حاجت برائی ہی نہین ہوتی بلکہ
وہ دینے والے کا ممنون اور دوست ہوتا ہے اور دونون کے نسل وخاندان مین اخوت
و محبت اور ایک دوسرے کی ہمدردی و دستگیری کا تخم بویا جاتا ہے اور قومی استحکام پیدا
ہوجاتا اور اتفاق حاصل ہوتا پس دنیاوی ضرورتون مین اس سے بڑہکر کوئی مفید چیز
نہین ہوسکتی۔ باب دوم احکام تقسیم اول اوامر۔ فصل اول تعداد ازواج
لوگ اس بات سے ناواقف ہین کہ احکام مین واجب کیا ہے اور جایز کیا اور اسوجہ سے
اکثر غلطیان کرتے ہین۔ پس واجب وہ حکم ہے جس کا عمل مین لانا ضرور ہے اور اس کے لئے

شروط ہوا کرتے ہین اور جایز مین شرطون کی ضرورت نہین کیونکہ یہہ مامور کے اختیار و مصلحت پر موقوف ہے چاہے ضرورت سمجھکر کرے یا نہ مناسب جانے نکرے اور جتنے اوامر ہین اون مین یہہ دونون حکم ملے ہوے ہین یعنے جس صورت مین یہہ چند شروط مقررہ موجود ہون تو اوسکا کرنا واجب ہوتا ہے اور جب یہہ شروط معقود ہون جایز اور یہہ اختیار نواہی مین نہین ہے کیونکہ نہی اونہین چیزون کے نسبت ہوتی ہے جو قبیح ہین پس قبیح چیز کسی شرط سے اچھی نہین بن جاتی البتہ اونمین گناہ کے مدارج رکھے گئے ہین - مثلاً نکاح کہ یہہ جایز ہے اوسوقت تک کہ آدمی بے نکاح کے گذار سکتا ہے جب اوس عالم تجرد کی برداشت مفقود ہو اور ممنوعات کے ارتکاب کا میلان یقینی ہونے لگے تو اوس پر واجب ہے کہ نکاح کرے اسیطرح جب ایک نکاح کر لیا تو اور تین کرنا جایز ہے - پس اسباب کو لوگ نہ سمجھکر اپنے ہاتون مصیبت مین پڑتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم شرع کے مطابق چار بی بیان رکھتے ہین - حالانکہ بجاے اس کے اون کو یہہ کہنا چاہیے کہ ہم نے اپنے مصلحت سمجھکر چار بے بیان کی ہین اور پھر جو ہم نے بیان کیا ہے کہ کل اوامر مین وجوب وجواز دو چیزین پائی جاتی ہین یہہ بات ذبیحہ مین نہین ہے بلکہ وہ واجب ہی واجب ہے پس اسکو اوپر کے کلیے سے مستثنےٰ کرنے کے عوض یہہ سمجھنا چاہیے کہ یہہ اوامر مین داخل نہین ہے بلکہ نواہی مین ہے یعنے ذبح کرنیکا حکم نہین ہے بلکہ بے ذبیحہ کہانا منع ہے اسیطرح نجاست کے احکام سب نہی ہین جن کے واسطے کوئی اختیار نہین دیا گیا - جیسا مذکور ہوا کہ بعض لوگ تعدد نکاح کو بجاے جایز ہے کے واجب تصور کر کر اسباب کے درپے ہین کہ اوسکو ناجایز ثابت کرین کیونکہ اکثر حال مین یہہ مصلحت کے خلاف ہے اور مین بہی اونکی اس راے سے متفق ہون کہ یہہ مصلحت کے خلاف ہے مگر اس سے کبھی اتفاق نہین کر سکتا کہ وہ ناجایز ہے کیونکہ اس کو ناجایز گرداننا خود عقل کے خلاف ہے مولوی نذیر احمد صاحب نے

یہ بہت جایز ہے

اپنی کتاب محصنات المعروف بہ فسانہ مبتلا میں اس کے عدم جواز کو قرآن سے ثابت کرنیکی
کوشش کی ہے اور اپنے زعم میں ثابت ہی کیا ہے لہذا میں جب تک پہلے اپنا جادہ چھوڑ
کر یہہ نہ ثابت کروں کہ یہہ قرآن سے جایز ہے اس پر بحث نہیں کرسکتا کیونکہ اس
کتاب میں اونہیں چیزوں سے بحث کی جاتی ہے جو مذہب اسلام میں محکوم بہ ہیں اور عقلا
مناسب اور ضرور ہے - مولوی صاحب موصوف نے اپنے بحث میں دو غلطیاں میں نہیں
کہہ سکتا کہ عمدا بہر حال کی ہیں ایک یہہ کہ ایک ساری آیت جو وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا سے رَّحِيمًا
تک تھی اوسمیں سے صرف ایک ٹکڑا کالمعلقہ تک لیا ہے جس سے بیشک اون کی خواہش
کے موافق مطلب پیدا ہوسکتا ہے مگر جسطرح لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے ہوتا ہے جب
وَأَنْتُمْ سُكَارٰى کو چھوڑ دیا جائے - دوم یہہ کہ قرآن شریف میں رکوع جو علیحدہ کئے
گئے ہیں ان سے یہی مفاد ہے کہ ایک سالم رکوع پورے مطلب کو حاوی ہوتا ہے اگر
کسی رکوع میں سے ایک درمیانی آیت حکم وغیرہ کے متعلق لے لو تو وہ پورے نہیں -
سمجھ میں آتے جبتک پیشتر کی آیتوں کے ساتھ نہ ملالی جائے اور نیز اکثر حکم قصہ طلب ہیں
لہذا شان نزول بھی دیکھنا پڑتا ہے پس یہہ رکوع اس سے شروع ہوا ہے -
يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ - یعنے تجھسے عورتوں کے بارے میں فتوے یعنے حکم پوچھتے
ہیں قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ - کہہ اللہ فتوے یا حکم عورتوں کے بارے میں دیتا ہے -
غرض اسی سلسلہ میں وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا کی آیت کے بعد
وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا الایہ لکھے ہے جو حسب مرقومہ بالا لفظ رَّحِيمًا پر ختم ہوی ہے -
اب ان سب کو ملاؤ تو یہہ معنے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے لڑائی اور
بے پروائی کا خوف رکھے تو دونوں آپس میں صلح کرلیں جیسا حضرت سودا بنت زمعہ اور

حضرت سرور عالم نے آپس مین صلح کرلی پہر خدا تعالے فرماتا ہے صلح کے شروط مین نفس بخیلی بہت کرتا ہے لہذا ایک دوسرے پر احسان کرو یعنے یہہ نہ کرو کہ ہر شرط پر اڑو بلکہ دل کہولکر قبول کرنے جاؤ تا جہگڑا توٹے اب اس کے بعد فرماتا ہے وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ یعنے آیۂ سابقہ مین تو دونون کو خطاب تہا اس آیہ مین مردون کو خطاب کرکے فرماتا ہے اگر صلح ہی ہوگئی اور تم لڑنے سے باز ہی آگئے اور احسان کے ساتہ دل کہولکر ہی صلح کرلی با این یہہ ممکن نہین کہ تم پورا عدل کرسکو لہذا پورا میلان یعنے جہکاؤ ایک ہی جانب نکرو یعنے میل دل تو اوس کے جانب نہین ہوسکتا پس میل فعل سے بہی اوس کو محروم نکردو اوس کا نفقہ دوسرے سے کم نہ کرو۔ اوس کے پاس باری بارکا جانے سے نہ درگزرو کیونکہ تم سے یہہ ہو ہی نہ سکیگا کہ عورتون مین عدل کرو گو تم بہترا چاہو کہ عدل کرو۔ پس اس صورت مین یعنے جب تمہارے دل کی کشش سے عدل کرنا تمہارے امکان سے باہر ہونے لگے تو خیر اتنا تو کرو کہ ایک عورت کے جانب جسکی طرف تمہارا دل تمکو کہینچے لئے جاتا ہے میل قلب و میل فعل دونون نہ پہیر دو پہر چہوڑ دو دوسری کو ایسی جیسی لٹکتی ہوی ہے یعنے طلاق سے تم باز آئے اور صلح کی اب اوس کی بات نہین پوچہتے کہانے کو نہین دیتے اور اگر اوسنے صلح مین باری معاف کی ہے تو اوس کے پاس نہین بیٹہتے بیچارے نہ تم سے جدا ہوسکتی ہے نہ مل سکتی پس یہی حالت لٹکا کہلاتی ہے۔ پہر خدا اوسی آیت مین یہہ الفاظ بیان کرتا ہے جن کو مولویصاحب نے چہوڑ دیا ہے اور اگر تم اس حالت مین صلح کرلو اور خدا سے ڈرو تو اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے یعنے جب دل ہی نہین ملتا اور رمال وغیرہ میل فعل سے ہی دریغ کرتے ہو تو ایک تدبیر شرائط حسن مین کمی مال سے ہی وہ راضی ہوتی ہے تو پہر اوسکی رضامندی سے اوسیطرح کی صلح کرلو

لیکن جو کرو خدا سے ڈر کر کرو چنانچہ اسیطرح کا صلح کرنیکا حکم اسی سورۃ کے رکوع (۲)
مین ہے - غرض اس صلح کرنے کے حکم کے بعد ہی کی آیت مین یہہ فرماتا ہے اسپر بھی اگر
جدا ہو جائین یعنے مصالحت طلاق ہی پر ٹہرے تو ہر ایک کو خدا بے نیاز کر دیگا یعنے ایک
کو دوسرے کا محتاج نہ رکہیگا اپنے کشایش سے اور ہے اللہ کشایش و حکمت والا - اب
حسب خواہش مولوی صاحب موصوف ان تینون حکمونکو ملا کر دیکہیے تو نتیجہ یہہ پیدا ہوتا
ہے کہ تعدد نکاح جایز ہے مگر مصالحت کے ساتھہ روش کی جائے ورنہ جو تمہارے شروط
کو راضی نہین ہوتی اوس کو چھوڑ دو - لیکن صلح کے لئے حد سے زیادہ تاکید کیہے اور بتادیا
گیا ہے کہ یہہ تعدد نکاح کی صورت بہت دشوار ہے سنبہل کر اسمین قدم رکہا جائے نہیں
ہم یہہ کہتے ہین کہ تعدد جایز ہے واجب نہین ہے اور اگر منع ہوتا تو اس کا محکوم
بہ مختار نہ ہوتا کیونکہ منع مین کوئی اختیار نہین دیا جاتا ہے - یہان اور ایک بات
قابل ذکر ہے وہ یہہ کہ پہلی آیت مین یتامی کا ذکر ہوا ہے اوس کی شان نزول
یہہ بتاتی ہے کہ لوگ چاہتے تھے کہ اون یتیم لڑکیون سے جو اونکی سرپرستی مین دی
گئی تہین نکاح کرلین اور اونکو مال سے بہی محروم کردین اور مہر بہی کم دین لہذا یہہ حکم
ہوا کہ اگر تم یتیمون کے حق مین اسطرح ناراستی کرنیکا خوف رکھتے ہو تو دوسری عورتون
مین سے دو دو تین تین چار چار تک کرلو یا اگر اتنون سے عدل نہ کرسکو اور برابر نفقہ
نہ دے سکو تو ایک ہی عورت کرو یا لونڈیون سے رفع حاجت کرلو اور یون ایک
عورت سے نکاح یا لونڈیون سے جماع کرنے کو میل یا انحراف اور جور نکرنے سے نزدیک
گردانا کیونکہ ایک عورت کرو تو نہ میل دوسرے کے طرف کرنا پڑتا ہے نہ انحراف کسی سے
اور لونڈی سے تو کوئی بحث ہی نہین کہ اوسکو کوئی حق دعوے مساوات کا رہا نہین -

غرض اب مین اون حکمون کو ایک جائے کہر کے بتاتا ہون وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا
فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ
خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا
وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا کُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْھَا
کَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا
یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا ترجمہ اگر تم ڈرتے ہو کہ یتیمون
کے اموال کے بارے مین انصاف نہ کر سکوگے تو پس نکاح کرو سوائے اون کے جو اچھے
لگین تم کو عورتون مین سے دو دو اور تین تین اور چار چار پہر اگر ڈرتے ہو کہ عدل نہ کر سکوگے
ان عورتون مین تو پس ایک عورت اختیار کرو یا اونکو جن کے مالک ہون تمہارے داہنے
ہاتھہ یعنے لونڈیان اور یہہ ایک عورت کا اختیار کرنا یا لونڈیون کو صحبت مین لینا میل یا انحراف
یا جور نکرنے سے زیادہ نزدیک ہے تم نہین سکتے کہ عدل اور راستی کرو درمیان عورتون
کے اور اگر حریص ہو تم ارتکاب عدل پر اور قادر نہو اوس پر پس میل نہ کرو تمام میل یعنے
میل قلب کو میل فعل کے ساتھہ جمع نہ کرو کیونکہ اگر ایسا ہو تو پس چھوڑ دوگے اوس
دوسرے عورت کو مانند اوس کے جو لٹکتی ہے یعنے گویا نہ مطلقہ ہے نہ شوہردار
اور اگر صلح کرو اور ڈرو پس تحقیق اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور اگر جدا ہو جائین
دونون ہر ایک کو خدا بے نیاز کر دیگا اپنے کشایش سے اور ہے اللہ کشایش
و حکمت والا ۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے ایک جادہ اور اختیار کیا ہے کہ جب
یہہ سوال پیدا ہوا ہے کہ یہہ معنے جو تم نے بتائے ہین مذہبًا ہین یا عقلاً تو راستہ
کاٹ کر دوسری بحث شروع کر دی ہے حالانکہ اونکو چاہئے تہا کہ یہہ بیان کرتے

کہ جب خدا نے اختیار دیا ہے اور اوس کے ساتھ عدل اور برابری کے دشواریاں
بھی بتا دئے ہین حتے کہ ایک عورت سے صبر نہو سکے تو لونڈیونکو جایز کیا ہے تو مصلحت
اوس کی مقتضی ہے کہ ایک سے زیادہ نکرین اور خدا ہی مصلحت ہی بتارہا ہے اور مصلحت
ہی کے لئے اختیار دیا ہے کہ اگر مصلحت نہو تو ایک سے زیادہ نہ کرین لہذا نکرنا زیادہ تر
مناسب اور مواخذہ سے دور ہے۔ پھر مولوی صاحب نے یہہ فعل مصلحت کے خلاف
ہونے کے ثبوت مین ایک قصہ باندھا ہے جو بالکل اولٹا ہے کیا معنی کہ ایک بد مزاج
بیوی اور اوس کے فتان کنبے اور بیوقوف و ناتجربہ کار شوہر اور بازاری عورت کو
لا ملایا ہے جس کا نتیجہ بدیہی وہی ہوگا جو مولوی صاحب نے اسقدر درد سری کے بعد
نکالا اگر ایک تمہید کسی نیک مزاج سنجیدہ و اشراف گھر کی جس مین شوہر بھی فہیم اور مصلحت
فہم ہوتا باندھتے اور یہی نتیجہ نکال دیتے تو ہم جانتے کیونکہ مصلحت و حکم خدا نے ایسی ہی گھرون
کے واسطے بڑے ضرورت کے ساتھ تعدد ازدواج کو جایز کیا ہے۔ اور ایسے ہی گھر تھے
اون لوگون کے جن کی نسبت مولوی صاحب نے بحث سے یہہ کہکر گریز کیا ہے کہ صحابہؓ وغیرہ
سے بھی استثنا کرنے کو مین درست نہین سمجھتا۔ اب رہی یہہ بات کہ تعدد ازدواج
مین مصلحت کیا ہے اس کی نسبت مین یہہ کہتا ہون کہ دو مخالف جنسون کا ملنا اسلیئے رکہا گیا
ہے کہ اولاد پیدا ہو اور خلقت بڑھے پس اس لحاظ سے جس کسی کی تخلیق زیادہ کرنا خدا کو
مقصود ہوا اوس کے لئے ایک نر کو ایک مادہ پر نہین محدود کیا اور اسیطرح کی خلقت
ہم بہت دیکھتے ہین جس مین ایک نر کو متعدد مادائین ہین پہلے درختون پر نظر کیجئے کہ اگرچہ
ہمارے سمجھ مین یہہ نہین آتا کہ آیا ان کی بھی تولید دو مخالف جنسون کے ملنے سے ہوتی ہے
لیکن ہوتا یہی ہے ان مین بھی نر اور مادہ ہین اور ہوتا یہہ ہے کہ نر کا تولیدی مادہ ہوا

اور کیڑون سے منتقل ہو کر مادہ نبات کے اوس حصے مین پہونچتا ہے جو بجائے رحم کے
ہے اور جب تک یہہ نہ ہو پہل نہین لگتا اور جس جائے پر اتفاق سے مادہ یا نر درخت
ایکبٹے جمع ہوجائین اور دور دور تک اونکی جنس مخالف نہ ہون وہان درخت بے
پہل ہوتے ہین پس اس سے ظاہر ہے کہ نبات کے لئے بہی جو سب سے بڑی خلقت
ہے ایک نر کو ایک ہی مادہ مقرر نہین ہے اب ملاحظہ ہون حیوانات ان مین سب سے
بڑی خلقت پانی کے جانور اور حشرات الارض ہین اونمین بہی جفت مقرر ہین ایسا ہی کل
چوپایون کا حال ہے باقی رہے پرندان مین دو قسم ہین ایک وہ جن کی تولید
کم ہونا مصلحت ہے دوسرے اوس کے خلاف ان دونون کی تفصیل اسمو ار صرف
طوالت ہے لہذا اس سے درگزر کر کر یہہ کہتا ہون کہ جن پرندون کے لئے جوڑا مقرر
ہے اون کے عموماً دو انڈے ہوتے ہین اور اون مین جوڑا ہی نکلتا ہے اور وہی جفت
ہوتے ہین اور انڈون کے سینے اور بچون کی پرورش مین مان باپ دونون کو باہم
مصروف ہونا پڑتا ہے تا نہ نر دوسرے مادہ کی خواہش کی فرصت پائے نہ مادہ
دوسرے نر کے جانب رُخ کرے اور جب یہہ پرورش اطفال کی خدمت سے
فارغ ہوتے ہین پہر جفتی شروع ہوتی اور ساتھ ہی بچہ کشی کے لئے گہونسلے کی
تیاری مین دونون مصروف ہوجاتے ہین ان مین شاذ ایسے بہی ہین جن کو ایک جہول
سے دوسرے جہول تک عرصہ بعید گزرتا ہے پس ان کی خلقت صنف متذکرہ
سے بہی کم منظور ہے اور ان کے عرصہ انتظار مین خواہش شہوانی سلب ہوجاتی
ہے ان کی بچہ کشی کم اوقات مقرر ہین اور انہین دنون مین اوسکی خواہش ان مین

پیدا ہوتی ہے پانی کے جانور مثل مچھلیوں وغیرہ کے اور حشرات الارض چونکہ ایک دوسرے
کی غذا بنتے ہیں جس کا بیان فصل اکل حیوانات میں آئیگا لہذا ان کا زناشوئی میں محدود کرنا
خلاف مصلحت تھا مگر ان میں بھی موذی جانور مثلاً سانپ کی مادہ خود اپنے انڈے آپ ہی جاتی
ہے تا ابتدا ہی سے اولاد کی تقلیل ہو محض اتفاق سے ایک آدھ انڈا جو لنڈھک کر نظر
سے غائب ہو جاتا یا پتے وغیرہ کی آڑ میں چھپ جاتا ہے وہ بچ رہتا اور اوس میں سے
بچہ نکلتا ہے - رہے چوپائے ان کی دو قسمیں ہیں ایک درندہ دوسرے چرند سو درندوں
کے لئے اگرچہ ایک مادہ کی قید نہیں ہے با این اونکی اولاد ہی کم ہوتی اور کم بچتی اور
بعض جانوروں کے بچے مثل بلی کے اون کا نر کھا جاتا ہے کیونکہ سانپ کے انڈے ہوتے
ہیں اور اوس کی غذا بھی انڈے ہی ہے اور جب مادہ انڈے دیتی ہے نر موجود نہیں ہوتا
لہذا اوس کی مادہ ہی کو انڈے چھوڑ کر بیٹھنے کی ہدایت دیگئی اور درندے بچے جنا
کرتے ہیں اور گوشت خوار ہیں اور مادہ دودھ پلاتی ہے جسکے لئے محبت چاہیے لہذا مادہ
اونہیں نہیں کھاتی کیونکہ اگر مادہ ہی کو بچوں کے کھا جانے پر آمادہ کیا جاتا تو وہ دودھ
نہ پلاتی اور ایک بھی بچہ نہ بچتا پس مصلحت و حکمت مقتضی ہوی کہ نر بچوں کو کھا جائے
اور مادہ چھپاتی پھرے اور نیز درندوں اور چرندوں کو اگرچہ غیر محدود دیا داؤن
پر قادر کیا ہے لیکن ان کی خواہش کو صرف بچہ کشی پر محدود کر دیا یعنے ان کے لئے خواہش
یا ہیاں کا وقت مقرر ہے اس مقررہ موسم کے سوائے نہ مادہ جماع پر راضی ہوتی
نہ نر آمادہ اور جب مادہ ایک مرتبہ حاملہ ہوگئی پھر نر سے راضی نہیں ہوتی اور نر دوسرے
مادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اسطرح ایک نر سے کئی مادائیں حاملہ ہوتے ہیں اور پرند
بھی جن کے ایک نر کی بہت سی مادائیں ہوتی ہیں بعد ایک جھول انڈے دینے کے ایک

مت تک مثل ایام حیض کے کرتک رہتی ہین اور نرسے متنفر- اس بیان سے نیچرکے مسئلے پر ثابت ہوگیا کہ خدا کو جس حیوان کی خلقت کا زیادہ کرنا منظور ہوا ہے اوس کو ایک مادہ پر موقوف نہین رکہا الا دوسرے صورتون سے حسب مصلحت وضرورت اوسکی اولاد کی کمی کردی اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ دنیا مین بہت تہوڑی مخلوق ایسی ہے جسے ایک مادہ دیگئی ہے اور یہہ تہوڑے اتنی کم ہے کہ بہ نسبت اوس زیادہ کے کوئی حساب مین نہین اور یہہ سب خلقت ایسی ہے جس کو عقل تمیز نہین پس انسان جو مصلحت بہی جانتا ہے اور اس کی تکثیر بہی اصلاح محتیث وغیرہ مصالح کے لئے ضرور ہے کیونکر ازدواج مین محدود ہوسکتا ہے - مردم شماری پر غور کیجائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مردون سے نسبت عورتون کی خلقت زیادہ ہے پس ایک تو یون مرد کم ہین اس پر جو ہین اون مین سے کتنے ایک بن بیاہی ہین اور کتنے ایک زندہ اور بے جورو کے یا عنین یا دہ لوگ جو عورتون کو آپ پر حرام کئے ہوئے ہین یہہ

حاشیہ

ازمنہ ماضیہ مین دستور مردم شماری نہ ہونے کی وجہ سے اس بات کا پتا نہین چلتا تہا کہ دنیا مین عورتین زیادہ پیدا ہوتی ہین یا مرد زیادہ ہوتے ہین مگر اب بالخصوص امریکہ اور بالعموم تمام مہذب دنیا مین یہہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ عورتون کی تعداد مردون کی نسبت چار بلکہ پانچ گنی ہوگئی ہے الخ وکیل امرتسر جلد ۶ نمبر ۴۷

مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۰۱ء یوم دوشنبہ
مطابق ۲۷ شوال ۱۳۱۸ھ

سب مل کر لازمی نتیجہ یہہ نکلا کہ ہر آدمی ایک جوزو سے زیادہ کرے ورنہ عورتین فاحشہ
ہونگی جس کے انسداد کے لئے لڑکیون کا مار ڈالنا مثل زمانہ جاہلیت کے پاسی کا
جایز گردانا لازم آئیگا چنانچہ اسی مصلحت کو نظرانداز کرنیکی وجہہ سے ہم اوس جاے
پر فاحشائین زیادہ پاتے ہین جہان ایک سے زیادہ جورو کرنا جرم قرار دیا گیا ہے
اسپر بہی وہان جو شخص ایک جورو کرنیکا پابند ہے اوس سے حلفیہ پوچہا جائے تو
ہرگز یہہ نہ کہہ سکیگا کہ وہ ایک جورو پر قانع ہے پہر کیا وجہہ ہے کہ ایک جہوٹی پابندی نام
کی توکی جاسئے اور چوری سے اوس کے خلاف عمل کیجئے۔ انسان کے لیے مثل حیوان
کے جفتیان کا وقت مقرر نہین ہے ان کی خواہش کسی موسم پر محدود نہین ہے ہر موسم
مین عورتین حاملہ ہوتی ہین ہر وقت مرد جماع کر سکتا ہے باین ہمارا حکم خواہ ایک یا
متعدد جورو دئین کرنیکی نسبت خواہش نفسانی کے پورا کرنیکے لئے نہین ہے بلکہ اس سے
اولاد کا ہونا اصلی غرض رکہا گیا ہے چنانچہ بہت سے فتوے اس کا ثبوت دیکتے ہیز
جن مین مرد کے عورت کو سیراب نہ کرنے پر خلع نہین دیگئی الا یہہ کہ پورا عنین ہوگیا
ہو چنانچہ اسی کی تحریص مین یہہ ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے حلیلہ سے اس نیت سے
ملیگا کہ اوسے اولاد صالح ہو اوسی کو ثواب ہوگا ساتھ اس کے چونکہ فعل جماع سے
جو ریزش مرد کے جسم سے نکل کر عورت کے بدن مین جذب ہوتی ہے وہ فوایدکثیر

حاشیہ ۲ - اخبار نیو یارک مین لکہا ہے کہ یورپ بھر مین کوئی ضلع ایسا نہین ہے جہان
مردون سے عورتون کی تعداد زیادہ نہو برا عظم کے بعض بعض حصص مین بیس عورتونکے لئے ایک مرد ہے
انگلنڈ کے بعض اضلاع مین ستا قابل شادی عورتون کے لئے ایک شادی کے قابل مرد ہے لنڈن کے بعض بعض مقامات پر گیارہ عورتونکے
عورتونکے لئے ایک بن بیاہا مرد ہے امریکہ کے نیو انگلنڈ مین جہان بہت سے آدمی جلاوطن ہوگئے ہین عورتونکی تعداد بہت زیادہ ہے

مشتمل ہوتی ہے جیسا بیان حیض ونفاس مین بتایا گیا نیز نعمت آرام کے لئے دیجاتی ہے اور
آرام حظ اوٹہانے اور خواہش نفسانی کے پورا کرنے مین ہے لہذا بلاتعین اوقات مقاربت
جایز رکہی گئی اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مثل مردون کے عورتون کو کیون نہین اسکی
اجازت دیگئی کہ چار شوہر کرین اس کا جواب یہہ ہے کہ ہم ادہر کہہ آئے ہین ہمارے ہان
شہوت کو پورا کرنے یا اور کسیطرح سے نفع اوٹہانے کو نکاح نہین ہے بلکہ صرف اولاد کی
امید سے یہہ واجب گردانا گیا ہے اور نیز عورت کی ریزش کچہہ مرد مین جذب یا باعث منافع
ذکور نہین ہوتی ہے پس چونکہ ایک خاوند چار عورتون بلکہ زیادہ کو حاملہ کرسکتا ہے اور
ایک عورت صرف ایک ہی خاوند سے حاملہ ہوتی ہے لہذا جورؤن کا تعدد جایز اور
شوہرون کا ممنوع ہوا قطع نظر اس کے مردون مین بہ نسبت عورتون کے رقابت
زیادہ ہوتی ہے بسا اوقات دیکہا گیا ہے کہ عورت اپنے شوہر پاس دوسری عورتون
کو لاکر صحبت کراتی یا خود وہ کرے تو انجان ہوجاتی ہے مگر کوئی مرد اپنی جورو یا آشنا کے
پاس یارون کو نہین لاتا نہ چشم پوشی کرتا ہے لہذا عورتون کو ایک سے زاید خصم کرنے کی
اجازت خون خرابی کا باعث تہی اور ہمارے مذہب مین تو منافع ومضار ہر دو کے
مختلف پہلو ملا کر دیکہے جاتے ہین اور چار کی تعداد اس حکمت سے رکہی گئی ہے کہ گو
یہہ بات بادی النظر مین سمجہہ مین آنے کی نہین ہے مگر کوئی بہت ہی خوض وغور سے
نظر وتجربہ کرے تو معلوم ہو کہ اگر کوئی مرد ہر روز بلاناغہ جماع کرنا چاہے تو حیض ونفاس
کے باعث ایک دو بلکہ تین عورتون سے بہی ممکن نہین اور عجیب بات ہے کہ چار عورتین
جس خصم کی ہون کبہی وہ سب کی سب وقت واحد مین معذور نہین ہوجاتین اور چار سے
زاید ضرورت سے زاید ہونے کے علاوہ اوس سے بہی وہی ایک دو تین کی معذوری کا سلسلہ

پیدا ہوجاتا ہے اس کے علاوہ طبی قاعدہ سے ایک وہلہ کے جماع کے بعد تین وہلون تک
عورت کو سکون ضرور ہے اور ایک شب یا روز مین جتنے جماع ہون ایک وہلہ سمجھے
جانا چاہیے اس بنا پر روزانہ جماع کے لیے چار کی تعداد کافی ہوی نہ اس سے زاید اور چار کی
حصر مین یہہ بہی حکمت ہے کہ کوئی مرد اس سے زیادہ تعداد اپنی اور اونکی حیثیت نظر مین رکہکر ایک مساوی حالت مین
نہین رکہہ سکتا خواہ وہ کتنی ہی معیشت کی آمدنی کا کیون نہو مثلاً ایک شخص کی پانسو روپیہ آمدنی ہو تو وہ اپنی برابر کی بیبی کو
اوسی آسایش اور شانداری کی حالت مین رکہیگا جو اوس کی آمدنی کے سزاوار ہے پس
اسی شانداری کی حالت مین کمتر صورت مین اور تین تک بگو بشنو نباہ سکتا ہے اس سے زیادہ
ممکن ہی نہین اسی پر قیاس کر سکتے ہین اوس سے کم یا زیادہ آمدنی والے کو پس ایک سے زیادہ
کی اجازت اور چار کا حصر نہایت مصلحت پر مبنی ٹہرا - عورت کے نیچر مین بڑی ہے یہہ بات
کہ صرف ایک مرد سے تعلق رکہے اور جب تک یہہ تعلق قایم رہے اور دوسرے سے تعلق
نہین پیدا کر سکتی کیونکہ یہہ تعلق قسمت پذیر نہین ہے پس اس تعین کا افشا لازم آیا
جس کے لئے بعد اس تعلق کے مرد اور عورت کے ایجاب و قبول کی نسبت دو گواہون
سے اوس کی تصدیق کر دی جاتی اور شہرت دیجاتی ہے اسیکا نام ہے نکاح اور اس اطاعت
و تعلق کی اجرت ایک مدت غیر معین کے لئے مقرر کر دیجاتی ہے تا ایسا نہو کہ مدت معین کرنے
سے شرط و تعلق کی پختگی خام رہ جائے اور جدا جدا حصے ایک ایک عرصے کے واسطے مثل
اجرت روزانہ کے مقرر ہونے سے تزلزل ہو اور اس کے ساتھ فسادات بہی قایم رہین
اور ایک مدت ختم ہونے پر دوسری مدت کے لیے عورت مختار ہو جائے پس اس اجرت
کا نام مہر ہے اور یہہ نکاح چونکہ غیر معین مدت تک کے لئے ہے اوس وقت تک قایم رہتا ہے
کہ دونون کی جدائی خواہ شوہر کی زندگی مین طلاق وغیرہ سے یا بعد مرگ شوہر ہو اور

مرد اس تعلق کے قایم رکہنے مین حریص ہے یہانتک کہ خواہ یہہ تعلق بغیر نکاح کے اور
ناجایز طریقون سے ہی ہو وہ اوس کو نباہتا ہے اور نہین روا رکھتا کہ عورت اوس کو
توڑ دے لہذا اس تعلق کے وثوق کے واسطے شہرت ضروری و لازمی ہے جس کی ترکیب
مذکور ہوی بغیر اوس کے اگر کسی عورت سے کوئی مرد تعلق پیدا کرے تو اس مین فساد حتی
کہ کشت و خون کا خوف بلکہ یقین ہے لہذا بغیر نکاح کے کسی عورت سے تعلق پیدا کرنا سخت
منع آیا اور اسی کا نام زنا ہے - اور یہہ زنا اوسوقت زیادہ قابل مواخذہ رکہا گیا ہے کہ
عورت شوہر والی یا مرد جورو والا ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ اس وقت اونکو سوائے شہوت
پرستی کے اور کوئی ضرورت مجبور کرنیوالی نہین ہے - اور فساد بہی اوس عورت سے زنا کرنے
مین جس کا شوہر موجود ہو زیادہ ہونے کا خوف ہے - سچ ہے جب ایک مزدور کو کوئی شخص
مقرر کرتا ہے اور ایک عرصہ تک کے لئے اوس کی مزدوری ٹہرا دیتا ہے تو اوس عرصہ کے اندر
دوسرا شخص اوس سے کام لینا ناگوار ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک عورت کو اوس تعلق کے ساتھ
جو عورت مرد کا ہوتا ہے کوئی اپنی کرے اور صرف مال ہی نہین بلکہ اپنی جان و جسم کا وہ
حصہ جو ہر جزو کا خلاصہ ہے اور اوس سے بڑہکر محبت اوس کی مزدوری مین مقرر کر دے
اور اوس کے سوائے بہی ایک رقم بطور اجرت کے اوس وقت تک کے لئے جب تک
یہہ تعلق قایم رہے بطور اجارے کے ایک مشت ٹہرا دے جس کا نام مہر ہے تو
کیا وہ روا رکھہ سکتا ہے کہ اس میعاد کے مابین ایک آن کے لئے بہی وہ دوسرے
سے بخلاف شرط اجارہ تعلق پیدا کرے اگر یہہ ہوا تو وہ مختار ہے کہ فسخ اجارہ کر دے
جس کا نام طلاق ہے یا کسی اور سزا یا معافی پر مصالحت کر لے - بعض لوگ طلاق کے
مخالف ہین اور اس کو نامناسب سمجھتے ہین مین یہہ کہتا ہون کہ آدمی آزادی کے لئے بنا ہے

اور حقیقی آزادی اوسی صورت مین حاصل ہوتی ہے کہ دل خلاف مرضی مجبوریون مین
جکڑا نہو دوستی بہی ایک آزاد چیز ہے اور شیوہ دوستی یہی ہے کہ اوس کے خلاف
کوئی فعل سرزد نہونے پائے اور اگر ہو تو دوستی مین فرق آجاتا ہے اور پہر وہ قایم
نہین رہتی اسیطرح ایک عورت اور ایک مرد جب تک جورو خصم بنکر رہتے ہین اور ایک
دوسرے کے اطمینان اور محبت کے ساتھہ بسر کرتے ہین اونکا دل آزاد رہتا ہے
اگر کسی وجہہ سے اون کی اس آزادی مین فرق آگیا اور دل کی تنگی گذرنے لگی خواہ
مرد کو عورت کی بیوفائی کا یقین ہوگیا گو ثبوت نہین رکہتا ہو یا کوئی اور وجہہ ایسی ہوگئی
جس سے دونون کے دل مل نہین سکتے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اونکو اوسی بے دلی کے
ساتھہ اور مصیبت سہتے ہوے ظاہر یا خفیہ فسادات مین مبتلا ہو مین مجبوراً بسر کرنا چاہئے
کیا اونکو کوئی حق آزادی کا نہین ہے کیا وہ ایسے برے دلون کے ساتھہ قبیح ترین امور
مین مبتلا نہونگے پس انہین سب باتون کے لحاظ سے یہہ پوری مصلحت کی بنا پر یہہ آزادی
جایز رکہی گئی ہے کہ ایسی صورتون مین عورت اور مرد اسطرح جدا ہو جائین کہ پہر کوئی تعلق
اون کے آپس مین باقی نرہے اور اسطرح کی جدائی کے لیئے طلاق و خلع و لعان و ظہار وغیرہ
کے علیحدہ علیحدہ مسئلے اور صورتین بڑی ہی حکمت پر قرار دیئے گئے ہین۔ جب ایک
عورت اوپر کی صورتون سے کسی صورت سے بے شوہر ہو جائے اور وہ ابہی ایسی
حالت مین نہو کہ بے خاوند کے گزار سکے تو اوسکو لازم ہے کہ اگر چاہے دوسرا خاوند
کرے اس مین بہی مثل نکاح اول کے اوسپر دوسرا خاوند کرنا اوسوقت واجب
ہوتا ہے کہ مکروہات مین مبتلا ہونا یقینی ہو ورنہ جایز ہے۔ پس اب کوئی بتائے
کہ جب یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرد و زن توالد کے لیئے پیدا ہوئے ہین اور اس

توالد کے لیئے جو فعل مقرر ہے وہ اونکی جبلت مین رکہا گیا ہے یہانتک کہ زچگی کی ہی مصیبت سہنے کے بعد ابہی نفاس پورا بند بہی نہین ہوتا کہ یہہ خواہش شروع ہوجاتی ہے توکیا یہہ انصاف ہے کہ وہ شوہر کے رہنے تک تو بے تعین اس مباشرت سے مستفید ہوتی رہین اور جسوقت اونکو اوس کی امید بہی نہ باقی رہے اس سے محروم کردیئے جائین - یہی نہین بلکہ یہہ ثابت ہونے پر بہی کہ اون کی خواہش سنبہل نہ سکی اور وہ برے کام کے مبتلا ہورہے ہین اونکو یہہ آزادی نہ دیجائے اور خدا کی خلقت کا پیدا ہونا بند کردیا جائے بلکہ وہ عورتین اپنی اس حالت غیر اختیاری مین پیدا کی ہوی اولاد کے قتل پر مجبور کی جائین بلکہ اونہین اوس کی جراٗت دلائی جائے - خود عقل سلیم پکار اوٹہیگی کہ نکاح ثانی نہایت ضروری ہے اور حکمت وضرورت اسکی مقتضی ہے - شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو اوس کا ترکہ ملتا ہے اور اگر اوس کو حمل ہے تو اوس کے پیدا ہونے والے بچے کو بہی ترکہ پانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے اسواسطے اسبات کی تحقیقات لازم آئی کہ بیوہ متوفی حاملہ تو نہین ہے پس اگر اوس کا حمل متحقق ہے تو اوسکو لازم ہوتا ہے کہ وضع حمل تک دوسرا نکاح نکرے کیونکہ نکاح سے مقصود اصلی اولاد ہی ہے جو سردست اوسے حاصل ہے برخلاف اس کے اگر حمل نہ پایا جائے تو اوس کو چار مہینے دس روز تک انتظار کرنا ہوتا ہے کیونکہ طبی قاعدہ پر بعض حال مین تین چار مہینے تک حمل پوشیدہ رہ سکتا ہے یا دوسرا حمل رحم قبول کرسکتا ہے یا دو دو حمل ٹہر سکتے ہین - اور جو عورت مطلقہ ہو اوس کو کوئی ترکہ نہین ملتا الّا یہہ کہ اوس کو حمل ہو تو اوس حمل کی اولاد باپ کے مرنے پر ترکہ پانے کی مستحق ہوتی ہے اور چونکہ اب باپ زندہ ہے اور پرورش کا حق

اوسی کو حاصل ہے عورت پر لازم گردانا گیا ہے کہ حمل کو نہ چھپائے اور بچہ پیدا ہوتے
ہی اوسے دیدے ورنہ اگر اس ڈر سے کہ نومولود کو باپ کے حوالے کر دینا ہوگا حمل
کو چھپائے گی تو اوس کا ترکہ کہو دیگی علاوہ اس کے شوہر طلاق کو منسوخ بھی کر سکتا
ہے جس کو زبان شرع مین رجوع کہتے ہین - پس بعد طلاق کے دوسرا نکاح کرنے کے (رجعی)
لئے تین حیض کی مدت رکھی گئی ہے کہ بعد اتنے حیض آجانے کے خواہ وہ شوہر اوس
عورت کو پھر اپنی جورو بنائے یا بالکل چھوڑ دے اور اسقدر مدت گزر جانے کے بعد
وہ عورت غیر سے نکاح کر لینے کی مجاز و مختار ہوتی ہے اور اگر عورت ایسی ہے کہ اوس
سے حاملہ ہونیکا گمان ہی نہین ہو سکتا یعنے پیری کے باعث اوس کے ایام بند ہو گئے
یا کم سنی کے وجہہ سے ابہی شروع نہین ہوے ہین تو بہی تین مہینے کی عدت رکھی گئی ہے
جس سے ظاہر ہے کہ اتنا عرصہ مصالحت باہمی کے لئے رکھا گیا ہے الحق جب ایک
عورت ہر بار ایام سے پاک ہونے کے بعد نہا دہو کر سامہنے پہرے خاصکر وہ ایسی ہو کہ
ایک عرصہ تک محبت مین آچکی اور اس سے بڑھکر ایسی صورت مین کہ اوس کے بطن
سے اسے اولاد بہی ہو گئی ہو تو آدمی ایک بار ضبط کر سکتا ہے دو بار ضبط کر سکتا ہے
تیسرے بار تو سنبہلنا دشوار ہے اور جب تیسرے بار بھی اوس کے جانب مایل نہوا تو
یہہ صاف ثابت ہو گیا کہ اب پہر اوس کا دل نہین ملتا لہذا وہ بالکلیہ جدا ہو جاتی ہے
اور جب تک دوسرے شوہر کو نکرلے پہر سابق کے شوہر کو نہین کر سکتی تاکہ اوسکو
اور دوسرون کو اس حکم سے ایک ننگ و عبرت ہو اور طلاق دینے مین احتیاط کیا کرین
پس اسطرح شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے صورت مین عدت جو مقرر ہے عقلاً اس سے
بڑہکر مصلحت کا حکم نہین ہو سکتا -

فصل دوم گوشہ

فصل دوم گوشہ

جو لوگ اپنی ماں بہنوں اور جورو بیٹیوں کی عفت کے خواہاں اور دل سے ساعی ہین اون سے میرا سوال ہے کہ آیا گوشہ سے بڑہکر بہی کوئی تدبیر اونکی اس سعی کو اطمینان بخش بنانے والی ہے بعضوں کے ذہن مین ہے کہ فی الحال جو گوشہ ہند مین مروج ہے وہ حکم خدا سے افراط کے بہی درجہ سے بڑہا ہوا ہے یعنے اون کا مطلب یہ ہے کہ جسم سب ڈہک لینے کے بعد کوئی وجہ پردہ کرنیکی نہین نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی لباس پورا ساتر ہے اور وہی کافی پردہ ہے اوس کے بعد گہروں مین عورتوں کا مقید کر رکہنا اور گلی کوچون مین پہرنے سے روکنا بگہیون اور ڈولیون کا گہٹا ٹوپ یا اونکی کہڑکیان بند کرنا اور غیر مردون سے ملنے سے روکنا بے وجہ بہی ہے اور زاید از حکم خدا بہی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ حکم خدا صرف یہ ہے کہ نہ ظاہر کرین بناؤ اپنا مگر اوتنا جو ظاہر ہے اوسمین سے اور چاہیے کہ ڈالین اوڑہنیان اپنے گریبانون پر سورہ نور رکوع ۶ اور بقول اون کے عرب کا دستور بہی اسی پابندی پر رہا ہے چنانچہ ابتک وہان مقنعہ اور برقع کے ساتھ اونٹون اور گدہون پر سوار ہوکر نکلتے ہین اور سر بازار پہرتے پہر کیا وجہ ہے کہ ہند مین اوسکے خلاف اتنا گاڑہا گوشہ کیا جائے پس اس کے میرے پاس دو جواب ہین پہلا قرآن مجید سے دوسرا رسم و رواج عرب و ہند سے پہلا یہ ہے کہ قرآن شریف مین صرف اوتنا ہی نہین ہے جتنے ہم استدلال کرتے ہین بلکہ یہ احکام متعدد جاہون پر واقع ہوئے ہین دو مقامون پر تو سورہ نور ہی مین حکم ہے مگر معترضین کامل آیتین لیکر استدلال نہین کرتے چنانچہ سورہ نور رکوع ۶ مین فرماتا ہے۔ اے ایمان والو نہ جاؤ

غیر کے گہر دون مین جب تک حکم نہ لو اور اس کے شان نزول سے یہہ ظاہر ہے کہ گوشہ
پردہ کرا کے اندر جانا چاہئے اور یہہ اوسوقت کا حکم ہے کہ ابہی گوشہ واجب
نہین ہوا تہا کیونکہ زمانہ جاہلیت مین پردے کا رواج نہ تہا اور شرفا و نجبا کی عورتین
برابر باہر نکلا کرتی تہین اور یہی رواج ابتدائے اسلام مین بہی چندے رہا اسی پر سے
بعضی لوگ سمجہتے ہین کہ گوشہ اوتنا ہی ہے جتنا ابتدائے اسلام مین تہا۔ پہر
ایک دو آیتون کے بعد فرماتا ہے کہ اے محمد مسلمان مردون سے کہہ اپنے
آنکہون کو ڈہک لین۔ یعنے نہ دیکہین عورتون کو جو نامحرم ہین اور شرمگاہون
کو بچائین اور کہہ مسلمان عورتون سے کہ اپنی آنکہین بند کرین۔ یعنے نامحرم مردون
کو نہ دیکہین اور اپنی شرمگاہون کو بچائین اور نہ ظاہر کرین اپنی آرایش کو جو زیور
اور کپڑون کا رنگ اور حنا و سرمہ وغیرہ سے ہے مگر وہ کہ ظاہر ہو جائے۔ یعنے اتفاقیہ
بوقت کاروبار کے جیسے دامن کا کنارہ وغیرہ اور ڈال لین اپنے مقنعہ یا اوڑہنیان
اپنے گریبانون پر تا سر اور کنپٹی کے بال اور گردن اور گلا اور سینہ سب ڈہک
جائے پہر اس کی بعد کی آیت مین یہہ بتایا ہے کہ آرایش نہ ظاہر کرنے کے حکم مین
کون کون مستثنے ہین پس اوسمین لفظ اَوْ نِسَائِهِنَّ غور کے لایق ہے کہ
اپنے عورتون کے سوائے غیر عورتون یعنے کافرہ کو بہی زینت و مقام زینت کا بتانا
منع ہے اسیطرح ظاہر ہوتا ہے کہ چند خاص ناتون اور چہوٹے بچون وغیرہ کے سوائے
باقی سب سے پردہ کیا یعنی اونکو دیکہہ لینا تک منع ہے اور آرایش کے چہپانے
مین یہانتک اہتمام کا حکم ہے کہ زمین پر بہی پیر مارنا منع کیا گیا ہے کہ کہین اوسکی

آواز نہ باہر جائے اور چھپی آرائش یعنے پازیب وغیرہ کی خبر غیر مرد کو نہ معلوم ہو
اور اوسی سورے کے رکوع ۸ مین ہے کہ تمہارے زرخرید اور نابالغ تین مرتبہ
اجازت لیکر اندر آئین یعنے صبح کے نماز سے پیشتر اور دوپہر کو اور بعد عشا کے
اور جب لڑکے بالغ ہوجائین تو برابر اجازت لیا کرین - یعنے کسیوقت مین
بے گوشہ کہ اسے اندر نہ جائین اور اس کے بعد کی آیت مین ہے کہ گھر مین بیٹھنے
والی وہ عورتین جو نکاح کی امید نہین رکھتین اگر اپنے ثیاب یعنے بالائی کپڑون
کو رکھہ دین تو اون پر کوئی گناہ نہین ہے مگر اوس حال مین کہ وہ اپنی آرائش
کو ظاہر کرنے والیان نہ ہو اور اگر یہہ عورتین بھی طلب عفت کرین تو اون
کے لئے اچھا ہے - یعنے گویا بالائی کپڑے بے اظہار زینت کے گھر مین بیٹھکر
اوتار رکھنا بھی خلاف عفت ہے - آب اخیر پر سورہ احزاب رکوع ۶ مین
یہہ آیت آئی کہ عورتون کو اپنے باپ اور بھائی وغیرہ چند ناتون کی نسبت کوئی
گناہ نہین وجہ یہہ کہ اوپر کی آیتون سے گوشہ فرض ہوگیا تھا اور اوسوقت سے
لوگون نے یہانتک اس کی فرضیت مان لی اور اہتمام کے ساتھہ تعمیل کرنا
شروع کی تھی کہ باپ بھائی وغیرہ سے بھی گاڑھا پردہ کرنے لگ گئے اور پردہ کے
پیچھے سے بات کرنا اختیار کیا تھا لہذا یہہ اجازت دیگئی - آب کوئی یہہ بتائے
کہ اگر حکم سے صرف برقع منظور تھا اور برقع مقنعہ کے ساتھہ بازارون مین
پھرنا یا ایک دوسرے کے گھر جانا یا غیر مردون سے ملاقات کا جواز مقصود
تھا تو آنکھون کو بند رکھنے کا حکم کیون ہوا اور آنکھون کو بند کرنے کے حکم کے ساتھہ
ہی شرم گاہون کو بچانے کا ذکر کس لئے کیا گیا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ

آنکھون کا بند کرنا ہی شرم گاہ کا بچانا ہے اور یہہ کہ آرایش کے ظاہر نہ کرنے مین باپ
بھائی وغیرہ کو کیون مستثنے کیا گیا اس سے راہ چلتے ہوے برقع اوتار کر باپ
بھائی وغیرہ کے سامنے ہونے کی اجازت ہے یا یہہ حکم برقع کا گھر مین رہنے کی حالت پر
دال ہے اور زیور کی آواز لوگون کی کانون مین نہ پڑنے دینے کا جو حکم ہے اگر آرایش
کے ساتھ باہر چادر موزہ کر کے نکلنا اور صرف آرایش ڈہکنا مراد تھا تو کیا ممکن ہے
کہ قدم کے ساتھ گو کتنا ہی آہستہ ہو زیور کی آواز نہ نکلے صاف بات یہہ ہے کہ یہہ سب
حکم گھر مین بیٹھنے کے وقت سے متعلق ہین الا یہہ کہ ایسا نہ ہو کہ گھر مین بیٹھے ہوے
حالت مین کوئی آجائے لہذا مقنعہ و برقع کے ساتھ گھر مین رہنے کا حکم ہے کیونکہ اُس
وقت ابہی گوشہ کا حکم ایسا مشہور نہین ہو گیا تھا کہ سب واقف اور پابند ہو جاتے اور قبل
از اسلام کے گوشہ نہ تھا اور بے پردہ عورتین عام طور پر گشت کراتی تہین جن کے قصے تاریخ
مین دیکھکر عبرت آتی ہے بلکہ اس پر معززین تک فخر کرتے تھے لہذا احتمال تھا کہ مثل
عادت مروجہ ملک کے کوئی گھس آئے اور یہہ بے خبر ہون چنانچہ اسی کی تائید کرتا ہے
وہ حکم جو پیرزالون کے نسبت ہے کہ اگر وہ گھر کے اندر اپنے بالائی کپڑے اوتار بیٹھین
تو کوئی گناہ نہین ہے اور زیادہ تر اس وجہ سے ہی کہ یہہ کپڑے اوتارنا اس شرط سے
جایز رکہا ہے کہ وہ اپنی زینت کو ظاہر کرنے کا ارادہ اس کپڑے اوتارنے سے نہ
رکھین پس گھر مین رہ کر زینت کا چھپانا جدا فرض کیا ہے اور باہر نکلنے سے علیحدہ منع
آئی ہے جو آنکھون کو بند کرنے سے پائی جاتی ہے ورنہ گھر کے اندر زینت کو چھپانے
کا حکم جداگانہ کی کوئی وجہ نہ تہی نہ اس سے کوئی مطلب نکلتا ہے کیا یون نہی ہو سکتا
ہے کہ باہر نکلنا تو بے کسی قید کے جایز رکہا جائے اور گھر مین بیٹھنے پر زینت دار ایا

کے پوشیدہ کرنیکا حکم ہوا ور کیا باہر نکلنے پر آنکھین بند کر کے چلنا یا کسی کو نہ دیکھنا ممکن ہے ۔
ان سب پر طرہ یہہ ہے کہ بوڑھیون کے اس کپڑے اوتارنے کو بھی عفت سے دور یعنے
بے احتیاطی پر محمول رکہا ہے جو فرمایا کہ اگر طلب عفت کرین اور یہہ بالائی پوشش یہہ لوگ
بھی گھر مین تک نہ اوتارین تو بھتر ہے غرض اوسوقت کے لوگون نے بھی جو احکام خدا
کے معنے زیادہ تر سمجھے اور اونہین سمجھائے جاتے تھے یہی معنی ان احکام کے سمجھے تھے
جو ہم سمجھے ہین ورنہ اس حد تک پردہ نکرتے جو باپ بھائی تک سے گوشہ ہو جاتا اور وہ آیت
سورت احزاب کی او ترتی جو ہم اوپر لکھہ آئے ہین کہ عورتون کو اون کے باپ اور بھائی
وغیرہ کے بارے مین کوئی گناہ نہین ہے ۔ اب میرا دوسرا جواب یعنے رسم و رواج
عرب و ہند کی انسبت یہہ ہے کہ عرب مین نکاح اور دو ثانی اس آسانی و کثرت سے
مروج ہے اور وہ لوگ متعدد عورتون کے کرنے اور طلاق دینے کے ایسے عادی ہین کہ جب
چاہا اور جس عورت کو چاہا نکاح ممکن ہے صرف عورت کی مرضی شرط ہے پھر بھی جزوی ہے
کوئی رسوم و اخراجات کی ضرورت بھی نہین پس جب وہان کی یہہ صورتین ہین اور جب
عموماً یہہ بات ممکن ہی نہین کہ مرد کا دل عورت پر آئے اور بے رضامندی عورت کے وہ
اوس سے زنا کر سکے اور عورت زنا کو اوسوقت راضی ہوتی ہے کہ نکاح کرنا دشوار ہو تو
پھر اگر عرب کا پردہ بفرض محال ویسا ہو بھی جیسا مدعیون کا دعوے ہو تو اوس مین حرج ہی کیا تھا
لیکن باوجود اس کے بھی عرب کا یہہ طریقہ نہین ہے کہ ہر عورت کو مرد دیکھہ سکے یا ہر عورت
منھہ اوٹھائے باہر نکلتی ہو یہہ برقع و مقنع صرف اون غریب عورتون کے لئے ہے جاہل
بیبان کی ماماؤن کے سر بازار نکلنے پر مجبور ہین ۔ بی بیان اشد ضرورت پر بڑے احتیاط
کے ساتھہ اپنے محرمون کو ہمراہ لیکر شب کے اندھیرے مین کعبے کے طواف وغیرہ کو جایا

کرتی ہین - وہ بہی اسلیئے کہ ابتدائے اسلام مین وہان ڈولی اور بگھی نہ تھی نہ ابتک وہان
کے راستون وغیرہ کے لحاظ سے اس کا رواج ہے - مگر اس پر بھی ذی استطاعتو نکے
کے لیئے شندف ومحمل برابر جاری ہین جو یہان کے مہمل سواریون سے کہین پردہ دار
ہین - اَب رہی عادت ہندیہان اس قدر بھی عورتون کے واسطے رعایت روا رکھنی
جو عرب مین ہے ہرگز مناسب نہین یہان ایک مسلمان ہی نہین رہتے بلکہ غیر قوم زیادہ
ہے جو سب کی سب بے پردہ ہین اور مسلمان عورتون مین بھی بہت کم ہین جو پردہ
کرتی ہین - خاصکر دیہات مین اور شہرون مین بھی اکثر کرکے عورتین ہم قومون کے
سامنے ہونے ا رواج ہے اور جو پورا پردہ کرتی بہی ہین وہ صرف غیرون سے چہپتی ہین نا
محرم قرابتیون کے روبرو کوئی گوشہ نہین پس جن خاندانون مین جس نسبت سے گوشہ کم
ہے اوسی نسبت سے فحش زیادہ ہے اور بے پردے علانیہ فحش کرانے والیان گلی کوچہ
دو کان لگائے لاکہون ہی ہین اور یہہ غلط ہے کہ مرد حسن پرست ہین اور خود حسن کیا
کیا چیز اب تک تو اوس کی تعریف محدود نہین ہوی نہ آیندہ ہونیکی امید ہے اور
شاعرون کی مقرر کی ہوی صورت تو عنقا سے ہی کم ہے یہان ہمارا روی سخن شاعرون
کے اون مبالغون اور استعارون کی طرف نہین ہے جس کے مطابق اگر تصویر کہینچی جائے
تو شیطان سے زیادہ بدشکل ہو بلکہ اوس مسلمہ سراپا سے بحث ہے جسے حسن کا ملہ کہتے
ہین - پس جتنی خوبیان حسن کامل کے لئے درکار ہین وہ ایک دم کسی مین جمع ہونا نا
ممکن ہے - ہان کسی مین زیادہ پائی جاتی ہین کسی مین کم بااین ہمہ کسی مرد کے روبرو جو
حسن پرستی کا مدعی ہے دو چار ایسی عورتون کی تصویرین رکہہ دی جائین جو کامل
الحسن ہین تو وہ کبھی نہ کہہ سکیگا کہ اسمین سے کونسی اوس کے مرغوب ہے بلکہ سب کو

چاہیگا کہ اپنی ہوجائین - اب وہی حسن پرست ادعائی اگر دیکھ لے کہ ایک عورت مین صرف
حسن ہے ناز نہین دوسری مین ناز ہے ملاحت نہین تیسری مین شوخی ہے چوتھی مین
اپنے کو سجی بنی رکھنے کا سلیقہ اور ہنر ہے اور پانچوین مین علم وغیرہ اور علی ہذالقیاس
تو بغیر استثنے سب کو پسند کریگا اور باری باری سے اونہین اپنے بنا لینے کی درپے
ہوگا - یہہ امر مسلمہ ہے کہ جب تک عورت کو مرد دیکھ نہ لے کبھی اوس کے درپے ہو نہین
سکتا اور اگر اتفاقاً حسن وغیرہ کی تعریف سن بھی لے تو اوس کے دل مین ایک بار اوس کے
ہاتھ کرنیکا شوق تو ہوگا مگر وہ اوس کے درپے نہ ہوگا خصوصاً جب بیچاری عورت نے
اوسکو دیکھا ہی نہ ہو اور آنکھین چار ہی نہ کی ہون اور چونکہ اسطرح کی تعریف ہی عورتون
ہی سے پہونچتی ہے اور وہ ہی ایسی عورتین جو اوباش ہوا کرتی ہین اور اس قسم کی عورتون
سے ہی پردہ کرنا واجب ہوا جیسا اَوْ نِسَآئِهِنَّ کی تصریح مین اوپر گزرا - اوپر کے
بیان سے معلوم ہوگیا کہ ہند مین پردہ دار عورتین بہت کم ہین اور یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرد
نرے حسن پرست نہین بلکہ مختلف صفتون کو علیحدہ علیحدہ پسند کرتے ہین اور یہہ بھی ثبوت
دیا گیا کہ بے گوشہ عورتون کو دیکھنے سے مرد اون کا راغب اور درپے ہوتا لیس یہی بات
عورتون کی نسبت بھی ہے کہ وہ بھی مردونکو دیکھکر پسند اور خواہش کرتی ہین اسطرح عموماً ہند کے
مرد نظر باز ہوتے ہین اور چونکہ اور قومون سے ان کو نکاح کرنا ممکن نہین لہذا ہزار تدبیر کے
ساتھہ زنا کرنے پر مجبور ہوتے اور زنا کے عادی رہتے ہین مرد جب کوشش کے درپے
ہوا اور عورت ایسی آزاد تو کیا ممکن ہے کہ وہ بچ سکے گو ابتدا مین اوس کی مرضی نہ ہو
لیکن بے پردگی کیا کچھ مواقع نہین دیتی اس کے ساتھہ یہہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے
کہ مرد کو زنا کی جرات عورت ہی دلاتی ہے اور جب تک عورت کے مزاج کا میلان نہ دیکھے

کبھی مرد پیش قدمی کی جرأت نہین کرتا اور یہہ میلان کچھہ الفاظ و اشارات ہی پر موقوف
نہین ایک عجیب ادا سے مرد پر ظاہر ہوجاتا ہے یہہ ایک رمز جادہ پوشیدہ ہے جس کا
بیان قلمبند ہونا ممکن نہین اسلیئے زنا اور اسطرح کے اور خباثت ہین خدائے تعالی نے
عورت کا ذکر مرد پر مقدم رکہا ہے جو فرمایا ہے اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِيْ اور اَلْخَبِیْثَاتُ
لِلْخَبِیْثِیْنَ برخلاف اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ کے علاوہ اس کے ہندو قومین نکاح
ثانی کو جایز نہین رکہتین پس جن عورتون کو خاوند نہ ہون اور وہ خاوند کا مزا اوٹھا
چکی ہون ایسی عورتین بے پردہ مردون کو دیکہکر بتایئے کہ کیا نکرینگی اور کیا نہ ہونگی اور
یہہ خانہ نشین عورتین خانگیان ہوجائین تو ایسون کی صحبت مین دوسری بہو بیٹیان کیا نہ
بنینگی انگریز عورتون کی نسبت ناولز دیکہئے کہ وہان کیا ہوا کرتا ہے اگرچہ یہہ سچ ہے کہ ناولز
جہوٹے قصے ہین لیکن اون مین نام جہوٹے ہوا کرتے ہین واقعات تو آدمی وہی لکھتا ہے جو وقوع
ہوتے اور تجربہ مین آتے ہین یہہ شاعرانہ خیالات نہین ہین جو ذرہ کو آفتاب بنا دین تخمیس
مین زن و مرد ہم جلسہ ہونا اور کوئی نئی آتش کا پرکالہ آجائے تو معزز و مہذب اکابر
قوم تک اپنے آپر اکلاس کو سیدہے کرکر علانیہ اوس کے جانب خاص توجہ کے ساتھ گھورنے
لگتا اور حسینہ اور اوس کے لوگون کا اوسکو فخر کی نگاہ سے دیکہنا ایک عزت ہے جو بیگوشگی
سے حاصل ہوتی ہے مردون اور عورتون کا مجلسون اور محفلون مین ایک جا ہونا کام کی احتیاج
یا مصلحتون مین رائے زنی کی ضرورت سے نہین ہوتا بلکہ ان صحبتون کا خاص منشا حسن و جمال
کا اظہار اور آراستگی و شوخی پر تحسین و آفرین کا حاصل کرنا ہے اس کی تعلیم کے لیئے مثل
تعلیم اخلاق کے کتابین مدون ہوتے ہین چنانچہ کتب خانہ وارڈ لاک اندکو واقع لندن کی
مطبوعہ کتاب موسوم بہ دی ٹایلٹ سے جو ۱۸۹۰ء مین چہپی ہے اقتباس کرکے تین چار

فقرے یہان لکہتا ہون اس مین زیب وزینت کی جو ترغیب ہے اوس سے قطع نظر کرتا ہون
کیونکہ اوس تمام کو لکہنا کتاب کو طول کرنا ہے - چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۹ مین لکہتا ہے
کتنی ایک نامرغوب چہوٹی کلیان خوشنما پہول کی صورت شگفتہ ہو سکتی ہین اگر بعض وہ
کرشمے اپنی دلربائیون کے ظاہر کرین جو ہر عورت کو حاصل ہین اگرچہ بعض جہجک اور
شرم کے مارے یا نقص تعلیم و تربیت سے اون پر پردہ ڈالتی اور اپ چہپاتی ہین گویا
وہ جرم ہین صفحہ ۱۰ - یہان جو کچہہ ہمین بتانا ہے یہہ ہے کہ اپنے آپ کو اون لوگون
کی نگاہ مین جن کی رائے ہم زیادہ قیمتی سمجہتے ہین مرغوب و طرحدار بنانیکا بہترین
طریقہ کیا ہے صفحہ ۳۳ - گول سفید اور مصفا شانے جن سے ڈنڈے کے قریب
شکن نمایان ہون تصویری حسن عورت کے اس خاص عضو کا ہے - شانون کا گردن
سے خفیف سا خم کہاتے ہوے جہکنا ضرور ہے مگر زاویہ حادہ گردن کے ساتھہ
نہ پیدا کرین - پوست کا لطف شانون اور ڈنڈے پر مکمل دکہائی دیتا ہے مگر اوس وقت
جب وہ بے پوشش کے کہلے دکہائے جائین جسطرح سے پہری لباس مین ہوتا ہے
مصنف (اس لباس سے شانون ہی کی نہین بلکہ گات اور جوبن کی بہی شفافی فخریہ دکہائی
جاتی ہے) اسلئے یہی مقام ہے جہان پوست اکثر بچایا جاتا ہے اس لحاظ سے کہ چہرے
اور گردن کی حفاظت بیشتر ناممکن ہے میاڈم ہیکامیر کے مواقع حسن کے اہم مقامون
مین سے ایک اوس کے براق شانے تہے صفحہ ۳۷ خوبصورت بانہین سلاح خانہ حسن کا
ایک زوردار ہتیار ہے ہماری ملکہ کے شباب مین یہہ بات زبان زد تہی کہ اون کے بانہون
کا خم شانے سے پونچے تک بجائے خود کمال مجسم تہا اور اونکی خوش ادا وضعداری
جو مشہور عام ہے اوسمین بانہون کا سڈول پن ایک خاص حصہ رکہتا ہے پس یون جو

روابط اور صحبتین نامحرمون سے ہوتی ہین اور حسن بناؤ اور سنگار سے ان کی شوخی و زینت
وغیرہ دلفریبون کا اظہار مردون پر ہوتا ہے اوس کا اثر مردون پر اور اون سے متعدی
ہوکر خود عورتون پر جو کچھ نتیجہ لاتا ہے بیان کرنیکی حاجت نہین رکھتا یہہ بات ظاہر ہے کہ
جسم کا چھو لینا ہی ایک برقی اثر ہے جو ایک سے دوسرے کو پہنچتا ہے اور ترغیب و تحریص خواہ
جلد یا دیر مین کبھی بے اپنا کام کیے ہوے نہین رہتی گو عورت عصمت والی ہو مگر اوسے مرد کی صحبت
زہر کا کام کرتی ہے خاصکر جب مرد عموماً پاکدامنی سے دور ہون اور عورت سے تنہائی مین ملا
کرین مرد کا دل آنے کے بعد عورت کا بچنا محال ہوتا ہے چنانچہ ہم ایک قصہ تمثیلاً لکھتے ہین ایک
میم پر ایک صاحب بہادر مرتے تھے لیکن میم تھی عاصمہ اور صاحب کی کوشش بے سود ہوئی ناچار
انہون نے یہہ چال نکالی کہ ظاہرا میم صاحبہ کا خیال چھوڑ دیا اور غیر پر عاشق بنے اور اپنے
چال چلن سے اوس عاصمہ کو مطمئن کر دیا کہ اب وہ اوس کے درپئے نہین بلکہ کارہ وکنارہ
کش ہین ایک مدت کے بعد صاحب نے اوس عاصمہ سے تذکرۃً یہہ کہا کہ تم جو اپنے شوہر
پر عاشق ہین وہ تو فلان عورت سے ایک ہوٹل مین ملا کرتا ہے اگر تم چاہو تو ہم اوسے
پکڑ دین - یہہ بیچاری جس نے سواے اپنے شوہر کے کسیکا رخ تک نہ کیا تھا چال کیا جانے
پس ہوٹل کو جاکر اپنے مجرم شوہر کی چوری پکڑنے پر فوراً راضی ہوگئی - ہوٹل والی تھی کہ ملی
اوس سے صاحب نے اپنا نام وہ بتا دیا جو اس عاصمہ کے شوہر کا تھا اور عاصمہ کا نام وہ
ظاہر کیا جو فرضی میم کا تھا اور کہہ دیا کہ فلان میم آئی تو میرا حجرہ بتا دینا اور آپ حجرے مین
بیٹھ رہے - اسطرح میم صاحبہ اپنی ہی رضامندی اور اپنا ہی پیرون سے اوس حجرے
مین گئین جو عمداً اندھیرا کیا گیا تھا اور اپنے ہی شوہر کے یقین پر بہت ہی دل کہول کر عاشق دغا
باز سے ملین اور بعد فراغت ملامت کرنے لگین کہ تم مجھے چھوڑ کر دوسری عورت سے

اسطرح شہوت وشوق کے ساتھ ملتے ہو کہ ایسا محبہ سے کبھی نہین ملتے اس پر صاحب نے ایک سو کہا قہقہہ لگایا اور میم صاحبہ شرمندہ ہوئین لیکن اب کیا ہوتا تھا آپ بتائیے کہ کیا یہہ بات گوشہ والیون سے ہوسکتی ہے آپ جو اتنی بڑے یقینی مضار و فسادات کے مقابلہ مین یہہ عذر کیا جاتا ہے کہ اسمین عورتون کی بے اعتباری اور تمہاری بدگمانی اور انکو چلنے پھرنے ہوا خوری سیر و تماشہ سے روکنا ہے جو باعث تکلیف ہے خود عقل سلیم اس کا فیصلہ کرسکتی ہے کہ یہہ کہانتک درست ہے - گرجا بھی ایک مقام تماشہ بینی کا تصور کیا گیا ہے اکثر اوباشون کو کہتے سنا کہ ہم وہان نماز کے لئے نہین جاتے بلکہ رنڈیان گھورنے جاتے ہین فی الحقیقت وہان جو آرام کا سامان ہے نماز کے لئے نہین ہوسکتا اور نماز پڑھتے ہی کیا ہین صرف وعظ و بیان سنتے ہین ہان اگر نماز اوس صورت سے ہی ہوتی جو ہماری نماز ہے تو خیر کچھہ دیر کو نظر بازی رکی ہی رہتی - یہہ جو کہتے ہین کہ عورت اور مرد آپس مین ایک دوسرے کو دیکھکر اور پسند کرکے اپنی رضا و خوشی سے شادی کرنا ضرور ہے اور یہہ بات پردہ سے ممکن نہین ہوتی اسواسطے ایسی شادیان کرنیوالون مین باہمی اتفاق کم رہا کرتا ہے - بالکل غلط ہے مین تسلیم کرتا ہون کہ ہمارے شادیان دلہن کی رضامندی سے بے دیکھے بھالے اور بغیر صاف صاف الفاظ زبان سے کہوائے کے ہوتی ہین اور اتفاقاً ناچاقی بھی ہوجاتی ہے اگرچہ وہ ناچاقی اوسی گھر مین ہوتی ہے جس کا صاحب خانہ اوباش اور تماش بین ہوا کرتا ہے لیکن یہہ نہین سمجھہ مین آتا کہ جب بی بی کو دیکھہ بھال نہ ہونے کے وجہہ سے خاوند نے ناپسند کیا تو اس کے بعد خوب دیکھہ بھال کر اور خود پسند کرکے جو دوسری عورت کو گھر ڈال لیتا ہے اوس پر کیون نہین قانع ہوتا اور اگر تیسرے کو گوان دونون سے

خوبصورت نہو دیکھہ لیتا ہے تو کیون رال ٹپکنے کی پڑتی اور اپنے سے باہر ہوجاتا اور
ہزار حیلے کرکے اوس کو تصرف مین لاتا ہے بہر حال مین یہہ کہتا ہون کہ مرقالع نہین
ہے اوس کے اس عیب کا سبب پردہ داری نونان ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اگر
گوشہ نہو تو یہہ نا اتفاقیان جواب خاوند اور بی بیون مین بوجہ گوشہ کے سمجھی جاتی ہین
ہزار چند بڑھہ جاوینگے - اگر پیر دون ہی پر نظر کیجئے کہ چونکہ اون کے ہان گوشہ نہین اور طلاق
کا اختیار مرد کو نہین اور ایک عورت سے بڑھکر کو نہین سکتے تو از بس کہ عام محکمہ جات
مین عورت کی زناکاری کا ثبوت ممکن نہین ناچار ہزار بے اعتدالیان دیکھکر اونہین
خاموش رہنا پڑتا ہے یا عورت کو دشمن کرلو تو دونون زنا مین مبتلا ہوتے مین -
اور یہہ بہی عجب ہے کہ باوجودیکہ دیکھہ بہال کر ان کے شادیان ہوتے ہین پہر زنا کیون
ہوتا ہے اور آئے دن مقدمے کیون دایر ہوتے رہتے ہین - ہمارے ہان تو کوئی ایسا
مقدمہ دایر نہین ہوتا اور طلاق بہی اتنے شاذونادر ہے کہ ایک عیب سمجہا جاتا ہے
اور حدیث مین بہی ہے کہ جایز چیزون مین سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے اور طلاق
دینے کو بہی بہت سے شرطین باریکی کے ساتھہ رکہی گئے ہین تا اسمین نفسانیت کا
شائبہ تک نہو -

فصل سوم اکل حیوانات

یہہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ خود نیچر یعنے قانون قدرت ہی ہمکو اس کا کامل ثبوت دیتا ہے
کیا معنے کہ دنیا مین جتنی زمرہ خلقت ہے اوسمین سوائے چند معدود آدمیون کے باقی
سب گوشت کہاتے ہین پانی کی جتنے جانور ہین ایک دوسرے کو کہاتے ہین جتنے حشرات الارض ہین
گوشت کہاتے ہین پرندون مین سے بعض شکار کرتے ہین باقی تڈے مکڑیان اور

کیڑے پکڑ پکڑ کر کہاتے ہین ہان چوپایون مین دو قسم کے جانور ہین ایک وہ جو درند کہلاتے
ہین دوسرے چرند پس درند تو سب گوشت کہاتے ہین رہے چرند البتہ گوشت
ان کی خاص غذا نہین ہے لیکن غور سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بہی گوشت سے انکار
نہین وہ نہین کہاتے صرف اسلئے ہین کہ ان کے دانت اوسطرح کے نہین ہین جو گوشت
کو چبا سکین مگر جب اونہین بچہ پیدا ہوتا ہے تو برابر اوس کا آنول کہا جاتے ہین اور
خون وغیرہ حیوانی مادہ چاٹ جاتے اس مین دو مصلحتین پائے جاتے ہین ایک
یہہ کہ بعد بچہ جننے کے جو نقاہت ہوتی ہے اس کے لئے یہہ مخصوص غذا ہے دوم یہہ کہ
زچگی کے بعد رحم سکڑ کر شکم کی آلایش کا نکلنا نہایت ضرور ہے اور اس کے لئے گرم
چیز کہلائی جاتی ہے پس یہہ حیوانی غذا بہترین چیز ہے ایسے وقت مین خصوصاً
حیوانون کے لئے کیونکہ عورت کے واسطے یہہ ضرورت سے زیادہ قوی ہے لہذا
مضر ہوتی ہے اسطرح ایک جانور دوسرے کو کہانا حیوانی بیرحمی نہین ہے کیونکہ یہی اونکی
غذا ہے چنانچہ ان کے منہ اور دانت اور جبڑے اور کلہیڑے وغیرہ ایسے مخلوق
ہوے ہین کہ ان کے لئے سوائے حیوانات کے کم ہی کوئی غذا ہے جو کام آسکے
اور بیرحمی اوس جانور کا مارنا ہے جو غذا نہین اور جس سے ایذا نہین پس لامحالہ اس
مین کوئی بڑی ہی مصلحت ہونا پایا گیا اور مصلحتین دو ہین ایک یہہ کہ ایک دوسرے
کو کہا جانے سے وہ کثرت ان کی نہ ہوگی جو دنیا کی سب قابل خورش چیز ہضم کر جاکر
دوسرونکو کیا معنی بلکہ خود اپنے ہی کو بہوکا مارتا ہے دوم یہہ کہ اگر یہہ ایک دوسرے
کی غذا نہ بنتے اور اپنی ہی موت مرتے تو روزانہ تمام خشکی اور تری مین مردہ جانور
بہرے ہوتے اور بعد مرنے کے بہی انہین کہانیوالا کوئی نہ ہوتا پس بعض تو مرنے

ہی سکے اور زاور بعض دوسرے تیسرے پہول اور سڑ کر عفونت کرنے لگتے اور انہیں
کوئی دوا بنے گاڑنے والا نہ ہوتا اور اگر ہوتا بہی تو کوئی کہا تک صفائی کرتا یہ امکان
سے باہر تھا پس دنیا ایک عفونت گاہ اور پاخانہ اور امراض کا گھر ہوتی اور بس
آرام وصحت ایک طرف کوئی اوس مین زندہ بہی نہ رہ سکتا پس ضرورت اسی کی
مقتضی ٹھری کہ جملہ انسان اور اکثر حیوان گوشت خوار ہون پس نیچر یہ روز یہی کررہا ہے،
اور انسان کو برخلاف چند چوپایون کے اسطرح کے دانت بہی دیئے گئے ہین جو
گوشت چبانے کے لئے ہوتے ہین پس بعض انسان وہ بہی نہایت قلیل مقدار جو اس سے
پرہیز کرتے ہین وہ کوئی عقلی دلیل نہین بتا سکتے اور جب عاجز ہوتے ہین تو یہہ کہتے ہین
کہ یہہ بیرحمی ہے اور ہم اس کا جواب اوپر دے آئے ہین - غور کرنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہی جانور زیادہ پیدا ہوتے ہین جو زیادہ غذا بنتے ہین اور ان کی کثرت
تخلیق کے غرض سے ایک نر کے لئے ایک مادہ نہین مقرر کیگئی - بلکہ بے تعداد مادائن
سے ایک نر اولاد پیدا کرتا ہے - جیسا تعدد ازواج کے بیان مین گزرا - پس اس
حکمت سے جو جانور زیادہ خلق ہوتے ہین اونکو تکلف کے ساتھہ بچانے کی فکر
بے عقلی ہے اور جیسا ہم ایک جانور کہانے کے غرض سے مارتے ہین تو اوس سے
تین فائدے ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ اوس کے مرنے سے وہ غذا دوسرون کے
لئے بچ جاتی ہے جو وہ زندہ ہوتا تو کہا جاتا دوم یہہ کہ ہم اس کو کہانے سے ہمارے
غذا کا وہ حصہ بچ جاتا ہے جو اس کے بغیر ہم کہا جاتے اور وہ بچا ہوا حصہ دوسرون
کے کام آتا ہے سوم یہہ کہ ہمارا پس خوردہ و پس ماندہ دوسرے حیوان کہا کر ایک حصے
دوسرے غذا کا اورون کے لیے بچاتے ہین اور اسطرح غلیظی اور عفونت و وبا سے بچ

سرطسفی ہوتی ہے غرض یہہ مسئلہ ایسا مسلم الثبوت ہے کہ اس کو طول دینا غیر ضروری ہے
اب ایک سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب حیوانی غذا کہانے کے لایق ہے اور نیچر کے
مسئلے پر سب حیوان دوسری حیوانون کو بلا استثنا کہاتے ہین توان ن کے لیے قید
کیون - وہ بہی سب جانور بلا استثنا کہایا کرے ایک حرام ایک حلال نہو اس کا جواب
یہہ ہے کہ انسان اور حیوان کے معدون اور امزجون مین بہت بڑا فرق ہے حیوان
کچی اور ثقیل غذا کہاتے اور ہضم کرتے ہین اور انسان ایسا نہین کرسکتے مگر اس پر بہی
ہر حیوان کی غذا جدا ہے چنانچہ عموماً شیر گوشت کہاتا ہے اور لانڈ گا بھیڑیا
آنتین کہاتا ہے کتا ہڈی کہاتا ہے - اور کولا چمڑا کہاتا ہے پہر بال کہانے کو کیڑے
علیحدہ ہین اس کے سوا گوشت خوار یعنے درندے درندون کو نہین کہاتے وجہہ
یہہ کہ اون کا گوشت گوشت کہانے کے وجہہ سے ثقیل اور گرم ہوتا ہے پس جب یہہ ہے
تو انسان کے لیے بہی جو نازک مزاج اور نرم معدے والا بلا استثنا گوشت کہانا
روا نہین رکہا جاسکتا اور یہہ مصلحتی قاعدہ کلیہ کہ کونسا گوشت کہایا جائے اور کونسا
نہین انسان کی محدود عقل اور سمجہہ سے سننے کے لایق نہ تہا نہ نام نام کی فہرست
بنائے جانی ممکن تہی لہذا اوس کے لیے حکیم مطلق نے حکمت کے ساتھہ حدود مقرر
کردئے - چنانچہ پہلے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ شکاری جانور خواہ چوپایون یا پرند
ایک لخت حرام ہین کیونکہ اون کا گوشت خود وہ ہضم نہین کرسکتے تو انسان کی کیا
مجال تہی جو ہضم کرسکتا اور غیر شکاری پرندے اور مچہلی چون کہ ان کا گوشت سریع الہضم
ہے بلا استثنا حلال ہوئے اور کل حشرات الارض کے بطی الہضم کریہ المنظر اور
بدبو ہوتے ہین حرام کردئے گئے کیونکہ ہضم کے لیے معدے وغیرہ اندرونی

قوتون کے علاوہ بیرونی امداد بھی جو متعلق جسم انسانی ہے لازم ہے اور اس امداد کے لئے
تین آلات دئیے گئے ہین یعنے آنکھ ناک اور زبان پس جو چیز خوشرنگ و خوبصورت اور خوشبو
اور خوش مزہ نہ ہو کم ہضم ہوتی ہے اب رہے چرند ان مین بعض حرام اور بعض حلال کئے گئے اور اون کے
لئے یہہ حدود مقرر کئے گئے کہ وہ جانور حلال ہین جن کے سُم ہون اور جن کے پنجے یا اونگلیان اور
ناخن نہ ہون دوم وہ جانور حرام ہین جن کے کچلیان ہون پس ان دو قیدون سے ایک ایسا بڑا
کلیہ بن گیا کہ اگر کوئی حکیم کوئی کلیہ ان دو شرطون کے سوا دوسری شرطون کے ساتھ اتنی بڑی خلقت
مین مقرر کرتا تو کبھی ممکن نہ تھا کہ ایسا جامع و مانع حکم بغیر استثنا کے بن سکے پس اس حکم پر چاہیئے
تھا کہ گدہے اور گھوڑے بھی حلال ہو جاتے مگر سُم سے مراد پھٹے ہوے سُم ہے لہذا وہ بھی
حرام و مکروہ ہو گئے اور اسیطرح جو جانور غلیظ کھاتے ہین اگر ہمیشہ اونکی غذا غلیظ ہوتی
ہے تو وہ حرام اور اگر غلیظ غذا کبھی کبھی شاذ و نادر اور کم مقدار مین کھاتے ہین تو جبتک
وہ غذا مبدل ہو جائے مکروہ ہین - اس سے ثابت ہوا کہ سور کی حرمت دو طور پر ہوئی ہے
ایک اوس کے بے سُم مگر کچلیون والے جانورون کے عام کلئے مین داخل ہونے سے دوم
ہمیشہ اور مدام طور پر غلیظ کھانے سے پس اب یہہ بات معلوم ہونا ضرور ہے کہ ان دو کلیون
کے جمع ہونے سے کیا قباحت اس جانور مین اون جانورون سے زیادہ ہو گئی ہے جو صرف
ایک کلیہ مین آتے ہین اور کیا سبب ہے کہ دوسرے جانورون کے خلاف اس کے نام سے
خاص حرمت قرآن مین آئی ہے - طبی تحقیقات سے یہہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہے کہ سور کے
گوشت مین ایک کیڑا ایسا ہوتا ہے کہ اوبالے سے بھی نہین مرتا پس جب گوشت پکایا اسلئے جاتا ہے
کہ وہ ہضم ہونے کے لائق ہو اور سور کا گوشت اوبالنے پر بھی ایسا بلی اور مضر جسم رہجاتا ہے تو کوئی
شخص انکار نہین کر سکتا کہ یہ نسبت جملہ دوسرے جانورون کے یہہ جانور بڑھکر حرام ہے

اس کے سواے یہہ جانور بیحیا بہی پرلے درجہ کا ہے دوسرے جانور ایک نر کو کسی مادہ سے جفتی
کرتے دیکہتے ہین تو اوسکو اپنی جان کی پروا نکرکے مارتے اور بہگا دیتے ہین مگر یہہ اپنی مادہ کے
پاس دوسرے نر کو لا چہوڑتا اور اگر وہ واپس جاتا ہے تو اوسکو سمجہاتا اور پہر لا کر جفتی کراتا ہے
بس جسطرح جارج سیل لکہتے ہین جسکا ذکر آگے آیگا اس کا گوشت کہانے سے انسان مین بہی وہی بیحیائی کی خاصیت پیدا ہونا
لابد و لازمی ہے باقی اور مضرتین جو اسمین مضمر ہین وہ غور کرنے سے ثابت ہوتی جاینگے اور یہی فرق قابل ہے جس پر جانورون
کے صریح و بطی الہضم اور مفید و مضر ہونے کے درایع کے لحاظ سے طبی علوم مین فہرستین تیار ہوے
ہین حلال جانورون کے کہانیکی مذہبی شرط ذبیحہ ہے جس کے یہہ معنی ہین کہ اون کی گلے کی رگین
کاٹ کر خون سایل خارج کر دیا جائے جس سے گوشت مذکی یعنے پاک ہو جاے اور
اس کے ساتہہ حنجرہ اسواسطے کاٹتے ہین کہ اس کے کاٹنے سے بیشتر جو گلا دبایا جاتا ہے
تا کٹنے کے مقامات صاف نمودار ہون اور اوس عمل سے جو ہوا رکتی ہے حنجرہ کے
کٹنے سے ایک دم نکلتی اور اس سے مرنے مین آسانی بہی ہوتی ہے اور اسطرح زور سے
ہوا نکلنے اور دوبارہ دم لینے کی کوشش سے ششش مین کا خون بہی فوراً دل مین اور
دل کی راہ سے شاہ رگون کے ذریعہ باہر خارج ہو جاتا ہے - اس مین شبہہ نہین کہ
تمام جسم کا خون آسانی سے اور جلد خارج ہونے کے لئے گلے کے دونون بازو کی شریانون
کو کاٹنے سے بہتر کوئی ترکیب نہین ہو سکتی اور ان کو تیز آلہ سے کاٹنا ضرور ہے ورنہ
کند چیز سے کچلنے یا کر یدنے سے شریان کے اوراق اوٹہہ کر ایک دوسرے سے ملنے کو
اینڈہہ اور سکڑ جاتے ہین اور اسطرح خون پورا نکلنے مین دیر ہوتی ہے اور یہہ دیر باقی
خون کے رک کر منجمد ہو جاتے اور اجزاے جسم کو ناپاک بنانے یا شریانے خون کے ورید
مین واپس جانے کا باعث ہوتی جس سے مقصود فوت ہو جاتا ہے اب رہی یہہ بات

که اکثر حصه خون کا بنام خون سایل کیون نکالا جاتا ہے اور جو تہوڑا سا حصه وریدی
عروق شعاریه مین رہ جاتا ہے اوس سے کیون نہین پرہیز کیا جاتا - اس کا جواب
یہہ ہے که ترکیب مذکورہ سے جس قدر خون جسم کا ہے وہ سب کا سب نکل جاتا ہے
اور جو رہ جاتا ہے وہ اس قدر قلیل ہوتا ہے جو کسی حساب مین نہین آتا - قطع نظر اس کے
خون باقیہ بہی دہونے پکانے مین صاف کر دیا جاتا ہے اگر نہ بہی کیا جاتا تو یہہ بات تو ثابت
ہی ہے که وریدی اور شریانی خون کی ترکیب مین بہت بڑا فرق ہے اور شریانی خون
مین جو اجزا ایسے زاید ہین وہی مضر اخلاط ہین اور جن چیزون کا اثر اخلاط پر پڑتا ہے وہ جملہ قوائے
انسانی پر بحد مراتب اثر کرتی ہین چنانچہ جارج سیل ترجمہ قرآن کے دیباچہ مین عربون کے
محامد کا ذکر کر کے اون کے ذمایم کے ذیل مین لکھے ہین که (ان کی کینہ وری کا سبب بعض اطبا
اونٹ کے گوشت کا زیادہ تر استعمال کرنا بتاتے ہین چونکه یہہ غذا بہ نسبت دوسرون کے
جنگلی عرب زیادہ استعمال کرتے ہین لہذا یہہ عیب دوسرون کی نسبت اون مین بڑہکر ہے کیونکہ دوسرے
جانورون سے اونٹ زیادہ ترکینہ جو اور غصیلا ہوتا ہے پس اس سے مختلف گوشتون
کے تفریق کا سبب ظاہر ہے) پس ان وجوہ سے خون سایل ہی حرام ہوا - چونکہ بیان ہم
علم فزیالوجی سے بحث نہین کر رہے ہین لہذا خون کی پوری حقیقت تو نہین لکھ سکتے اتنا بتائے
دیتے ہین که برون صاحب اپنی کتاب ہسٹالوجی اینڈ فزیالوجی مین لکھتے ہین ("که خون کے
خواص مین سے ایک یہہ ہے که کل زاید اشیا جن کے جسم مین رہنے کی ضرورت نہو اپنے مین
حل کر کے اون مقامات اور گلٹیون تک جو اون کے خارج کرنے کے واسطے مقرر ہین پہونچا
دیتا ہے اور اخراج کنندہ گلٹیان خون کے اون اجزا کو جن کی ضرورت نہین یا جو خون مین ضرورت
سے زاید ہو جائین خارج کر دیتی ہین") پس اس سے یہی مستخرج ہوتا ہے که گوشت کہانے

سے پہلے خون نکال دینا چاہئے ورنہ وہ اشیا کہانے مین آجائینگے جن کا خارج ہونا ضرور تھا ہم خون وغیرہ کی ترکیب و مرکبات کا خلاصہ اس کتاب کے ضمیمہ کے طور پر اخیر لگائے دیتے ہین اور رہ وہ جو مشرکین غیر کتاب کے ہاتھ کا ذبیحہ منع ہے عدم اعتبار کے وجہ سے ہے گو وہ ہمارے روبرو ایسا ہی ذبح کرین جیسا ہم کرتے ہین کیونکہ عموم پر حکم دیا جاتا ہے اور جیسا ہم اوپر بیان کر آئے ہین حرام چیزون مین اعتبار رد استثنی خلاف مصلحت ہے - مچھلی اور تڈے کو ذبح کرنیکا حکم نہین ہے اس کی وجہ یہہ کہ ان کو ایسا خون نہین ہوتا جس کو ذبح کرکے نکالا جانا واجبی ہو یا جو ذبح کرنے سے نکل سکے اون کے خون کی ترکیب بہت بسیط ہے حتی کہ ان کا خون ٹھنڈا خون کہلاتا ہے اور یہہ امر کہ خون نجس کیون ہے اور جانور گو غیر مذبوح ہو اوس کا چمڑا بعد دباغت کے پاک ہونے کی وجہ کیا ہے ان دونون کا بیان فصل نجاست مین آئیگا -

مچھلی پر ذبح نہ ہونیکی وجہ

فصل چہارم جہاد

جہاد پر بحث

دنیا کے انتظام مین یہہ ہوتا ہے کہ ایک ملک کا ایک بادشاہ ہوتا ہے باقی لوگ اوس کی رعیت بادشاہ ایسے احکام جاری کرتا ہے جو رعیت کے حق مین مفید اور مصلحت پر مبنی سمجھتا ہے سب رعیت اون احکام کے قبول کرنے اور اوس پر چلنے پر مجبور ہوتی ہے اور اگر احیاناً کوئی انکار یا تعمیل مین قصور کرے تو سزا دیجاتی ہے اور اگر ایک جماعت کثیر اوس کے خلاف ورزی پر کمر باندھے تو بادشاہ اپنی فوج سے اون کی تنبیہ کرتا ہے اور اگر اسطرح کا معاملہ وسیع ہو تو جنگ مین ہوا کرتی ہین تا سرکش اور بیوقوف رعیت راہ راست پر آئے اور عظمت و سلطنت کی اور اوس کے احکام کے ضرورت کی معترف اور مطیع و منقاد ہو اور اس طرح چند شخصون کے قتل و سزا سے عامہ خلایق راہ راست پر آجائین - اور نیز جب ایک

پادشاہ اپنی رعیت پر ظلم کرے اور خلاف مصلحت اور غیر مفید احکام کی عمل آوری پر رعیت
کو پابند کرے جس سے وہ تنگ آجائے تو دوسرا ہمسایہ کا پادشاہ اوس ظالم وبیوقوف
کی سرکوبی کرنا اور فوج کشی سے اوس کو مغلوب بناتا ہے اور اسطرح اندرونی وبیرونی
انتظام کی کارروائی لازمی اور مناسب خیال کی جاتی ہے پس دین کے انتظام مین بھی ایک
پادشاہ ہے جو اپنی رعیت کے لئے احکام مفید و ناگزیر بنا دیتا ہے اوس کا حق ہے کہ
اپنی رعیت سے یہہ چاہئے کہ اوس کے احکام کو قبول کرے اور اوس پر کاربند ہو اور اگر
اوس کے خلاف کرے تو رعیت کو سزا دے جس کو زبان شرع مین حد کہتے ہین اور اگر ایک
جماعت کثیر ان احکام کے درہم برہم کرنے پر آمادہ ہو تو اون سے جنگ کرے جس کا نام جہاد
ہے۔ پس جب اسطرح کی تنبیہ مصلحت پر مبنی ہوی تو چاہیے یہہ تھا کہ مثل دنیاوی بادشاہ کے
مذہب کا بادشاہ بہی کل رعیت کو جو بلا استثنا دنیا بھر مین پہیلی ہوی ہے اسطرح احکام کی تعمیل
مین مجبور کرتا مگر اوس بڑے بادشاہ کی دو طرح کی سلطنتین ہین ایک دنیاوی دوسری
اخروی لہذا اوس کی مصلحت اس کی مقتضی ہوی کہ دنیاوی سلطنت مین ایک عہد تک
اپنی رعیت کو مہلت دی اسواسطے تمشیت امور کے لئے ایسا حکم دیا کہ دنیا مین دو قسم کے
حاکم مقرر ہون ایک وہ جو اوس کے اوتارے ہوے احکام کے مطیع ہون دوسرے
اوس کے خلاف اور ان دونون حاکمون کی رعیت اطاعت گزارون اور نافرمانون پر
مشتمل ہے۔ پس جس ملک کا حاکم یعنے دنیاوی پادشاہ اہل اسلام تہے یہہ نیابت اوس
مذہبی بادشاہ کے وہ اپنے رعیت اہل اسلام کو احکام مذہب کی پابندی پر قایم رکھتا
اگر کوئی اون مین سے فرادا فرادا اس کے خلاف کرین تو انکو حد لگاتا اور اگر ایک قریہ کا
قریہ تعمیل مین قاصر یا مخالف ہو تو اون کو فوج کشی سے تنبیہ کرتا جیسا انگریزی لفظ

سول وار کا مفہوم ہے اور رعایاے غیر اہل اسلام سے شروط مقرر کر لیتا ہے اور اونکو اپنے
حال پر چھوڑ دیتا اور اگر وہ فرادا فرادا عہد کے خلاف کرین یا ایک جماعت کثیر مخالف ہو تو حسب
بیان بالا تنبیہ کرتا جو لازمہ سیاست و تمدن ہے اور جس ملک کا حاکم دنیاوی غیر اہل اسلام ہے
اوس کے رعایا اہل اسلام اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھتی ہے کہ جیسا حاکم اہل اسلام رعیت
غیر مذہب کو آزار دے دیتا ہے یہہ حاکم بھی اپنے امور مذہبی مین دست اندازی نکرے
اور اگر اس کے خلاف ہو تو رعیت کو حق ہے کہ بگڑے مگر اس بگڑنے کو بھی ہمارے اسلام نے
روکا ہے اور ہر شخص کو یہہ اختیار نہین دیا کہ اوس ظالم کو یا کسی اور غیر مذہب والے کو مار ڈالے
یا ستاے بلکہ یہہ حکم دیا ہے کہ جب اسطرح اجزاے امور مذہبی مین تعرض دیکھے تو ہجرت
کر جاے اور جب بالکل ہی غیر مذہب والون کے جانب سے دباؤ اور تکلیف ہونے لگے تو پہلے
تو اپنے قوت کا اندازہ کرے یعنے اگر مسلمانون کی جماعت قوم مخالف سے نصف بھی ہو تو لڑنے
و دم امام یعنے سردار جو کو اس جماعت کی سرپرستی اور ہدایت کر سکے پیدا کرے - پھر مذہبی آزادی کو
حاصل کرنے کے لئے اوس قوم یا حاکم جابر سے لڑ پڑے اسطرح اگر کسی ملک کا حاکم یا قوم
یون مسلمانون کو مجبور کرتا ہوا اور اونکو کوئی تدبیر انتقام لینے یا آزاد ہونے یا بھاگ نکلنے
کی نہ ملے تو حاکم یا اہل اسلام ہمسایہ اسیطور پر اور انھین شروط کے ساتھ اوس حاکم یا قوم
جابر سے سلوک کر سکتے ہین اب بتاے کہ اس مذہبی جنگ یا جہاد مین اور اس دنیاوی جنگ
مین کیا فرق ہے اور کس لئے یہہ مذہبی جنگ قابل اعتراض اور وہ دنیاوی جنگ مصلحت پر
مبنی سمجھی گئی حالانکہ اس کے شروط بہ نسبت اوسکے ایسے عمدہ اور عقلمندی کے رکھے گئے ہین
رہا یہہ کہ جہاد مذہب کی ترقی کے لئے کیا جاتا ہے اور مجبور کر کے مذہب قبلوایا جاتا اور مذہب
اسلام بزور شمشیر جاری ہوا اوس کا جواب یہہ ہے کہ پہلے تو یہہ اعتراض ہی غلط ہے اور

لوگون کا ہے جو مذہب اسلام کے احکام اور تاریخ نہین جانتے دوم اگر ایسا ہوتا بھی تو کوئی قباحت
کی بات نہ تھی کیونکہ یہہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ مذہب اسلام نہایت عمدہ اور ضروری مذہب ہے
اور جو کوئی اصلاح معاد و معاش کے لئے اس کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے اوسکو لازم ہے کہ
دوسرونکو اوس کا پابند کرائے۔ جب مان باپ جن کی محبت مجازی ہے اپنے بچے کی صحت
دنیاوی کے لئے اوس کو کڑوی دوا دیتے ہین اور اوس سے انکار کرتا ہے تو اوسے مارتے ہین
اور جبر کرتے ہین تا وہ پی لے اور صحت پاوے تو بانی مذہب یعنے خدا تعالے جس کی محبت
حقیقی ہے ایک بہت بڑی صحت کے لئے مجبور نکرتا تو ان بیوقوف ماں باپ سے بھی کم وقعت
متصور ہوتا۔ اور چونکہ دنیاوی صحت جسمانی کے لئے بچون کو تھوڑی سزا کافی ہے اور اوسقدر
سزا پر وہ مان بھی جاتے ہین لہذا وہ اوتنا ہی مجبور کئے جاتے ہین اور مذہبی صحت کے واسطے
اس سے بڑھکر مجبور کرنا لازم ہے لہذا حد وغیرہ سے گزر کر جہاد کی ضرورت داعی ہوتی ہے
اب جہاد مین جو بادی النظر مین بڑا ہی جبر معلوم ہوتا ہے دیکھا جاے کہ مثل بچون کے دوا
پی لینے کے کتنی آسان شرطین رکھی گئی ہین اول یہہ کہ مذہب قبول کر لے وہ بھی اتنا کہ لا الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ کہدے تو قتل سے اور غلامی سے بچ جاے دوم یہہ کہ ایک معقول
محصانہ جسکو جزیہ کہتے ہین دیدے تو آزاد ہو سوم یہہ کہ مسلمانون پر جبر سے باز آے تو چھٹی پاوے
بتائے کہان ہین ایسی آسان شرطین سول یا ملٹری وار ہین بس اگر ہم اتنا ہی نکرتے اور اسقدر
بھی ہمارا رعب قایم نہوتا تو ہمارے مخالفین ہمارے سکوت پر بالکل ہی سر چڑھ جاتے
اور ہماری کامل آزادی لے لیتے اور ہم کو خدا کا نام بھی نہ لینے دیتے اور اوس سے بڑا فتور
ہماری حکومت اور ہمارے مذہب مین واقع ہو جاتا خصوصًا ہماری ناتوانی اور اضمحلال
کے زمانے مین جیسا وہ تھا ایک بڑا اعتراض غلام باندی بنانے اور اونکی خرید و فروخت

اور لونڈیون کے ساتھ جماع کرنیکی نسبت ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اون مجبوریون کے سبب سے جنگ
کیگئی جو اوپر مذکور ہوئین اور باوجود اون مجبوریون کے اوس آسان طریقے سے عمل پیرائی
ہوی جس کا ہم ذکر کر آئے ہین اور آزادی کے واسطے ایسی تین آزاد شرطین رکہی گئین جو
فقرہ بالا مین درج ہین اور باوجود ان تمام مسامحتون اور رعایتون کے ہمارے جابر لوگ
اپنے کئے سے باز نہ آئے اور لڑتے ہوے گرفتار ہوے تو کوئی بتائے کہ ان صور تونمین
دنیادی بادشاہ اون کے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ پولٹیکل قیدیون کو جس حالت مین جنگ
کرتے ہوے ملین برابر مار ڈالتے ہین اور اگر سازش جنگ اونکی نسبت ثابت ہو تو وہ
خواہ قتل کئے جاتے یا مادام الحیات قید ہوتے ہین لیکن ہم نے ان مین سے ایک کام بہی نہین
کیا بلکہ صرف اونہین کو گرفتار کیا جو لڑتے ہوے پکڑے گئے اور نیز اونکی عورت بچون کو
پکڑا اور اون سب سے وہ سلوک نہین کیا جو دنیادی بادشاہ کرتے اور جس سلوک کے
باعث یا تو وہ دنیا سے جاتے یا ایسے بیزار ہوتے کہ دنیا سے جانے کو حالت موجودہ پر
ترجیح دیتے بلکہ ہم نے اونکو ایسا قید کیا جو اون کو ناگوار نہ ہونا چاہئے یعنے اونکی عورتون
کو اونہین کے حوالے کیا اونسے پہر شرطین مقرر کین کہ رقم تحریر دین یا کوئی خدمت ادا
کرین تو چہوٹ جائین وغیرہ یا اونہین اون کے قرابتیون وغیرہ کی سفارش پر رہا
کر دیا اور جو قدرے قلیل بچے اونکو نان و پارچہ دیکر اپنا خاص خدمتی بنایا جس کو آپ
چاہین کسی لفظ سے تعبیر کرین اور ایسے خدمتیون کو اون کے قرابتیون کے ماتحت نہین
کیا جو اونکی ذلت کا باعث ہوتا گو ایسی حالتون مین جتنا کچہ اونہین ذلیل کرتے سزاوار
تہا تہیں اسطرح کی خدمتی کی خدمت کا پیچہا جس کا نام لونڈی غلام کی تجارت غلطی سے
رکہا گیا ہے کبہی بیجا نہین ہو سکتا ایسے پولٹکل مادام الحیات قیدیون کے ساتھ جو

سلوک کیا جاتا ہے وہ بھی قابل قدر و مدحت ہے اون کی خدمت مین اونکی سزا مین
اونکی خانگی برتاؤ مین کیا کچھ رعایت کا حکم نہین ہے یہانتک کہ اون کا کہانا کپڑا مثل اپنے
زن و فرزند کے دینے کا بلکہ ایک ہی دسترخوان پر اپنے ہاتھ کہلانیکا حکم ہے جو عورتین
ہین اونکو نکاح کر دیتے ہین جو بچے ہین اون سے بڑہکر کسیکی رعایت کا حکم نہین پایا جاتا مین وہ
جملہ احکام یہان درج نہین کرسکتا کہ یہہ احکام مذہب کی کتاب نہ بن جاوے پولٹکل یا فوجداری
قیدیونکی نسبت جو قید ما دام الحیات بلکہ بعبور دریائے شور کیا جاتا ہے کیا وہ لونڈی غلام بنانے
سے بڑہکر نہین ہے اور جزوی خطاؤن مین جو مدت مقرر کرکے قید کرتے ہین یا جرمانہ کو قید کا
معاوضہ ٹہراتے ہین کیا یہہ ایک مدت معینہ کے بعد لونڈی غلام کو آزاد کرنے اور رقم تحریر لینے
سے کوئی فرق رکھتا ہے یقینی بات یہہ ہے کہ ہماری غلامی اس قید فرنگ سے کہین عمدہ
ہے ہمارے غلامی مین لونڈی غلام جو چاہتے ہین کرتے ہین جو چاہتے ہین کہاتے ہین جیسا چاہتے ہین
رہ سکتے ہین تجارت کرتے ہین ملکون پر جاتے ہین ازدواج سے متمتع ہوتے ہین بہرحال وہ ساتھ
اس حملوکی کے آزاد ہین اور پولٹکل اور فوجداری قیدی ان مین سے ایک سے بھی متمتع نہین
ہوسکتے پس ان کی آزادی کیسی یہہ مملوک سے بدتر ہین اب رہی اسطرح کی قیدی عورتون
کے ساتھ جماع کی اجازت اس بارے مین مین فصل نکاح متذکرہ بالا کا حوالہ دیتا ہون وہان
مذکور ہوا ہے کہ نکاح کسی عورت کو اپنے لئے خاص کر لینے کا نام ہے تا دوسرا کوئی اوس سے مجت
کرنیکا مجاز نہو اور محترز رہے اور اسطرح فسادات کا سدباب ہو پس جو عورت جنگ مین گرفتار
ہوکر یا اوسکی خدمت کا حق بیع ہونے سے کسی کی خاص ہو جائے تو پھر تخصیص بالنکاح
مین اور اوس تخصیص مین کیا فرق رہا بیش ازین نیست کہ نکاح مین عورت کی رضامندی پوچھی
جاتی ہے اور اسمین نہین۔ بادی النظر مین اس کو سر تابی کی سزا پر محمول کر سکتے ہین اور یہہ کہہ

سکتے ہین کہ جب وہ مجبوراً اس کے قبضہ مین آ گئی ہے تو اوس کے جملہ احکام طوعاً و کرہاً قبول کرنا ہی
لازم ہے لیکن حقیقت مین یہہ بات بھی نہین ہے کیونکہ حُرات یعنے آزاد بی بیون کے لئے بھی
وہی بات ہے جو لونڈیون کے لئے ہے یعنے جب وہ نابالغ یا ولی جابر کے اختیار مین ہوتی ہین تو
اونکی بھی رضامندی لازمی نہین سمجھی جاتی ہان سزا اسطرح سے ہے کہ ان کے لئے عدل کی شرط
نہین ہے یعنے مرد کو یہہ لازم نہین ہے کہ ان کو بھی چار نکاحیون مین سے ایک سمجھے اور ہر شب
باری باری سے ایک ایک کے پاس رہے اور اتنی سزا تو عبرت کے لئے ضروری ہے، باقی جملہ امور
مین ان کو بی بیون سے مساوات ہے اُن کے لڑکے حلال کے سمجھے جاتے ہین اور برابر کا حصہ پاتے
بی بیون کے مہر مقرر ہے تو ان کے بھی قیمت مقرر ہے جو سزا ان کے قابض کو دیجاتی ہے
جیسا مہر معجل بی بیون کے ولی جابر کی ملک ہوتا ہے گویا یون بھی ایک مساوات ہے اُن کا
ناتا مثل بی بیون کے ناتے کے ہوتا ہے یعنے خاوند کے عصبات پر مثل بی بیون کے یہہ حرام ہوتی
ہین اور ان کی قرابتون سے خاوند کو حرمت مناسبت و مصاہرت ہو جاتی ہے اگر لونڈیون
کے فرزند ہو تو وہ ام ولد اور بے دام کے آزاد ہو جاتی اور اس مین خاوند کی استرضا
کی بھی ضرورت نہین اور بعد جماع کے ان کے بیچنے کے احکام بھی مثل بی بیون کے طلاق کے
ہین۔ غرض اسطرح کی بہت سی رعایتین اور حقوق ہین جن سے انکار نہین ہو سکتا اور
جن کا بیان طول و طویل ہے اور سب سے بڑھکر یہہ کہ ذراسی خوشنودی پر لونڈی غلام دونون
آزاد اور ملکیت سے خارج ہو جاتے ہین اور اوسوقت لونڈیون کے حقوق ہر پہلو سے
مثل حُرات یعنے بی بیون کے ہو جاتے ہین غرض جہانتک دیکھا جاے خواہ رعایتون کے
لحاظ سے خواہ حقوق کے نظر سے خواہ فتحمندی اور سزا کے واسطے سے لونڈی غلام
بنانیکی بات نہ خلاف عقل و اخلاق ہے نہ خلاف مصلحت و انصاف۔ ہان جو قباحتین

اون احکام کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی ہین جن کا ذکر کچھہ ہوا اور کچھہ طول جان کے چھوڑ دیا گیا بیشک قابل اعتراض مخالف و موافق ہر دو ہین اور نہ آج کل کے لونڈی غلام لونڈی غلام ہو سکتے ہین اب ایک سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب میان اپنے لونڈی کے ساتھہ بلاقید چار بی بیون کے اور بغیر نکاح معمولی کے جماع کر سکتا ہے تو بی بی اپنے غلام سے کیون نہین کرا سکتی پس اس کا جواب یہہ ہے کہ اگر اوس کے خصم موجود ہے تو تعدد شوہرون کا غیر ضروری و ناجایز ثابت کر دیا گیا ہے اور اگر خصم نہین رکہتی ہے تو خواہ وہ بغیر نکاح کے اوس سے رہنا چاہتی ہے یا منکوحہ ہو کر پس اگر بغیر نکاح کے ہے تو زنا کے بیان مین اس کا ناجایز و نامناسب ہونا ثابت کر دیا گیا ہے اور اگر منکوحہ ہونے کو چاہتی ہے تو جس حالت مین کہ وہ غلام ہے یہہ اوسکی حاکم ہے اور جب وہ اس کا خصم ہوگا یہہ محکوم ہوگی پس ایک ہی وقت مین حاکم و محکوم ہونا ممکن نہین لہذا نکاح کے لئے ہے اپنے غلام کو آزاد کر دے کہ وہ محکوم نرہے پھر اوسکی زوجہ بنجاے کہ وہ اس کا حاکم ہو جائے۔

تقسیم دوم
فصل اول شرا

تقسیم دوم مناہی فصل اول شراب

شراب کی قبایح مسلم ہین کوئی اوس سے انکار نہین کر سکتا باوجود اس کے بہت سے ایسے ہین جو اس کا استعمال کرتے ہین اور عذر یہہ لاتے ہین کہ اسکے بہت سی پینے سے سب قباحتین او تھتی ہین تہوڑی پینے مین کیا نقصان ہے۔ غافل اس سے کہ یہہ چیز بڑے مقدار مین بڑا نقصان رکھتی ہے تو چہوٹے مقدار مین چہوٹا اور دونون صورتون مین حرام ہونے کے لایق۔ کیا وہ لوگ جو تہوڑے مقدار مین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہین دعوے کر سکتے ہین کہ کبھی کبھی وہ اپنے جادہ سے باہر اور حد مقرری سے متجاوز نہین ہوے کیا وہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ خواہ اپنی خوشی سے یا دوستون کی خاطر سے یا ضرورت ادعائی سے یا موقع کا

مجبوری سے وہ بیخود نہین ہوے پس اگر وہ ذرہ بہی نہ پیتے تو کیا ممکن تہا جو اون
شرمناک حالت مین مبتلا اور نامناسب کامون کے مرتکب ہوتے جو ہر شخص قابل ہے
کہ شراب کی برائی کی وجہہ سے عاید ہوتے ہین لیکن جیسے شرابی شراب کی برائی کے ساتہہ
نہین بلکہ زیادہ مقدار کے ساتہہ منسوب کرتے ہین پس اس سے ظاہر ہے کہ چہوٹی مقدار بہی
اس کا استعمال اوتنا ہی برا ہے جتنا بڑے مقدار مین ہے کیونکہ چہوٹا مقدار بڑے کے
طرف رغبت دلاتا ہے اور جو چہوٹی مقدار مین پیتے ہین بڑے مقدار سے بچ نہین سکتے اور
عذرات لاطایل کے ساتہہ چڑہا جانے مین دریغ نہین کر سکتے - اور مین نہین سمجہتا کہ چہوٹے
مقدار کے لیے بہی ان کو کونسا عذر ہو سکتا ہے جو قابل قبول ہو مجہے جہانتک اسطرح کے لوگون
سے کام پڑا ہے اون سے صرف تین عذر اس کے استعمال کے لئے سنے گئے ہین ایک
یہہ کہ یہہ کہانے کو ہضم کرتی ہے دوم یہہ کہ اس سے دل کی گرفتگی اور فکر کاہلی دور ہو کر
چستی اور تفریح ہوتی ہے سوم یہہ کہ اس سے گرمی اور قوت پیدا ہوتی ہے اور میرے
پاس یہہ تینون عذر مہمل و نامسموع ہین اگرچہ یہہ چیز بہوک لاتی یا کہانے کو ہضم کرتی ہے
تو دوا ہوئی اور دوا سے کہانے کو ہضم کرنیکی فکر کرنا معدے کو بیکار اور ناکارہ کرنا ہے
اور دوا کی عادت ہو جانے سے خود دوا شامل غذا ہو کر غیر موثر ہو جاتی ہے اور اگر یہہ
دوا ہی کے طور پر پی جاتی ہے تو کیا اور دوائین اس سے اچہی نہین ہین پہر کیا وجہہ ہے کہ
ایسی دوا جس کے نفع سے ضرر زیادہ ہو وہ اختیار کیجائے حالانکہ دوسری دوائین
اس سے اچہی موجود ہین اسیطرح تفریح اور رفع تفکر کا حال ہے پہلے تو اس کے لئے
زیادہ مقدار مین اس کا استعمال چاہئے تا مستی اتنی ہو کہ تفکر کا خیال نہ رہے دوم
جب حصول تفریح کے لئے شراب ہی کو ذریعہ ٹہرایا گیا تو ہر وقت ذرا سی سستی پر بہی

مزاج کو ایک چھیڑا اوس سستی کے نکالنے کے لئے درکار ہوئی - اور ایک حیلہ شراب بار بار
پینے کو ہاتھ آتا ہے اور مزاج اوس کا عادی ہو جانے سے وہ اثر اس سے کم حاصل ہوتا
جو ابتدا مین ہوتا تھا اور بغیر شراب کے کبھی مزاج اپنے اصلی حال پر نہین آتا حالانکہ اس کی
عادت نہ ہوتی تو اتنی زیادہ اور بار بار کی پستی اور سستی ہی نہ ہوتی یا اگر کبھی ہوتی بھی تو
خود بخود رفع ہو جاتی یا اور سہل ترکیبون سے اوس کا دفعیہ ممکن ہوتا جو بعد عادت
شراب کے ناممکن بحث ہے اور نشہ اور شراب کے اثر کے آثار کے وقت جو تفکر اور پستی
اور درد سر اور اعضا شکنی وغیرہ برے علامتین ہوتی ہین وہ اوس سے بدتر اور بڑھکر ہوتی
ہین جو پیشتر نہین اور یہ اکثر حال مین ناقابل برداشت ہوتی ہین پس ان کے دفعیہ
کے لئے پھر شراب کے پینے پر مجبور ہونا پڑتا ہے - یہی حال مزاج مین گرمی پیدا کرنیکا ہے
اور اسطرح بار بار تفریح یا رفع تفکر و بطالت یا گرمی پیدا کرنیکے لئے شراب پی جاتی اور تکرار
کی ضرورت ہوتی ہے اس سے جو سخت نتایج پیدا ہوتے ہین اور ہوسے ہین وہ اظہر من الشمس
ہین بہت سے اوس عیش مین گرفتار ہوتے ہین جو خاص اس سے پیدا ہوتا ہے
اور اکثر لوگ جگری امراض مین مبتلا ہین جو اس سے طاری ہوتا ہے اور یہ دونون
مرض والے کبھی زیادہ مقدار مین نہین پیتے تھے گو بڑی مقدار سے [illegible] اور بڑے
بڑے قباحتین پیدا ہوئی ہین مگر چھوٹا آہستہ ترقی کرتا ہوا موثر سم ہے یہ جگر مین جاکر
جمع ہونے لگتا اور خواہ آبلے لاتا ہے یا اور طرح سے جگر کو خراب کر کے ہلاکت کا باعث ہوتا
کیا افسوس کی بات ہے کہ شراب عقل کو زایل کرنے والی چیز ہے اور سنبل جان کو ہلاک
کرنیوالی چیز اور عقل بہ نسبت جان کے زیادہ قابل قدر ہے لیکن لوگ سنبل کے چھوٹے
مقدار سے بھی پرہیز کرتے ہین اور شراب کے حیلے اور دلایل ڈھونڈھتے حالانکہ شراب

سے سنبل زیادہ مقوی ہے سَر ولیم سِنر کمانڈر انڈ چیف کی جو رپورٹ چھپی ہے اوس
مضمون کا خلاصہ ٹیمس آف انڈیا مورخہ ۲۲ جولائی ۱۸۹۳ع سے بیان کیا جاتا ہے
(میرے تیس سال کے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ قریب قریب کل جرمون کی بنیاد
شراب خواری ہوتی ہے الغرض ہزار سو لجروں مین قریب بہ کل جرم شراب کے برے
استعمال سے ہوتے ہین حالانکہ ڈیڑھ لاکہ سپاہیو نمین افیون کا استعمال سبب اول
جرم ہو نکا ہوتا نہین ثابت ہوا شراب سستی لاتی ہے اور طبیعت مقدار مستعملہ کی عادی ہو
جانے سے اس کو بڑہانا پڑتا ہے اس کے استعمال سے طبیعت کی پستی ہو کر برے نتائج
اور اندوہ و تفکر کا باعث ہوتا ہے اور شراب سے جرائم اور امراض بہت سے پیدا ہوتے
ہین)" -

فصل دوم سود اور شرط اور جوا

بہتون کے دماغ مین یہہ بات سمائی ہوی ہے کہ ایک مال مثلاً پانچ روپیہ کو خریدین
اور ساتھہ کو بیچین تو جائز ہوا اور سو روپیہ دیں اور ایک سو دو روپیہ لین تو ناجائز
اس کی کوئی معقول وجہہ نہین جیسا وہ مال زیادہ ہے اور جیسا وہ نفع ولیسا یہہ فرق
کیا ہے لیکن وہ لوگ ذرا سا غور کرین تو معلوم ہو جاے کہ صورت اول مین نفع
بالمعاوضہ ہے اور صورت دوم مین بلا معاوضہ چنانچہ شق اول مین اگر مال مبیعہ
واپس ہوتا تو مشتری سات روپیہ کا مال واپس لیتا حالانکہ وہ مال پھیر دینا اس پر لازم
نہین برخلاف شق ثانی کے کہ سو روپیہ کا پھیر دینا ضروری بھی ہے اور پھیر دینے مین اوسکا
دو روپیہ بھی مفت گیا جو بلا معاوضہ مجبوراً دینا پڑا چیز کے خریدنے مین مجبوری نہین ہے
لیکن روپیہ کی آدمی کو بہت ضرورت ہوتی ہے ایسے ضروری وقت مین اوس کا کام
اٹکا کر مجبور کرنا کہ جب تک اتنا روپیہ بے معاوضہ نہ دیا جاے تمہارا کام نہ نکالا جائیگا ظلم ہے

فصل دوم
سود اور شرط اور جوا و قمار بازی

رشوت مین بھی ہوتا ہے کہ اوس کی ضرورت بے معاوضہ روپیہ دینے پر رفع ہوتی ہے پہر وہ مقبوح اور سود مستحسن ہونیکی کوئی وجہہ نہین - رہا یہہ اعتراض کہ کوئی چیز کرایہ سے لو تو وہ چیز بھی ایسی ہی پھیر دینے پڑتی ہے اور اوس کا کرایہ بھی دینا لازم آتا پہر وہ کیون جایز ہوا اوس کا جواب یہہ ہے کہ جو چیز کرایہ پر لیجاتی ہے وہ مستعمل ہوتی اور کم وزاید حالت سابق اوس کی باقی نہین رہتی پس کرایہ اوس تبدیل کا معاوضہ ہے جو اوس چیز مین واقع ہوی برخلاف اس کے اگر کوئی شخص مثلاً ایک گھوڑا کرایہ سے لیکر استعمال کرے پہر اوسی کا سا گھوڑا واپس دینے پر مجبور رہو اور کرایہ بھی دے تو بیشک یہہ ناجایز ہوگا پس یہی حال روپیہ کا ہے کہ جسطرح کہا جاتا ہے اوسی کا مثل واپس ہوتا ہے پھر اوس کے علاوہ کچھ اور بھی دینا خواہ روپیہ ہو یا اور چیز بیشک ظلم اور ناجایز ہونا چاہیئے اور یہہ بات کچھ روپیہ ہی پر موقوف نہین جو چیز ایک ہی قسم کی لیکر اوسی کی مثل واپس کرنا پڑے اور اس تبادلہ کے عوض خواہ اوسی جنس کی یا اور چیز اضافہ دینے پر مجبور کیا جائے یا دینے کی شرط ہو عقلاً ونقلاً ناجایز ہے مثلاً گیہون کے عوض گیہون چونے کے عوض چونا وغیرہ ہان بغیر شرط کے واپس دہندہ وقت واپسی اپنی خوشی سے کچھ دے تو نہ وہ مجبوری سے ہے نہ ناجایز - غرض جو چیز بغیر معاوضہ کے مجبوری کے ساتھہ دینا پڑے وہ ناجایز ہے چنانچہ اسی لئے شرط بدہنا بھی حرام ہے اور جو شئی بغیر شرط و مجبوری کے اپنی خوشی سے بطور انعام کے دیجائے وہ جایز -

قمار بازی

جوئے مین سود اور شرط سے بڑہکر یہہ برائی ہے کہ اون دونون مین تو صرف ایک شخص کا نقصان ہوتا ہے اور اس مین اون سب کا جو اسمین شریک ہین - اور قطع نظر اس کے اس مین بہت بڑی دغا بازیان بھی ہوتی ہین - جوا اور شراب

جب پہلے پہلے بطور کھیل کے یا ادعائے تفریح اور دل بہلائی کے غرض سے تہوڑی تہوڑی شروع ہوتے ہین تو رفتہ رفتہ ان کی عادت ہوجاتی ہے اور اگر روپیہ پاس نہو تو [illegible] ہوتا ہے کہ مال ومتاع بکتے ہوے پہر تباہ ہوجاتے ہین اور قرضداری سے بڑہتے بڑہتے بُرے اخلاق اور چوری وغیرہ تک کی نو[illegible]تی ہے بہتون کو اسطرح برباد ہوتے دیکہا ہے مثال دینے کی حاجت نہین۔

تقسیم سوم احکام فصل اول نجاست

تقسیم سوم احکام
فصل اول نجاست

جو شئی مضر جسم ہے اور اوس کا اثر سوکہنے سے زایل نہین ہوتا بلکہ پہر بہیگنے پر عود کرتا ہے نجس کہلاتی ہے ظاہر ہے کہ اشیاے مضر جسم کا اثر فورًا بیمار کر دینے پر محدود نہین ہوتا بلکہ اس سے اخلاط بگڑ جاتے ہین اور بیماری رفتہ رفتہ ہی ہوسکتی ہے یا یہہ مضرت پوشیدہ اثر کرسکتی ہے جس کی خبر نہو اور یہہ بات ثابت کردیگئی ہے کہ مختلف غذا جسطرح قویٰ واخلاط جسم پر مختلف اثر پیدا کرتی ہے اوسیطرح دماغ وافعال دماغ یعنے عادات واخلاق پر موثر ہوتی ہے۔ پس یہہ نجس چیز ہی جسقدر جسم سے قریب ہو اوسی نسبت سے بُرا اثر کرتی ہے مثلاً بہ نسبت مساس کرنیکے اس کا کہالینا زیادہ مضر ہوتا ہے اور اسیطرح کہانے پینے کے مستعملہ برتنون سے لگ جانا بہ نسبت دوسری چیزون سے چہو جانے کے زیادہ تر ضرر رسان ہوتا ہے پس جس نسبت سے یہہ چیز قریب ہوتی ہے اس کا زایل کرنا ہی لازم ہوتا ہے جس کا بیان آیندہ آئیگا اور چونکہ یہہ اثر اکثر حال مین فوری اور قوی نہین ہوتا لہذا یہہ امر بادی النظر مین سمجھ مین نہین آتا کہ فلان چیز نجس کیون سمجہی گئی اور نیز جو چیز آنکھہ کو بری نہین معلوم ہوتی یا جس کا عین زایل کردیا جاتا ہے وہ پاک

خیال کیجاتی ہے یا عین زایل کرنے کے بعد ایک مدت تک جسم یا کپڑون وغیرہ سے لگی رہنے
دی جاتی اور بعدہ نہ بوجہ اس شی کے لگی ہونے کے بلکہ کپڑا یا جسم میلا ہونے سے دہو
دیا جاتا ہے لہذا اس بات کا سمجہنا ضرور ہے کہ عقلاً کون شئ نجس ہے خون کے
بیان مین ثابت کردیا گیا ہے کہ خون سایل جسم سے خارج کردینے کے لایق ہے پس جس
جانور کا گوشت کہانا روا ہے اگر اوس سے خون سایل نہین نکالا گیا ہے تو وہ گوشت
مع دیگر اجزائے جسم کے اور خود خون سایل نجس ہے کیونکہ اوس مین سے وہ مضر اجزا
خارج نہین ہوے ہین جن کا اخراج ضرور تھا اور چونکہ یہہ اخراج دو طرح سے ہوتا رہتا
ہے یعنے ایک پیشاب سے دوسرا پاخانہ سے پس یہہ دونون چیزین بہی نجس
ہوئین اور بعض لوگ جو پیشاب کو نجس نہین سمجہتے یا اوس سے بچنے مین کم احتیاط کرتے
یا بالکل محترز نہین ہوتے یہہ اون کی غلطی ہے پیشاب بہی مضر اخلاط جسم ہے - ایک
مقدار پیشاب کو ایک جاے رکہو یا ایک ہی مقام پر پیشاب کرتے جاؤ تو گو وہ سوکہتا بہی
رہے بدبو اور ملیریا ضرور پیدا کرتا ہے پس نجس چیز اگر بڑے مقدار مین بڑی مضرت
بخش چیز ہے تو چہوٹے مقدار مین پاک یا غیر مضر نہین سمجہی جاسکتی - یا مضر چیز اگر آنکہہ
کو بری نہ لگے یا سوکہنے پر نظر نہ آئے تو وہ پاک نہین ہوجاتی اور اوس کا اثر زایل
کرنے سے قطع نظر نہین کیجاسکتی غرض اسطرح جو چیز جسم سے خون کو پاک کرنے کے
واسطے بطور تنقیہ کے عادۃً نکلتی ہے وہ نجس ہے پس تہوک جسم سے نکلتا نہین بلکہ
جسم مین داخل ہونے کے واسطے بنتا ہے اسیطرح تہوک اور آنسو اور پسینا خون کے
غلیظ اجزا کو خون کے پاک کرنے کے لئے نہین خارج کرتے اسیطرح اگر منی بہی سوکہہ جاے
اور جہیل دی جائے تو کپڑے پر اثر باقی نہین چہوڑتی اور نہ آنسو بغیر تنقیہ کے نکلتا ہے

لہذا یہہ سب چیزین نجس نہین ہین اور پسینا اگرچہ جمع ہو تو تیز بو پیدا کر سکتا ہے مگر یہہ نہ مضر جسم غیر ہے نہ ملیریس۔ قطع نظر اس کے فزیالوجی کے علم سے ان سب اشیاء کی جو جسم سے نکلتے ہین ترکیب دریافت کیجائے تو معلوم ہوگا کہ تھوک اور پسینے اور آنسو اور منی اور خاص کر دودہ مین وہ سڑنے والی اور مضر اجزا نہین ہین جو پاخانہ اور پیشاب مین ہین بلکہ دودہ مین ایسے مفید جسم اجزا ہین کہ اگر وہ جسم سے خارج نہ ہونے دیا جائے تو پھر جزو بدن ہوجاتا اور قوت و توانائی کو بڑہاتا اور ہر طرح مفید ہوتا ہے یہی حال تھوک اور آنسو اور پسینے اور منی کا ہے کہ یہہ اخراج نہ ہون تو جزو بدن ہوجا سکتے ہین برخلاف گوہ اور پیشاب کے اور علاوہ پاخانہ اور پیشاب کے جو چیز خون کے سڑنے سے یا خون بننے سے بیشتر سڑنے کے طور پر کیفیت بدل کر جسم سے نکلے وہ بھی نجس ہے جیسا پیپ اور قی اور حیض و نفاس اور جسم کے باہر وہ چیز نجس ہے جو سڑی ہو یا جسکو شرع نے بوجہہ مضرت کے حرام کیا ہوا اور وہ سوکھی نہ ہو یعنے کپڑے یا جسم کو چمٹ سکتی ہو جیسی شراب کیونکہ جیسا ہم کہہ آئے ہین مضر شی جو جسم کے اندر داخل ہو کر مضر ہوتی ہے جسم کے مساس کرنے سے بھی مضرت بخشتی ہے کیونکہ اسطرح کی چیزون مین جس کو نجس ٹہرایا گیا ہے اکثر وہ اجزا ہین جو اپنے ذرات ہوا مین منتشر کرتے ہین اور یہہ ذرات ناک کی راہ سے جسم مین نفوذ کرکے مضرت پہونچاتے اور نیز یہہ ذرات جلد کی راہ سے داخل جسم ہوتے ہین پس ان سے جہانتک ممکن ہے احتراز لازم ہے چنانچہ ملیریس اور متعدی امراض کے موثر اشیاء کی نسبت ڈاکٹری مین بھی یہی حکم ہے یہی حال ہے حرام جانورون کی اون ریزشات کا جو حلال جانورون مین نجس نہین ہین سوا اشیاء متذکرہ کے ایک بڑی بحث کی چیز کتا ہے کہ یہہ بھی نجس ٹہرایا گیا ہے حالانکہ ظاہر مین بلی اور کتے مین کوئی فرق نہین اور اس سے احتراز کا حکم یہانتک ہے کہ کسی جانور کے

کتا

جسم کا چھونا یا اوس کے تھوک یا جھوٹے کا جسم اور کپڑے وغیرہ کو لگنا اس قدر نجس نہین
سمجھا جاتا جتنا کتے کا جتنا کہ اس کو گھر مین جگہہ دینا تک منع ہے الا بضرورت خاص آخر
اس کی وجہ کیا ہے مین اوپر بیان کر آیا ہون کہ ظاہر مین لوگ صرف یہہ دیکھتے ہین کہ کوئی
چیز نظر مین کریہہ و غلیظ تو نہین معلوم ہوتی یا مس مین چلکٹ اور چپ چپی تو نہین ہے اور جب
یہہ دونون نہین تو وہ پاک خیال کر لی جاتی ہے نتیجہ پر غور نہین کیجاتی کہ اس سے مخفی طور
سے کونسا اثر بد پیدا ہوگا پس یہی حال کتے کا ہے کہ وہ دیکھنے مین تو سوکھا اور صاف و پاک
ہوتا ہے بلکہ جب اوسے صابون سے دہودین تو نہایت ستھرا نظر آتا اور اوس کا تھوک
بالکل چیپتا نہین لہذا ظاہر بینون کو کوئی وجہ اس کی ناپاکی کی نہین معلوم ہوتی اور نیز یہہ
ایسے کھیل تماشے اور اطاعت و وفاداری کرتا ہے کہ اوس سے احتراز کرنے کو ہرگز جی
نہین چاہتا مگر جو برائیان اوس مین مضر ہین وہ بغیر غور کے معلوم نہین ہوتین - ڈکن ٹیمس
مین ایک عیسائی عورت کے کلکتے مین مرنے کا حال لکہا تھا کہ ایک طولانی بیماری کے بعد جس
کی ماہیت و اسباب کے دریافت کرنے مین سب ڈاکٹر قاصر رہے وہ مر گئی مردے کو تشریح
کر کے دیکھا تو اوسکی گوشت کی ہر ایک تہ مین گوچھڑیان (کلنیان) بھرے تھین جنکا ذرات
سیرون مین حساب کیا گیا اور اس کی وجہ یہہ دریافت ہوئی کہ وہ عورت کتون سے الفت
رکہتی اور مساس کیا کرتی اور اونہین چوما کرتی تہی اور چونکہ کتون مین ایک خاص قسم کی گوچھڑ
یا کلنیان ہوتی ہین وہ اس کے جسم مین مسامات کی راہ سے گھسین اور اس حد کو پہونچین -
ساتھ اس کے اخبار مذکور اسبات کی شرمندگی سے کہ مسلمان کتے سے پرہیز کرنے کو کہتے
ہین اور اون تائید مین یہہ تجربہ دلیل ہوتا ہے یہہ لکھتا ہے کہ کتون کا صرف بوسہ لینا
مضر ہے نہ کہ مساس کرنا - اس کے قطع نظر کتون کے جسم اور خاصکر تھوک مین ایک مادہ حلقی

ہوتا ہے جو بعض خاص اسباب سے ایک کیفیت متبدلہ پیدا کرتا اور نہایت برا زہر بنتا ہے
پس اس مادہ سے ہر حال مین بچنا لازم ہے - کیونکہ اگرچہ وہ مادہ اوس تبدیل کیفیت
کے بعد زہر ہوتا ہے لیکن جب یہہ مادہ موجود ہے تو اوس سے اور مضرتین
اوسی کے مشابہ پیدا ہوسکتی اور ہوتی ہین - لہذا کتے کے جسم سے خاصکر جب وہ
بھیگتا ہے اور اوس کے تھوک سے پرہیز لازم آیا - کیونکہ یہہ بات ثابت کردیگئی ہے
کہ جو چیز بڑے مقدار مین ہارج ہے وہ تھوڑے مقدار مین بھی اپنے نسبت سے
مضر ہے - ہم بہت سی چیزون کے مضار و نجاست اسطرح فزیالوجی اور کیمکل انالیسس
یعنے کیمیائی تدقیق اور تجربون سے ثابت کرسکتے ہین مگر افسوس یہہ ہے کہ دین اسلام
کی تائید کی دلائل کے درپے ہونے والے لوگ ان علوم کے ماہر نہین خواہ وہ مسلمان
ہی ہون یا اور کوئی ہان بعض خدا کے بندے کبھی کبھی تجربون سے کسی حرام چیز
کی مضرت بتا جاتے ہین مگر نہ تائید اسلام کے طور پر بلکہ صرف دنیاوی فوائد کے
نام سے اگرچہ وہ ہی اسلام کا اصل منشا ہے - واضح رہے کہ نجس چیز خود پاک ہی کیجا سکتی

اشیاء نجس کی طہارت

ہے یا بعض نجس چیزون کے متعلقات ایسے ہوتے ہین جن مین اون نجس چیزون کا اثر نفوذ
نہ کرنے سے ابتدا ہی سے پاک ہوتے ہین چنانچہ مردار جانور کے سینگین اور کھر اور بال اور
ناخن اور دانت جن مین خون کے وہ مضر ذرات نہین رہ جاتے جن کا نکالنا خون سایل کے
ذریعے ضرور ہے اور نیز یہہ چیزین اجزاے ارضی سے بنی ہین جو نہ سڑتے ہین نہ ناپاک ہوتے
اور وہ نجس چیز جو پاک کیجا سکتی ہے چمڑا ہے چمڑے کی ساخت اور ترکیب حسب تجربہ ڈاکٹر
براون یہہ ہے (چمڑے مین دو تہ ہین بیرونی کی ترکیب مین ایک سخت چیز مثل سینگ کے
پائی جاتی ہے اور اس تہ مین خونی رگین اور حس نہین ہوتی اور اندرونی تہ جس کو

سخت جلد کہتے ہین اس کی ترکیب بین خاص کر جلاٹین اور بعض اقسام کے نمک ہین
جو بذریعہ ٹیانک اسیڈ کے جلد سے علیحدہ ہوسکتے ہین) پس اس سے معلوم ہوسکتا ہے
کہ پہلے قسم کے تو صاف کرنیکی ضرورت ہی نہین کیونکہ مثل سینگ کے اوسمین اجزا و ذرات
مضار کا دخل ہی نہین البتہ دوسرے مین کچھ بسیط اشیا ہین لیکن وہ بھی ٹیانک اسیڈ یعنے
ترشہ مادے مثلاً ترٹوڑ کی چھال اور پھٹکری وغیرہ سے بالکل نکل جاسکتے ہین جو دباغت کی
اصل ہے حاصل یہ کہ دباغت سے پوست پاک ہوجاتا ہے خواہ مردار ہی کا کیون نہو اب رہی
یہ بات کہ سور کا چمڑا کیون نہین دباغت سے پاک ہوتا اس کا جواب سور کے بیان مین
دیدیا گیا ہے یعنے اوس کے اجزا نکلنے سے ہی نہین جاتے خاص کر وہ کیڑا جو اوسمین ہوتا ہے
اوبالنے سے بھی نہین مرتا تو ایک بیچاری ٹیانک اسیڈ سے کیا ہوسکتا ہے اور انسان کا چمڑا
ناپاک نہین سمجھا جاتا بلکہ بوجہ اوس کی بزرگی کے اوس کا استعمال منع ہے چنانچہ اسی بزرگی
کے وجہ سے انسان کے بالون اور ہڈیون وغیرہ کو استعمال مین لانا بھی منع ہے ایسا ہی انسان
کا دودھ بھی جو صرف بضرورت خاص یعنے شیر خوارون کے لئے جایز رکھا گیا ہے بالغون کے
حق مین حرام اور منع ہے - جس چیز سے نجس چیز لگ جائے وہ بھی پاک ہوسکتی ہے جس کے
طریقے اوس چیز کی ساخت وکیفیت کے لحاظ سے مختلف ہین - پس اوس حیثیت سے جس سے
ہم بحث کر رہے ہین اشیاء کی تین صورتین ہین ایک وہ جس کی اندر کوئی سیال چیز داخل ہو تو
پیوستہ ہوجائے دوسری وہ کہ سیال چیز اوس کے جسم مین داخل تو ہو مگر پھر نکالی جاسکے
سوم وہ جس کے جسم مین سیال چیز کا داخل ہونا ممکن ہی نہین صرف سطح سے لگ سکتی ہے
قسم اول کی بھی دو صنفین ہین ایک وہ جو سیال چیز داخل ہونے کے بعد اوس سیال چیز کی
ماہیت کو بدل دے دوم اس کے خلاف - پس قسم اول کی صنف اول کی مثال زمین اور کان

دباغت

نمک اور زندہ جانور یا نبات ہی جن کے اوپر یا اندر نجس گرنے یا داخل ہونے کے بعد اوس گرنے
والی چیز کی ماہیت متبدل ہوجاتی ہے اور اثر بد باقی نہین رہتا پس اس کے پاک کرنیکی کوئی
ترکیب و ضرورت سوائے نیا چولا یا طبعی تبدل کے نہین ہے یعنے خود زمین سوکھ کر یا کان
نمک اوس نجس چیز کو بدل کر اپنے سی بنالیتی ہے یا حیوان و نبات اوس کو ہضم کرجاتے
اور ہیئت بدل دیتے اور صنف دوم کے واسطے سوائے جلانے کے کوئی ترکیب اوس کو پاک
کرنیکی نہین ہوتی اسواسطے مٹی کے برتن ناپاک ہوجائین تو اون کے جلانیکا حکم ہے اور
قسم دوم کے اشیا کو آماد ہونا ضرور ہے جس سے نجاست کا اثر زایل ہوجائے - نہ جسطرح بعض
لوگ کرتے ہین صرف عین زایل ہوا اور اثر بحال خود رہے اور دہونے کے لئے ایسا پانی
درکار ہے جس مین نجاست ملی نہ ہو ورنہ وہی نجاست باقی رہتی ہے اور دہونے سے
کوئی فائدہ نہین ہوتا اور قسم سوم کو صبا یا باختیار یا چمڑا سے پوچھنا اور مل دینا کافی ہے
ڈھیلا لینے سے غرض شرمگاہ کا نجاست سے پاک کرنا نہین ہے بلکہ اگر حاجت کا ایسا
تقاضا ہو کہ پانی ملنے تک رک نہ سکے تو بعد فراغت اصل نجاست کو جسم سے پوچھنا یا سکھا دینا
مقصود ہے تا وہ لباس اور دوسرے جسم سے نہ لگے اور بعد پانی ملنے کے دہو دینا لازم
ہے اور وہ جو بعض لوگ باوجود پانی موجود ہونے کے پہلے ہی ڈھیلے سے پاک کرتے
اور پھر دہو دیتے ہین احتیاط کے لئے ہے اور پابندی سنت تھی غرض اس طرح نجاست
کے پوچھنے یا سکھانے کے لئے شئی جاذب غیر مضر ضرور ہے چنانچہ پتھر یا چونا کارآمد نہین
ہوسکتا کیونکہ پتھر اگر سکھاتا ہی ہے تو جذب نہین کرتا بلکہ پھیلا دیتا ہے جس سے نجاست
زایل ہونے اور نکل جانے کے عوض اور وسیع سطح پر منتشر ہوتی ہے اور چونا جسم پر تیز اثر
کرتا ہے اس غرض سے کہ پاکی مین احتیاط ہو اور ناپاکی کا اثر پوری طور سے زایل کیا جائے

ختنہ کا حکم ہے ختنہ سے یہہ مطلب ہے کہ بعد پیشاب کے جو قطرہ رہ جاتا ہے اور حشفے کو
جو نجاست لگتی ہے اوس کا صاف کرنا ممکن و آسان ہو چونکہ ہر وقت یہہ نہین ہوسکتا
کہ قلفے کو چڑہا کر حشفہ دہویا یا پاک کیا جائے اور اسمین دقت و تکلیف بہی ہوتی
ہے لہذا اوس چمڑے کا دور کردینا مصلحت پر رکہا گیا اور یہہ کوئی زیادہ تکلیف کی
بات بہی نہین اکثر ڈاکٹرون کی یہہ رائے ہے کہ ختنہ ہونا مناسب ہے اور اکثر ڈاکٹر
ختنہ کیا کرتے ہین پس یہہ چیز سنت اور مصلحت کی راہ سے رکہی گئی ہے کوئی فرض نہین
مگر اتنا تو ہے کہ فرض چیزون کے بعد یہہ نہایت ضروری ہے - تین قسم کی چیزین جو اوپر
بیان کی گئین اون کے سوائے ایک چوتہی قسم بہی ہے جس کا پاک ہونا کسی حال سے
ممکن نہین لہذا وہ نجس ہو تو اوس کا پہینک دینا لازم ہے یہہ سیال چیز ہے - مگر
سیال چیزون مین بہی دو صورتین ایسی ہین کہ کیفیت بدل کر نجس کو پاک کردے سکتی
ہین پہلے شراب سے سرکے کا بننا دوم پانی ایسا پیلا ہونا کہ ہوا سے تبدیل اثر و صفائی
ہوسکے مثلاً تالاب کا پانی پس کنوین کے پانی مین چونکہ یہہ بات حاصل نہین ہے
لہذا اوس کا پانی اتنا نکالنا ضرور ہے کہ جو تازہ پانی جہرے سے آتا ہے وہ نجس
مین مخلوط ہوکر خود بہی نجس نہ ہو جائے پس اس کے لئے اسی لحاظ سے اور نجاست
کی مقدار پر پانی کے نکال لینے اور خالی کرنے کی جیسا اوپر بیان ہوا جسم سے سڑکر نکلنے
والی چیزون مین رینرش حیض و نفاس بہی ہے ان کی نجاست مان لیگئی ہے پس یہان
فقط اس امر کا بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے جریان کے دنون مین جماع منع کیون ہے
یہہ بات مسلم ہے کہ جو شئی کسی کے جسم سے بوجہ مضر ہونے کے خارج ہوتی ہے وہ
پہر اوسی کے یا دوسرے کے جسم مین داخل ہونا باعث مضرت ہوتا ہے مثلاً چیچک

یا اور پھوڑون کا مادہ یا پیپ جو اگر جسم مین داخل کی جائے تو خون بگڑ کر وہی یا دوسرے پھوڑے پیدا ہوتے ہین اور جس عورت کے بدن سے سوزاک کی ریزش نکلتی ہے اوس سے جماع کیا جائے تو مرد کا بدن چونکہ اس وقت ایسے ایک التہاب کی حالت مین ہوتا ہے کہ اوس کو فوراً جذب کر لیتا ہے اس کو سوزاک ہو جاتا ہے پس اسیطرح حیض ونفاس کا مادہ مرد کے بدن کی راہ سے جذب جسم ہو کر مضرتین پیدا کرتا ہے لہذا اوس حالت مین جماع کرنا حرام ٹھہرا برخلاف اس کے منی جو مرد کے جسم سے نکل کر عورت کے بدن مین داخل ہوتی ہے اگر وہ صحیح وتندرست اور آلایش سے پاک ہوتی ہے تو اوسے عورت کے اعضا توالد جذب کر لیتے ہین اور اگر اعضا مذکور وقت جماع قابل قبول حمل ہوتے ہین تو قبول بھی کرتے اور وہ جذب شدہ منی باعث فوائد دیگر ہوتی جن مین سب سے عورت کا جسم جذب کر لیتا اور مثل پیوند شدہ درخت کے دونون کو ایک کر دیتا ہے کیونکہ منی جسم کے ہر ذرہ کا خلاصہ ہے اس سے جو بچہ بنتا ہے اوس کے کل اجزا ہوتے ہین تو بس ہر جزو انسان کا ست منی مین ہوتا ہے لہذا عورت کے ہر جزو بدن مین یہہ مرد کا ہر جزو مل کر پیوند ہو جاتا ہے اور یہی ہے اصل مقصود ابی حنیفہ رضؓ کے اوس مسئلہ کا جو نسب وحرمت بالزنا کے بارے مین مندرج کتب اصول ہے - پس اگر جماع حالت حیض ونفاس مین کیا جائے تو منی اوس مادہ متغیر شدہ کی آمیزش سے فوراً بگڑ جاتی مردہ ہوتی اور مضر خواص اختیار کرتی ہے قطع نظر اس کے جماع سے صرف مرد ہی کی خواہش شہوانی کا پورا کرنا اور تسکین دینا مقصود نہین ہے بلکہ اس سے توطرفین کا حظ مراد وملحوظ رکھا گیا ہے اور حیض ونفاس کی حالت مین عورت کو حظ کیسا بلکہ ایک تنفر وتکلیف ہوتی ہے - پس جب منی نفع بخش ہونے کے عوض مضر ہو جائے اور حظ نفسانی کا یہہ حال تو کوئی اجازت بے نتیجہ فعل کی نہین دیجا سکتی تہی اسی بنا پر بوالہت خلق حرام اور

حمل کے ایام مین جماع جایز قرار پایا۔

فصل دوم دفن میت

قدیم زواج اور حالیہ عمل درآمد کے روسے میت کے ساتھ تین طرح پر سلوک کیا جاتا ہے اول زیر
آفتاب کھلا رکھ دینا دوم پھونک دینا یعنے جلاکر راکھ بنانا اور سوم گاڑ داب دینا یعنے دفن کرنا
ترکیب اول وسیوم مین زیادہ فرق نہ تھا چنانچہ وہ لوگ جو ترکیب اول کے پابند ہین زمانہ
سابق مین ایک دُخمہ یعنے بڑا ساتہ خانہ یا حجرہ زیرزمین بناتے تھے اور اوس مین وقت بوقت
حسب گنجایش لاشین رکھا کرتے مگر اب ایک مکان کسی مرتفع مقام پر بناتے ہین اور اوس کی
چھت ایسی کھلی رکھتے کہ آفتاب کی کرنین سراپا میت پر اچھی طرح پڑ سکین۔ اس مین تین
حوض ایک دوسرے سے پست ہوتے ہین اس مکان اور اس کے چبوترے اور حوضون کا
فرش گچ سے ہموار کیا جاتا ہے۔ ہر حوض سے ایک چوڑی نالی دوسری حوض مین جاتی ہے
یہانتک کہ اخیر حوض کا منہ کشادہ میدان مین کھلتا ہے جو سب سے نیچا ہوتا ہے مردہ کو جولاے
مین تو اوسے عریان محض کر کے گچ شدہ چبوترے کی سطح پر دہوپ مین لٹا دیتے ہین اوز
سڑ گل کر اوس کی ریزش بہتی اور درجہ بدرجہ تینون حوضون مین سے ہو کر نیچے کے میدان تک چلی
جاتی اور آلایش جو رہتی ہے اوسے ایک مدت معہود کے بعد فرش مکان سے پہلے حوض مین
ڈھکیل دیتے ہین یہہ حوض مناسب طور پر گنجایش دار ہوتا ہے یہان دوم درجہ کی سڑاوٹ
ہوتی ہے جس کی ریزش بہی اوسیطرح سطح زمین تک پہونچتی حوض اول سے ہی ایک مدت معین
کے بعد دوسرے اور اسی قبیل سے تیسرے حوض مین پس ماندہ غلیظ مادہ پہونچایا جاتا ہے اور
اخیر پر کچھ ہڈیان جو رہ جاتی ہین وہ سب سے نیچے کے نشیبی میدان مین ڈھلکا دی جاتی ہین اب
غور طلب یہہ امر ہے کہ اس ترکیب سے ہوا کس قدر خراب اور طبیعت کو کیسی نفرت ہوتی ہے اور ایک بھبھ

کیوں سڑانا کس درجہ انسانیت سے دور ہے نیز اسطرح کھلا رکھنے سے مردہ بہت دیر
مین گلتا ہے برخلاف زمین مین داب دینے کے کہ اوسے مٹی بہت جلد متغیر بنا لیتی ہے اور جو
تغیر نظر ہی نہین آتا یہی حال ترکیب دوم کا ہے کہ اوس سے بدہوائی اور تعفن کے علاوہ ایک اپنے
ہمجنس بلکہ عزیز و قریب کو جلتا دیکھنا ہرگز ہمدردی اور آدمیت نہین قبولتی پھر ان دونون
ترکیبون سے اجزای جسم بھی پورے طور پر گل اور جل نہین جاتے آخر پر پھر اونہین مٹی کے
حوالے کرنا ہی پڑتا ہے جو ترکیب سیوم کا اصل اصول ہے پس ترکیب سیوم مین نہ
عفونت ہوتی ہے نہ ایک ہمجنس کے ساتھہ علانیہ بیرحمی سے خلاف ہمدردی انسانی سلوک
کیا جاتا بلکہ چپکے چپکے یون مٹی مین ملجاتا ہے کہ خبر بھی نہین ہوتی اس کے علاوہ جو نفرت
ترکیب اول و دوم سے ہوتی ہے اوس کے عوض ترکیب سیوم سے عبرت حاصل ہوتی
اور مزار عزیزان دیکھکر دل کی حالت ہی بدل جاتی ہے اور آشنایون سے متنفر و برخاستہ
خاطر اور اصلاح عادات کے جانب مایل ہوجاتا ساتھہ اس کے موت سے ڈرتا نہین
برخلاف اس کے جب مزار ہی نہ ہو تو عبرت کا خیال ہی نہین ہوتا۔ بعض قومین جو
قبرستانون کو مثل چمنستان کے آراستہ بناتی ہین اس سے ہی حل نتیجہ مرگ و فنا سے
بیخوف ہوجاتا ہے اور عبرت و سوزش باقی نہین رہتی اور وہ جو بحری سفر مین میت کو
دریا برد کر دیتے ہین یا زمانہ سلف مین گنگا وغیرہ مین بہا دیتے تھے یہ بھی ترکیب سیوم
مین داخل ہے۔

فصل سوم داڑھی کا رکھنا اور موئے زہار کا مونڈھنا

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ بال سب ایک ہین پس حکم کے طور پر بعضو نکا مونڈھنا
حرام کیون ٹھہرایا گیا اور دوسرون کا واجب کیون ہے ہم عام طور پر جملہ احکام کی

نسبت یہہ جواب دے آئے ہین کہ اسلام مین خواہ اوامر ہون خواہ نواہی سب کے سب
مصلحت دنیاوی پر مبنی ہین اور یہہ مصلحت موقت نہین ہے بلکہ ابتدائی مذہب مذکور سے
دنیا آخر ہونے تک یہی مصلحت جاری رہیگی۔ پس یہہ احکام اوس ہمارے دعوے سے
مستثنی نہین ہو سکتے آدمی کو دو طرح کے بال ہین ایک اوس کی پیدایش سے ہوتے
ہین دوسرے بلوغ کے وقت پیدا ہوتے جو بال ابتدا سے ہوتے ہین وہ دو قسم کے ہین
ایک جو بڑھتے نہین دوسرے اوس کے خلاف پس اول قسم کے بال بیرونی فائدہ
بخشنے کو پیدا ہوے ہین چنانچہ یہہ آنکہہ اور بہون پر ہوتے ہین اور وہان روشنی کے
جذب اور کم کرنے اور گرد و غبار کے حایل ہونے کو مقرر ہین پس ان کا نکالنا خلاف مصلحت
ٹہرا اور دوسری قسم کے بال سر پر ہوتے ہین اور ان کا منشا یہہ ہوتا ہے کہ ان کے
ذریعہ سے وہ مادے اخراج پائین جو دماغ اور اوس کے متعلقات و حوالی مین
ہوتے ہین اور اسطرح اوس عضو رئیس کا تنقیہ ہوتا ہے پس یہہ تنقیہ کامل اوسی حالت مین
ہوگا کہ وہ بال کٹتے رہین اور نیز یہہ بال تمازت آفتاب اور موسم کے اثر سے سر کو بچاتے
ہین پس ان کا موسم و سرزمین کے لحاظ سے ایک حد تک پالنا بھی مصلحت پر مبنی ہے
لہذا ہمارے مذہب مین ان کی نسبت دونون حکم ہین لیکن ساتھہ اس کے یہہ بھی حکم ہے کہ
عورتون کے سے بال نہ پالین بلکہ تراشتے رہین ورنہ وہ قباحتین پیدا ہونگی جو فقرہ آیندہ
مین بیان ہوتی ہین اب ہم کو دو قسم کے لوگ نظر آتے ہین ایک وہ جو ان بالون کو کاٹتے
یا تراش دیتے ہین دوسرے وہ جو ایک مدت تک تراشنے کے بعد یا ابتدا ہی سے انہین اپنی
حالت پر چھوڑ دیتے ہین دوم قسم کے لوگ اوس فائدے سے محروم رہتے ہین جو بڑا
اور اصلی ہے یعنے ردی مادے جن کا اس ذریعے اون کے جسم سے نکلتا ہے ضرور

اخراج نہین پاتے اور اسطرح کے لوگ دماغی محنت اوس قدر نہین کر سکتے جیسے اول
قسم کے لوگ کر سکتے ہین اس دوسرے قسم مین عورتین بھی شریک ہین لیکن اون کا ابتدا
عمر کا زمانہ وہ ہوتا ہے جس مین دماغی محنت نہین پڑتی اور بعد بلوغ کے اس تنقیہ کے
عوض جس مین بالون کا تراشنا بروے مصلحت ضروری ہوتا ہے اون کے حیض جاری
ہوجاتا ہے با این دماغی محنت وہ مثل مردون کے نہین کر سکتے اور بعضے مرد جو عورتون
کے سے بال پالتے ہین وہ دماغی محنت سے عاری ہونے کے علاوہ بری عادتون مین
مبتلا ہوتے ہین جیسے زنانے وغیرہ سر کے بالون سے صرف دماغ وغیرہ کا تنقیہ ہی مراد
نہین بلکہ جیسا اوپر مذکور ہوا ان سے سر کی بیرونی حفاظت خصوصًا گرم ملکون مین ہوتی ہے
لیکن انہین گرم ملکون مین ان کے نہ نکالنے سے دماغ کی حرارت آنکھون کی سرخی وشورش
وغیرہ بھی ہوجاتی ہے اور اوسوقت برابر سر تراش دیا جاتا ہے اسیطرح سرد ملکون
مین بھی دماغ پر خون کا زیادہ میلان ہونے سے یہی عمل کیا جاتا پس معلوم ہوا کہ سر کے
بال تراشتے رہنا ضرور ہے چنانچہ نیاچرل یعنی طبعی طور پر بھی سر کے بال جلد جلد گرتے
اور دوسرے پیدا ہوتے رہتے ہین - بعد بلوغ کے بھی دو طرح کے بال پیدا ہوتے
ہین ایک وہ جو بڑھتے نہین رہتے جیسے ہاتون پیرون اور چھاتی پر کے بال دوسرے اون کے
خلاف پس صنف اول تراشنے کے لئے نہین بنے نہ یہہ نیاچرل طور پر گرا کرتے اور صنف دوم بھی
دو طرح کے ہوتے ہین ایک وہ جو ایسے مقام پر ہوتے جس کے نیچے چربی یا اخراجی غدود نہین ہوتے
جیسے داڑھی اور موچھین دوم اس کے خلاف جیسے بغل اور زہار کے بال پس جن بالون سے
کسی مادہ کا اخراج منظور نہین ہے اور کسی طبی ضرورت پر اونکا تراشنا لازم آتا ہے وہ تراشنے
کے لئے نہین بنائے گئے یہہ بعد جوانی کے مثل ایک ضروری چیز کے نیاچرل طور پر پیدا ہوتے

ہین اور ایک علامت تمیز عورت اور مرد مین رکہی گئی ہے اور جو لوگ ان کو نہین تراشتے اونہین کوئی نقصان بہی نہین ثابت ہوا پس جب تک ان کے نہ تراشنے مین کوئی نقصان نہین ثابت ہوا اس ضروری چیز کا علی الرغم نیچر نکالدینا خلاف مصلحت وحکمت ہے کوئی نہین ثابت کرسکتا کہ داڑہی منڈہوانے والون کی صورت اوس کے رکہنے والون سے زیادہ خوبصورت بن جاتی ہے نہ داڑہی رکہنے والے داڑہی کے وجہ سے بدشکل معلوم ہوتے ہین پس ایک غیرضروری امر تکلف سے لازم کرلینا اور خلاف مصلحت وحکمت بغیر اوس کا فائدہ سمجہے اور سوچے ہوے عمل کرنا نادانی اور اوس کے فواید سے محروم ہوجانا ہے رہی وہ صنف جس کے نیچے اخراجی غدود اور چربی ہوتی ہے جہان یہہ ہوتے ہین وہان سے ایک چکٹ اور بدبو مادہ بہی نکلا کرتا ہے پس ان بالون کو تراشتے رہنے سے وہ مادہ ان بالون کی صورت مین اخراج ہوجاتا ہے اور جمنے بہی نہین پاتا لہذا ان بالون کا متواتر اور جلد جلد تراشتے رہنا ضرور ہوا - یہہ بال بغل اور زیر ناف کے بال ہین چونکہ یہہ بال جلد بڑہتے جاتے ہین یہہ ہی ایک اشارہ نیچر کے جانب سے ہے کہ ان کا تراشتے رہنا ضرور ہے اور تراشنے سے یہہ اور ہی جلد جلد بڑہتے ہین اور وہ مادہ جلد جلد خارج ہوتا اور خون صاف ہوتا رہتا ہے

فصل چہارم وجود شیطان وجن وملک وغیرہ

ظاہر مین یہہ لوگ اوسی بات کو ثابت سمجہتے ہین جس کو وہ اپنی آنکہون سے دیکہتے ہین یا خود کی عقل مین آسکتی ہے لیکن خیال کرنیکی بات ہے کہ بہت سے امور حکمت کے اصول پر تحقیق کیے ہوے یا محققون اور سیاحون کے بچشم سر معائنہ کئے ہوے ہین مگر اونہین سواے چند آدمیون باقی لوگ نہین جانتے نہ اونہون نے دیکہا ہے پس تو کیا ان باتون کو سواے دوسرون کے بہروسے باور کرنے کے کوئی چارہ ہے اگر اپنے ہی آنکہون سے دیکہکر یا اپنی ہی عقل سے پاکر باور کرنا

لازمی گردانا جائے تو بہت تھوڑے باتین ہونگی جو باور کیجائیگی - کیا ہمارے عقل مین یہ
بات آتی ہے کہ قطب شمالی کے پاس چھ چھ مہینے کا دن اور اتنی ہی رات ہوتی ہے اور وہان
ایک اتنی بڑی روشنی نکلتی ہے جو آفتاب اور ماہتاب کا کام دیتی ہے یا مشتری کے گرد
مثلاً چار چاند زحل کے گرد سات چاند وغیرہ ہین یا آفتاب زمین سے تیرا لاکھ حصہ بڑا اور نو
کروڑ و تینتیس لاکھ میل دور ہے اور ہم ان باتون کو کیون باور کرین جب اپنی آنکھون سے
نہ دیکھ لین - اور کیا وجہ ہے کہ ہم دوسرون کی آنکھون یا عقل کا اعتبار کرین اور اوس پر اپنا
عقیدہ لائین بات یہ ہے کہ ہر شخص کی تحقیقات تمام دنیا کے معلومات کے لئے پوری نہین ہوتی
ہر شخص اپنی ذات سے جا کر ہر چیز کو نہین دیکھ آتا اسلئے محققین پر اعتبار کرنا لازم ہے
اور چونکہ حواس انسان بہت ادنے ہین اونکو دوسرے آلون کے ذریعہ مدد دیکر بڑھانا پڑتا
ہے مثلاً ہمارے آنکھون سے مریخ اور مشتری کا جرم اور اون کے متعلقات وغیرہ نظر نہین
آتے لہذا بڑے بڑے دوربینین لگانی ضرور ہین اسیطرح جو حواس عام طور پر سب انسانون
کو نہین دیگئی ہین اون کے لئے دوسرے محققین کا اعتبار کرنا لازم ہے اگر ہم سب کو سرے
سے آنکھین نہ دیجاتین تو ہمین نہ معلوم ہوتا کہ ہمارے سوا کیا کیا چیزین قدرت نے بنائے ہین
اگر اس حالت مین ہم سے ایک شخص کو آنکھین ہوتین اور وہ کہتا کہ ایک جانور ہے جس کے چار پیر
ہین تو ہم اوس پر قہقہہ لگاتے اور اوسے جھوٹا قرار دیتے اور اگر ہم کو اوس اندھے حالت
مین ایک بھونکنے کی آواز آتی ہم سمجھتے کہ کوئی چیز ایسی ہے جس کی یہ آواز ہے مگر اوس کی حقیقت
نہین معلوم ہوتی اور اگر کوئی اتفاقی آنکھین پا جانے والا اوس کا حال کہتا تو سوائے باور کرنے
کے چارہ نہ ہوتا - لیکن اسیطرح ہم کو آنکھین نہ ہونے سے خارجی مخلوقات کا انکار کرنا یا ایک
آواز سنکر کسی شئی کے وجود کو مان لینا مگر جاننے والے کو جھوٹا ٹھیرانا ہمارے سراسر نادانی

یا ہٹ دہرمی ہوتی اسیطرح ہم نہین کہہ سکتے کہ جو خلقت ہمکو نظر آتی ہے اوس کے سوا کوئی چیز موجود نہین ممکن ہے کہ ایک یا کئی خلقتین ایسی ہی ہون جو ہماری حواس سے محسوس نہ ہو سکین - لیکن انہین محدود حواسون کے ساتھہ اون کا انکار نہین ہو سکتا حکمائے زمانہ موجودہ کو یہہ دعوے ہے کہ چاند اور دوسرے سیارون مین مخلوق موجود ہے لیکن اونکی حقیقت سے ہم آگاہ نہین پس کیا اس سے انکار ہو سکتا ہے پس جب ایک نرے دعوے سے انکار نہین ہو سکتا تو کتنی ایک خارجی دلیلون سے جو بات پائے جاتی ہے اوسکو محض اپنے آنکھون نہ دیکھنے سے دور از عقل سمجہنا نفسانیت اور تعصب کے سوا کیا ہو سکتا ہے بہت سے علامتین ہم کو شیطان کے وارد ہونے کی اور اوس کے آثار اور جادو ٹونے کی ملی ہین اور روزانہ یہہ عمل جاری ہے ضلع اندور اور اوسکے تعلقات مین بہانامتی کے علانیہ وہ کام ہوتے ہین جن مین نہ کسی حکمت کا واسطہ ہے نہ کوئی انسانی ذریعہ کتنی ہی قفلون مین ایک شخص کو بند کر دو وہ باہر لاکر چہوڑ دیا جاتا ہے ایک پتلی پر جیسے اور جس جائے پر نشان کئے جاتین دشمن پر ویسی ہی داغ اوٹھتے ہین غرض ایسے بہت سے کام کئے جاتے ہین پس ان کو سنتے ہی کہدینا کہ غلط ایک نادانی ہے یون کیون نہ کہئے کہ ہماری سمجھ مین نہین آتا اور اس کے دیکہنے اور جاننے کے حواس ہم مین موجود نہین اور سوائے حواس خمسہ کے ایسے حواس بہی ہو سکتے ہین اور دو وانا یا اتفاقیہ حاصل کرتے ہین جن سے خلقت موجودہ کے علاوہ دوسری خلقت نظر آئی تعجب یہہ کہ اوس حکیم علی الاطلاق نے شیطان و جن و ملک کے وجود کا بیان کیا ہے اور بعض ایسے مسلمان ہین کہ اوس کی سب باتون پر ایمان لاتے ہین مگر انہین حواسون اور عقل موجودہ کو محصور علیہ گردان کر اوس بڑے دانا کے بیان کو باور کرنے سے انکار کرتے اور توجیہین نکالتے ہین مین یہہ کہتا ہون کہ انسان

کے معطیہ حواس کل مخلوقات کے محسوس و دریافت کرنیکو کافی نہین ان مخلوقات کے سوا
اور مخلوقات بہی ہین جن کے معلوم کرنے کو ان حواس کے سوا اور حواس چاہین اور
بالفعل اس کی دلیل کے لیئے شیاطین اور جنات کا ذکر قرآن مین ہونا مسلمانون کے
واسطے اور شیطانون کے عمل جو بارہا ثابت ہوتے ہین مسلمانون اور غیر مسلمانون کے
واسطے کافی ہے - اور جب اسطرح حواس کا ناکافی ہونا باور کرلیا گیا تو دین اسلام کے
کل دعوے اون اشیا کی نسبت جو غیر مرئی اور ہمارے اس عالم دنیا کے لحاظ سے
غیر موجود فی الخارج ہین مثلاً جنت و دوزخ حور و قصور وغیرہ سب کی اصل ظاہر و ثابت
ہوسکتی ہے جس کے لیئے دوسرے دلیل کی ضرورت نہین - جس وقت اسلام کی بنیاد
ڈالی گئی والکینوز یعنے کوہ آتش فشان کی کچھہ بہی تحقیقات نہین ہوی تہی اور اوس وقت
جو دوزخ کا ذکر ہوا خدی اوسے کوہ مذکور کے حالات محققانہ کے ساتھہ ملاکر ملاحظہ کیا
جائے تو معلوم ہو کہ دوزخ کی کل تعریف ممکنات سے اور صادق ہے یا نہین لوگ
نظریات اور مسمریزم کے قایل ہین مگر مرشدون کی توجہ اور چشم زخم کے اثر کے قایل نہین ہوتے
حالانکہ دونون امر اونکی فہم سے بالا ہین اور دونون کا عمل روزانہ تجربہ مین آتا ہے
عمل سے سانپ اور بچھو کا زہر ہر روز اوتارا جاتا ہے ہم دیکھتے ہین خود سیکھتے ہین اور
کرتے ہین بچھہ ہنستے ہین کیونکہ بہت سے لوگ ہنستے اور انکار کرتے ہین پس ہمین اونکے
ڈر سے دیکھکر بہی انکار کرنا ضرور ہے کہ مبادا نادان لوگ ہمکو نادان بنائین چشم زخم
کا ایک واقعہ جو خود مصنف اور اوس کے ہمراہیون پر گزرا تمثیلاً لکہا جاتا ہے سنہ ۱۲۸۹
مین مین اپنا مکان بنا رہا تھا اور خود ایک دوسرے محلہ مین کرایہ سے رہتا تھا یہی حال ہے
کرامت و معجزہ و استدراج کا - ڈاکٹر رگھوناتھہ جو سخت منکر ان چیزون کے ہین اونہین

سے پوچھا جائے کہ کیا اون کے پاس ایک شخص نے یہہ دعوے کرکے نہین ثابت کیا کہ غیب
کی اور دل کی بات بتا دیتا ہے حتی کہ اوس کے بیٹھے ہوے ایک خط ڈاکٹر صاحب کو آیا اور
اونہون نے کہولنا چاہا اوس نے منع کیا اور دوات قلم لیکر کچھہ لکہا پھر کہا پڑہو اور جواب لکھو جب
جواب لکہنا ختم ہوا اپنا لکہا ہوا کاغذ دکہایا جس مین نہ صرف آنے والے خط کی بلکہ جواب کی نقل
بھی تھی جو قبل از تحریر لکہا تھا اس کے سوا بھی بہت سے ناممکن امور اوس نے کر بتاے اور بہت
سے آیندہ کی خبرین دین جس سے اوس وقت تو ہمارے بے نفسانیت و منصف مزاج
ڈاکٹر صاحب متحیر و قایل ہوگئے مگر چند دنون کے بعد پھر وہی انکار ہے میز مرزم مین بھی غایبانہ
باتین معلوم ہوتی اور نہ دیکہا ہوا خط پڑہا جاتا اور غیر شہر دن کی خبر لادی جاتی ہے معجزون
اور کرامتون کا ثبوت تواریخ اور چشمدید شہادتون سے تواتر کو پہونچ چکا ہے غرض
مین اس بیان کو طول دینا نہین چاہتا اور جتنا لکہا غیر قایل کافی نہین مگر خدا مادہ عقل سلیم
ادراک اور تمیز دے مجھے یقین ہے کہ ایک روز ایسا آئیگا کہ یہہ سب باتین روی زمین
کے انسانون کو حاصل ہونگے اور وہ سب سمجھہ جائینگے اور ایک ہی سلسلے مین مسلسل ہونگے
بالفعل ترقی علم اسطرح دلیلین نکالنے اور سمجھنے کا پایہ ڈال رہی ہے مگر باوجود آئینی
دلیلین ملنے کے جواد سے قبول کرنے سے انکار ہو رہا ہے یہہ ہٹ دہرمی بھی بہت جلد نکل
جائیگی خدا یہہ زمانہ بہت جلد لائے اور ہمین دکہائے اور سب روی زمین کے انسانون
کو ہدایت و توفیق دے آمین بحبیبہ ہادی الضالین فقط

تمت

ضمیمہ اول محاسن اسلام

(انتخاب از کتاب ہسٹالوجی و فزیالوجی مصنفہ ڈاکٹر ٹی ای بی براون صاحب پرنسپل و پروفیسر مڈکل اسکول لاہور مترجمہ سید عزیزالدین صاحب فرخ آبادی مطبوعہ مطبع النوری آگرہ سنہ ۱۲۹۹ ہجری -

خون

خون دو جزون پر شامل ہے ایک ریڈ کارپسلس دوسرا لکر سیانگیونس - لیکر سیانگیونس مین بعض چیزین ایسی ہوتی ہین کہ اوس سیال کو رکھ دو تو اون اجزا سے فبرن بنکر جما ہے یہہ فبرن خون کے سرخ اور سفید دانون کو لیکر منجمد ہوتا ہے جس کو کلاٹ کہتے ہین - اس لوتھڑا سے ایک شفاف سیال علیحدہ ہوجاتا ہے جس کو سیرم یعنے آب خون کہتے ہین لیس خون کے دراصل تین حصے ہوئے سرخ اور سفید دانے اور لیکر سیانگیونس اور لیکر سیانگیونس دو حصون پر مشتمل ہے فبرن اور سیرم - اور جب خون رگون کے باہر نکلتا ہے تو دو حصون مین تقسیم پاتا ہے یعنے سیرم اور کراسامنٹم یا کلاٹ - کراسامنٹم مین خون کے دانے اور فبرن سے ہوئے ہوتے ہین - اصل کیفیت خون کے جمنے کی حال مین اس طور پر ثابت ہوی کہ دراصل خون مین فبرن موجود ہی نہین بلکہ دو خاص سیال جن کو فبرینوجنگ اور فبرینو پلاسٹک کہتے ہین خون مین علحدہ علحدہ موجود ہوتے ہین اور جبتک جدا ہین منجمد نہین ہوتے مگر جب یہہ دونون آپس مین مل جاتے ہین تو منجمد ہو کر فبرن بن جاتے ہین یہہ بات ابتک ثابت نہین ہوی کہ حالت زندگی مین دونون چیزین آپس مین کیون نہین ملتین - بعض خیال کرتے ہین کہ سرخ دانے خون کے مانع ملاپ ہوتے ہین کیونکہ فبرینوپلاسٹک تادم مرگ موجود رہتا ہے اور بعد وفات کے خون کے سرخ دانے اوس کو لیکر سیانگیونس مین بوسیلہ اسموسس کے پہونچا

دیتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ان دونون کے ملاپ کے واسطے تیسری چیز کا ہونا ضرور ہے
اور یہہ تیسری چیز اپنا اثر صرف ترکیبی طور پر کرتی ہے مثلاً کوئلہ اسپنجی پلاٹینم اس اثر کو پیدا
کرتے ہین اور یہی تاثیر خون کے دانون کی بھی اوس حالت مین ہوتی ہے جب وہ ساکت
ہون متحرک حالت مین اپنا اثر نہین کر سکتی - خون کے سرخ دانے اسٹرما سے بنے
ہوے ہین جس کو پاراگلوبولین بھی کہتے ہین اور جو ایک بیرنگ مسامدار چیز ہے اور ملایم
لچکدار فالودہ کے مانند ہوتی ہے اور اس مین ایک رنگدار عرق بھرا ہوا ہوتا ہے جو
اون سرخ دانون کی رنگدار چیز ہے اس عرق کو ہیماگلوبولین یا کروورین کہتے ہین اور یہہ دو
چیز سے مرکب ہے ایک ہیماٹین جو سرخ رنگ کی چیز ہے دوم ایک البیومن چیز جس کو غیر
نوملاسنک چیز بھی کہتے ہین ہیماٹین مین فی صدی چھہ حصے فولاد پایا جاتا ہے - سرخ دانو
مین مذکورہ اشیا کے سواے فی صدی دو حصے روغنی اشیا بھی پائی جاتی ہین جن مین
کولسٹرین اور فاسفوریٹڈ چربی شامل ہے اور کم مقدار مین لیکاتھین اور پیروٹوگون اور
نیز ۳۰۱ ا کاربونیٹ آف سوڈا فاسفیٹ آف لیم اور ایرن بھی ہوتا ہے - خون کے
سفید دانون کو لیوکوسیٹ بھی کہتے ہین یہہ دانے بہ نسبت شریان کے رگون کے خون مین زیادہ
ہوتے ہین یہہ دانے ایک فالودہ کے مانند رطوبت سے بنے ہین جس کو پروٹوپلازم کہتے ہین
علاوہ ان کے بہت سے گرانیولز بھی خون مین موجود رہتے ہین از انجملہ بعض تو چربی سے
بنے ہوتے ہین بعض آلبیومنوز سے اور بعض آلبیومن سے - ہیماٹین کے سو حصہ مین
۱۷ حصہ گلابولین ملا رہتا ہے اس مین فولاد بکثرت پایا جاتا ہے - سیرم مین ۹۰ حصے
پانی ۸ حصے آلبیومن اور ایک حصہ اور اشیا پائے جاتے ہین - اگر سیرم کو حرارت دین تو
البیومن منجمد ہو جاتا اور ایک رقیق چیز نکل آتی ہے جس کو سیرا سیٹی کہتے ہین اس مین چربی

نمک اکسٹرا کیٹو میاٹرس اور پانی ہوتا ہے سیرم کا بڑا جز البیومن ہے جو فی صدی ۸ حصے
اور کل خون مین فیصدی ۴ حصے ہوتا ہے سیرم مین پاراگلابیولین بھی پایا جاتا ہے جسکو
حال کی تحقیقات مین خون کی فیبرنو پلاسٹک چیز جانتے ہین اسی سے فیبرن بنتا ہے سیرم
مین کئے قسمون کی چربی بھی ہوتی ہے خاصکر پالماٹین اولین - کولسٹرین - اور سیرولین
یہہ اخیر ایک خاص قسم کی چربی ہے جو صرف خون ہی مین پائے جاتی ہے - سیرم کے اکسٹرا
اکیٹو میاٹرس مین بہت سی علمدار چیزین تہوڑی تہوڑی پائی جاتی ہین یعنے کریاٹین
کریاٹنین - ہیوزان تھین - اور نیز یوریا - یورک آسیڈ اور ہیورک آسیڈ - اور یہہ
تینون چیزین خصوصًا گردے کی مرض کے حالت مین بہت بڑہ جاتی ہین - اور لیوسین
اور ٹیروسین بحالت امراض جگر اور شاید صحت مین بھی خون مین پائے جاتے ہین --
خون مین ایک مادہ گلیکوجن ہی جگر کی رگون اور دل کی داھنے خانون مین پایا جاتا ہے
جو شکر انگوری مین تبدیل پایا جاتا ہے خون کے رنگ دینے کو ہماٹین کے علاوہ سیرم مین
ایک سبزی مایل زرد رنگ کی چیز ہوتی ہے جو یرقان مین بڑہ جاتی ہے - اوڈر دیلفرس
میاٹرس یعنے اشیائے بودار خون مین تین قسم کی ہوتی ہین - اول ایک سیماب طبع
روغن لہسن کی بو کا جو خون کی چربی دار اشیا کے ہمراہ ملا رہتا ہے دوم ایک سیماب
طبع تیزاب جس کی بو مثل اوس حیوان کے تنفس کی بو کی ہوتی ہے جس کا وہ خون ہے -
سوم اقسام طرح کے سیماب طبع روغن جو مختلف طعام کھانے سے جذب ہوتے ہین
اور باعتبار قسم طعام کے مختلف ہوتے ہین خون کے نمک کلورائڈ آف سوڈیم اور پوٹاسیم
فاسفیٹ آف پوٹاش - کاربونیٹ آف سوڈا - سلفیٹ آف سوڈا - فاسفیٹ آف لیم
اور آیرن اور نہایت کم مقدار مین سالیکان - کاپر اور منگنیز ہے - سو حصے خون مین

خون کا رنگین مادہ
خون کا نمک
خون کے بودار اشیا

دانے ۳۴ حصے اور لیکر سپا گنیولس ۶۷ حصے ہے - سو حصے سرخ دانون مین پانی ۵۷ حصے اور ثقیل اجسام ۴۳ حصہ ہے سو حصہ لیکر سپا نگیولس مین پانی ۹۱ حصے اور ثقیل اجسام ۹ حصے ہے - اس نو حصہ مین آلبیومن ۷ حصے فیرن $\frac{2}{10}$ روغنی اجزا $\frac{1}{5}$ اکسٹر اکٹیو میاٹرس $\frac{3}{10}$ اور اقسام نمک $\frac{8}{10}$ شریانی خون مین دیگر اشیا کم ہوتی ہین اور فیرن زیادہ یہہ خون بہ نسبت رگون کے خون کے جلد جم جاتا ہے شورے کے عرق مین شریانی خون کا فیرن حل نہین ہوتا مگر لوگون کے خون کا حل ہو جاتا ہے - شریان کے خون مین آکسیجن زیادہ ہوتا ہے کاربانک آسیڈ کم شریانی خون کے اجزا تمام شریانون مین یکسان پائے جاتے ہین کچھ فرق نہین ہوتا - خون کے فوایدین سے ایک یہہ ہے کہ کل زاید اشیا جن کے جسم مین رہنے کی ضرورت نہین رہتی اپنے مین حل کر کے اون مقامات اور گلیٹون تک جو اون کے خارج کرنے کے واسطے مقرر ہین پہونچاتا ہے علاوہ اشیاء متذکرہ کے خون مین لمف بھی ہوتا ہے جو لمف بعد پرورش کے خون مین بچ رہتا ہے اوس کو جاذب اورِدۂ جذب کر لیتی ہے - لمف کو کچھ دیر رکھنے سے تو لوتھڑا جمتا ہے جس مین فیرن اور سفید دانے بھی ہوتے ہین اور اوس لوتھڑے سے سیرم نچڑ آتا ہے جس مین پانی آلبیومن - نمک - روغنی اشیا اور اکسٹر اکٹیو میاٹرس پائے جاتے ہین ان اکسٹر اکٹیو میاٹرس مین شکو یوریا اور لیوسین ہوتا ہے - سو حصے لمف مین ۹۴ حصے پانی - ۴ حصے آلبیومن $\frac{1}{2}$ حصے چربی $\frac{1}{2}$ حصہ اکسٹر اکٹیو میاٹرس اور ایک حصہ نمک ہوتا ہے - دس ہزار حصہ سیرم مین صرف (۵) حصہ فیرن ہوتا ہے -

پیشاب

قارورہ کے اجزا یوریا دو حصہ - یورک آسیڈ ۰.۵ حصہ - اقسام نمک جن کے ایسڈ

اور بسینز کا علیحدہ علیحدہ اخراج لکہا جاتا ہے ۔ ۴۰ حصہ میوکس اکسٹرا کٹیو میاٹرس ۱۵ حصہ
سوائے اس کے قارورہ سے اشیاء ذیل روزانہ اخراج پاتے رہتے ہین ۔ یوریا ۵۱۲
گرین یورک آسیڈ ½٨ گرین ۔ سلفیورک آسیڈ ۳۱ گرین ۔ فاسفارک آسیڈ
۴۴ گرین کلورین ۲۵ گرین ۔ پوٹاس ۵۸ گرین ۔ سوڈا ۱۲۵ گرین ۔ لیم ۳ گرین
گمنشیا ۲ گرین ۔ فاسفیٹ آف ایرن اور سلیکا ۔ کیسقد ۔ میوکس ۷ گرین کریاٹین
(منجملہ اکسٹرا کٹیو میاٹرس کے) ۱۱ گرین کریاٹی نین ۴ گرین ، ہیپورک اسیڈ
۵ اگرین ۔ یوریا اگر صرف نباتی غذا کہائین تو روزانہ ۲۶۴ گرین خارج ہوتا ہے
اور ملی ہوئی غذا کہانے سے ۵۱۲ گرین اور صرف حیوانی سے ۱۳۳۲ گرین ۔ مگر محنت
اور مشقت سے زیادہ ہوتا ہے جوان آدمیون کے پیشاب مین بہ نسبت عورات بچون
اور مسن اشخاص کے زیادہ خارج ہوتا ہے اگر پانی کی موجودی مین یوریا کے اجزا
متفرق ہون تو کاربونیٹ آف امونیا بنتا ہے جس سے پیشاب مین آلکلی کی کیفیت
آجاتی ہے ۔ اگر پیشاب کچھ عرصہ تک مثانہ مین رکا رہے تو اوس کے لعابدار رطوبت
کے اثر سے یوریا اور پانی کے اجزا متفرق ہوکر یہی کیفیت ہو جاتی ہے ۔ یورک آسیڈ
پانی مین حل نہین ہوتا ۔ حیوانی غذا کہانے سے ہر روز ½۴ گرین اور نباتی غذا سے
دیڑہ گرین خارج ہوتا ہے ۔ یہہ پیشاب مین فاسفیٹ آف سوڈا کے ذریعہ سے
حل رہتا ہے جس سے وہ خود آسیڈ فاسفیٹ آف سوڈا بن جاتا ہے اور پیشاب کو
تیزابی کر دیتا ہے ہیپورک آسیڈ انسان کے پیشاب مین ½ ۷ گرین ہر روز خارج ہوتا ہے
مگر گہانس کہانے والے جانورون کے پیشاب مین بکثرت ہوتا ۔ یہہ پانی مین حل ہوتا
ہے ۔ کریاٹین ½۴ گرین اور کریاٹی نین ۷ گرین ہر روز پیشاب کے ہمراہ خارج ہوتے

ہین کہ یاٹین کو جوش کو دینے سے کہ یائی نین بن جاتا ہے اور کیمیا فعل کے اثر سے
یہہ دونون یوریا مین تبدیل ہو جاتے - مرض کی حالت مین پیشاب مین یہہ اشیا اکثر پائے
جاتے ہین ہیپوزان تہین - لیوسین پرٹوسین - ٹارین - ایلان ٹوئین - پیشاب کے
رنگ دار اشیا یہہ ہین یورو بلین - یورو ہماٹین جسمین فولاد بہی ملا ہوتا ہے اور
جس کو ہیمیورین بہی کہتے ہین - بعض اوقات ایک نیل کی قسم کی چیز ہوتی ہے جس کو
انڈیکین کہتے ہین - پیشاب کی بو بسبب ایک خاص چیز کے ہے جس کو لوٹرالک آسیڈ کہتے
ہین اور نیز ایک قسم کے تیزاب کے جس کو یوریا ڈاماٹرک آسیڈ کہتے ہین - پیشاب مین روغنی
اشیا اور میوکس کارپسکلس اور اپی تھیلیل کارپسکلس خصوصاً بحالات امراض سوزشی ہوتے
ہین - پیشاب مین سلفیٹ قسم کے نمک حیوانی غذا کہانے سے ۵۰ گرین اور نباتی سے
۸۷ گرین ہر روز خارج ہوتے ہین - فاسفیٹ قسم کے نمک سوڈا اور پوٹاس کے ساتھ
فاسفارک آسیڈ مل کر آلکلین فاسفیٹ کہلاتے ہین اور سیم اور مگنشیا سے مل کر ارتھی
فاسفیٹ ارتھی فاسفیٹس آلکلین اور نیوٹرل پیشاب مین حل نہین ہوتے آسیڈ فاسفیٹ
آف سوڈا مین حل ہو جاتے ہین - صحت کے پیشاب کو یورک آسیڈ ہیپورک آسیڈ
اور لیاکٹک آسیڈ کچھ حصہ سوڈا کے ساتھ ملکر تیزابی کر دیتے ہین مگر جب یوریا تبدیل
ہو کر کاربونیٹ آف امونیا بن جاتا ہے تو فاسفیٹ مگنشیا کے شش پہلو قلم اور فاسفیٹ
آف لیم کا سفوف تہ نشین ہوتا ہے دماغی محنت کے کامون مین یہہ نمک زیادہ خارج
ہوتے ہین محنت مشقت حیوانی غذا اور دماغی تحریک سے بڑھتے - بہوکا رہنے اور
نباتی غذا سے کم ہوتے امراض دماغ مین قریب ۵۶ گرین فاسفارک آسیڈ روزانہ
خارج ہوتا ہے - پیشاب کے کلورائیڈ نمک خاصکر کلورائیڈ آف سوڈیم یعنی کہانے کا

Jaundice acid & Indican
Urea Damatanic acid

نمک روزانہ ۲۶۲ گرین اور کلوریڈ آف پوٹاسیم ۱۵ سے ۳۰ گرین تک خارج ہوتا ہے
بخار اور سوزشی امراض مین کیسا ہی زیادہ نمک کہایا جائے بہت کم بلکہ بعض اوقات
مطلق نہین اخراج پاتا اس حالت مین بعض اوقات ایک اور قسم کا نمک یعنے آگز
لیٹ آف لیم خارج ہوتا ہے جو مطلق حل نہین ہوتا اور جو صحت کے پیشاب مین کبھی
نہین ہوتا بچہ کے پیشاب مین یوریا اور کلوریڈ نمک بکثرت مگر اور اجزا بہ نسبت

بچہ کا پیشاب

جوان کے کم اور اکثر اوقات آگزلیٹ آف لیم بھی ہوتا ہے - نیٹروجن دار علی الخصوص
حیوانی غذا کہانے سے یوریا - اور یورک آسیڈ زیادہ اور بدون نیٹروجن کی چیزین
اور نباتی غذا سے یہہ چیزین کم مگر ہپورک آسیڈ اور آگزلیٹ آف لیم زیادہ ہوتا
ہے - شراب اور چائے اور کافی سے یورک آسیڈ کم ہوتا زیادہ مقدار پانی پینے سے ثقیل
اجزا کم ہوتے مگر یوریا اور یورک آسیڈ معمولی مقدار سے بھی بڑھ جاتا ہے - - -
مشقت جسمانی سے ثقیل اجزا خصوصاً سلفیورک اور فاسفارک آسیڈ اور کلورین
زیادہ ہوجاتا ہی دماغی مشقت سے یوریا اور خاصکر سلفیورک اور فاسفارک آسیڈ اور کلورائیڈ زاید ہوجاتے اگر قارورہ
علیحدہ رکہدین تو ملغمی رطوبت کا ایک ہلکا طبق برتن کی پیندی پر جمع ہوگا اور ایک یا دو روز تک رکہدین تو قلما خیز کا دبیز طبق
جو اکثر فاسفیٹ ہوتا ہے برتن کی پیندی یا اطراف مین جم جائیگا - صرف مثانہ کے

طریق اخراج پیشاب

عضلاتی طبق کی حرکت سے پیشاب خارج ہوجاتا ہے لیکن اکثر شکم کے عضلات کا زور
بھی پڑتا ہے یعنے اول گلاٹس کا سوراخ بند ہوکر ڈیافرام یعنے حجاب حاجز دبجاتا
ہے بعد ازان شکم کے ترچھے اور آڑے عضلات مثانے پر زور ڈالتے ہین اور تب
پیشاب خارج ہوتا ہے -

براز

براز

پاخانہ مین تمام غیر حل ہونے والے اجزا خارج ہوتے ہین جیسے عفر دنون کے مسلمقین ریشہ دار بناوٹ - ترکاریون وغیرہ کے رگین - ریشے اور سخت سلز - اور اگر گوشت بکثرت کہایا ہو تو کچہ عضلاتی ریشے بہی علاوہ اشیائے مذکورہ صدر کے صفرہ کی زنگدار اشیا اور تیزاب اور اقسام نمک اور اکسٹر اکیٹو میاٹرس خصوصًا کولسٹرین اور اپی تھلیل سلیز پاخانے کے ساتھہ خارج ہوجاتے ہین - منجملہ اکسٹر اکیٹو میاٹرس کے دو چیزین خاص ہین اول اکسکریٹین جو ایک سہ گوشہ قلمدار شکل کی روغنی چیز ہے جو صرف بڑے امعا مین پاخانے کے ہمراہ پائے جاتی ہے اور جس مین گندہک بہی ملی ہوتی ہے دوسری اسٹرکورین جسکی قلمین باریک مثل سوئی کے ہوتی ہین اور خیال کیا گیا ہے کہ یہہ چیز ایک قسم کی کولسٹرین ہے - پاخانے کے ہمراہ اکثر ایک قسم کی ہوا بہی شامل ہوتی ہے جس کو فلاٹس یعنے گوز کہتے ہین - یہہ ہوا ہاضمہ کی نالی کی ہر مقام مین پائے جاتی ہے اس مین کسی قدر وہ ہوا جو کہانے کے ہمراہ اندر داخل ہوتی ہے شامل ہوتی ہے خصوصًا جب کہ لقمہ اچھی طرح نہ چبایا جائے مگر آنتون کے اندر کہانے کے سڑنے اور اجزا متفرق ہونے سے بہی کچہ ہوا پیدا ہوتی ہے - بعض یہہ بہی خیال کرتے ہین کہ کچہ حصہ ہوا کا خون مین سے نکل کر امعا مین آجاتا ہے - آکسیجن ہوا جو منہ کے اندر سے معدے مین داخل ہوتی ہے وہ بذریعہ خونی رگون کے جذب ہوجاتی ہے اسواسطے امعا کے اندر آکسیجن ہوا نہین پائی جاتی - معدہ کے اندر بہت تہوڑی ہوا ہوتی ہے جس مین فیصدی گیارہ حصہ آکسیجن چودہ حصہ کاربانک آسیڈ ۴ حصہ ہیڈروجن اور ۷۱ حصہ نیٹروجن ہوتا ہے چہوٹی امعا کے اندر کی ہوا مین آکسیجن مطلق نہین بلکہ کاربانک آسیڈ ۳۰ حصہ - نیٹروجن

۸ ۵ حصہ اور ہیڈروجن ۱۲ حصہ ہوتا ہے بڑے امعا مین کاربانک آسیڈ ۵۷ حصہ ہیڈروجن اور کاربیوریٹڈ ہیڈروجن ۸ حصہ اور نیٹروجن ۳۵ حصہ اور جو ہوا خارج ہوتی ہے یعنے گوز اوسمین کاربانک آسیڈ ۱۴ حصہ - ہیڈروجن اور کاربوریٹڈ ہیڈروجن ۳۶ حصہ - سلفیوریٹڈ ہیڈروجن ایک حصہ اور نیٹروجن ۲۲ حصہ ہوتا ہے - پاخانہ پھرنے کی کیفیت - اول بیرونی اور درونی اسفنکٹر ڈھیلے ہوکر لیویٹرانیئی کی حرکت سے اوپر اور باہر کی طرف کھچ جاتے ہین اسصورت مین اگر رطوبت رقیق ہو تو صرف آنتون کی حرکت اخراج کے واسطے کافی ہوتی ہے ورنہ فعل اسٹرینگ یعنے کوتھنے کی ضرورت ہوتی یعنے اول سانس زور سے اندر کو لیجاتی اور تب گلاٹس کا سوراخ بند ہوجاتا ہے تاکہ ہوا نکل نہ سکے اور ڈیافرزم اوپر نہ اوٹھ سکے زاں بعد شکم کے عضلات اپنی اندرونی چیزون کو دباتی ہین چونکہ ڈیافرام اس حالت مین بےحرکت ہوتا ہے اسواسطے یہہ سب زور شکم کے درونی آلات پر پڑتا ہے جس سے مقعد کے اسفنکٹرس ڈھیلے ہوجاتے ہین اور پاخانہ خارج ہوتا - گوز اس کے لیئے بھی مثل پاخانے کے کوتھنے کے عمل ہوتا ہے اور یہہ فعل اختیاری ہے - بعض حالت مین معدہ اور امعا کا فعل الٹا ہوجاتا ہے جس کو آنٹی پرسٹالٹک آکشن یعنے منقلب فعل واقعہ کہتے ہین - اکثر یہہ فعل معدہ مین ہوتا ہے جس کے سبب ہوا موتھہ سے اندر آجاتی ہے جس کو ابرکٹیشن یا بلچنگ یعنے ڈکار کہتے ہین - اس کے لیئے معدہ کا کارڈیاک سرا ڈھیلا ہوجاتا ہے اور اس حالت مین اس پر شکم کے عضلات کا دباؤ پڑتا اور ڈیافرام اپنی جگہہ پر قایم رہتا اور ڈکار آجاتی ہے - یہہ فعل اکثر بےاختیاری ہے مگر طبیعت اس کو روک بھی سکتی ہے - لعد

بعض اوقات پیدا بھی کرسکتی ہے۔ استفراغ- یہہ بھی ڈکار کا سا ہے مگر اسمین زیادہ زور پڑتا ہے حتے کہ معدے کا مواد منھہ کی راہ سے باہر آجاتا ہے۔

کیموس یا کیم

یہہ عام مرکب کہانے کا ہے اور ملایم اور غلیظ مانند گودہ کے ہوتا ہے۔ ذائقہ مین ترش اور نیز کیفیت تیزابی اس مین پائی جاتی ہے۔ کہانے مین معدے کی رطوبات مل کر اور تمام کہانے کی نیٹروجن دار اشیا تبدیل ہوکر پپٹون بن جاتی ہین اور قریب قریب کل نشاستہ شکر انگوری مین بدل جاتا ہے مگر کسی قدر باقی بھی رہ جاتا ہے روغنی اجزا مین کچھہ تبدیل نہین ہوتی صرف چھوٹے چھوٹے دانے علیحدہ ہوجاتے ہین اور غیر حل ہونے والی اشیا مثلاً الاسٹک ٹشو۔ غضروفون کے سلز۔ بال اور نباتی ریشے اور رگین اور سخت سلز مین تبدیل نہین ہوتی بلکہ یہہ معدے کے کیم مین سے رہتے ہین۔ اقسام رطوبات کی مقدار جو معدہ اور امعا مین کہانے کے ہمراہ آمیز ہوتی ہین بہت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ہر روز معدے کے اندر خشک غذا ڈہائی پونڈ سے زاید اور رقیق اشیا بھی تین پونڈ سے زاید نہین جاتی الا ان مین رطوبات جسمانی حسب تفصیل ذیل شامل ہوجاتی ہین۔ یعنے تہوک ½ ۳ پونڈ۔ گیسٹرک جوس ۱۴ پونڈ صفرا ½ ۳ پونڈ پیانکریاٹک جوس ½ پونڈ۔ اور امعا کی رطوبت ½ پونڈ جس کی مقدار کل ۲۲ پونڈ ہوتی ہے۔

پیانکریاٹک جوس یعنے لبلبہ کی رطوبت

اس مین فیصدی ۹ حصہ ثقیل اجزا مین مثلاً ½ ۸ حصہ ایک خاص مرکب البیومن کا جس کو پیانکریاٹین کہتے ہین اور بقیہ نمک خصوصاً کاربونیٹ آف سوڈا فاسفیٹ آف

سوڈا - لیم - نمک خوردنی - کلورائڈ آف پوٹاسیم -

گیاسٹرک جوس

اس مین ½ ۹۹ حصہ پانی اور نصف حصہ ثقیل اشیا ہوتی ہین - منجملہ ثقیل اشیا کے ١/٥ حصہ پیپسن اور تتمہ ١/٥ حصہ مین کلورائڈ آف سوڈیم فاسفیٹ آف سوڈا - لیم مگنشیا - اور فی دس ہزار حصے جوس مین دو حصے ہیڈروکلارک اسیڈ ہوتا ہے اور لاکٹک اور فاسفارک اسیڈ بھی اس جوس مین شریک ہین -

میوکس

اس مین فیصدی ۹۳ (۹۵) حصے تک پانی - ۳ حصہ سے ۵ حصہ تک ایک خاص چیز جس کو میوکرسین یا میوسین کہتے ہین شریک ہے اور نیز فیصدی ایک حصہ نمک اور ایک حصہ اکسٹرکٹیو میاٹرس ہوتے ہین

تھوک

اس مین پانی ۹۹ حصہ - اور حیوانی اشیا ١/٥ حصہ ہوتے ہین - اور حیوانی اشیا مین ٹیالین ۱/... حصہ ہوتا ہے مابقی البیومن گلوبولین - لیوکوسین اور چربی علاوہ اس کے تھوک مین فیصدی ½ حصہ کلورائڈ آف سوڈیم کلورائڈ پوٹاسیم فاسفیٹ آف سوڈا - اور فاسفیٹ آف لیم - مگنشیا ایرن اور کسیقدر سلفیٹ آف سوڈا ہوتا ہے - اور نہایت کم مقدار مین سلفوسیانیڈ آف پوٹاسیم بھی ہے یعنے ایک لاکھ حصے مین چھ ۶ حصے -

آنسو

آنسو مین نمک خوردنی ایک حصہ اور پانی ۹۹ حصہ ہوتا ہے -

پسینہ

اس کے ایک ہزار حصہ مین ۵ سے بارہ حصہ تک ثقیل اجزا پائے جاتے ہین - ازانجملہ کہانسے کا نمک ۳ حصے اور دیگر اقسام نمک مثلاً لیاکٹیٹ - فاسفیٹ - سلفیٹ وغیرہ دو حصے اور نیز ایک خاص قسم کا نیٹروجن دار تیزاب بہی ہوتا ہے جو یورک اسیڈ سے بہت ملتا ہے اور جس کو سوڈورک اسیڈ کہتے ہین اور علاوہ اس کے نہایت کم مقدار مین یوریا بہی -

پوست کی چکنائی

سبیشس گلٹیا اپنی رطوبت کو جلد کے ادن مقامات پر پہونچاتے مین جہان بہر وبالکلس ہوتے ہین ان کی ریزش کی کیمیائی ترکیب مین فیصدی پانی ۳۵ حصے روغن اجزا ۱۰۴ حصہ - البومن دار اشیا ۳ ۲ حصہ - اور اقسام نمک ۲ حصہ ہوتا ہے - یہہ رطوبت جلد کو چکنا اور ملایم کرتی اور مرطوب ہوا کے اثر محفوظ رکہتی ہے -

منی

اس مین البیومن اور ایک مخصوص حیوانی مادہ ہے جس کو اسپرمٹین یا اسپرموٹزووا کہتے ہین جو ایک قسم کا کیڑا ہے - اس کے سیال جزو مین اس کو میس اور کلسنار اپنی تحلیل سلز اور چربی کے دانے اور دانہ دار مادے شریک ہین - نیز منی مین فاسفیٹ آف سوڈا اور لیم اور میوا ٹیٹ آف سوڈا اور لسم ہوتا ہے -

دودھ

اس مین فیصدی ۹۰ حصہ پانی - ۳ حصے ایک قسم کی آلبیومن وار چیز جس کو کیسین کہتے ہین ۲½ حصہ روغنی اجزا اور ۳½ حصہ دودہ کی شکر جس کو لیاکٹین کہتے ہین - اور ایک حصہ نمک اور اکسٹر اکٹیو میاٹرس جن مین ایک چیز لیستھی لین بھی ہوتی ہے شریک ہین اور کم مقدار مین یوریا بھی ہوتا ہے روغنی اجزا مین اولین پالماٹین اور اسٹرین مین جو روغنی تیزابون کے ہمراہ یعنے بیوٹرک آسیڈ کیپرایک آسیڈ یا کیپرک آسیڈ کے ساتھ جو گلسرین کے ہمراہ شامل ہے ملے ہوے پائے جاتے ہین علی الخصوص کلورائڈ اور سلفیٹ آف پوٹاس - سوڈا - فاسفیٹ آف مگنشیا - اور لیم اور کم مقدار مین فاسفیٹ آف ایرن بھی جو کیسین کے ہمراہ دودہ مین ملا ہوتا ہے دودہ کے اندر روغنی اجزا کے ذری کیسین کے غلاف مین ملفوف اور دودہ سے علیحدہ رہتے ہین - اگر دودہ کو کچھہ عرصہ تک علیحدہ رکھدین تو یہہ ذری اوس کی سطح پر مثل ایک طبق کے جم جائینگے جس کو کریم یعنے ملائی کہتے ہین اگر دودہ یا ملائی کو کسی چیز سے خوب ہلائین تو روغنی ذری ٹوٹکر آپس مین مل جائینگے جس کو بٹر یعنے مکھن کہتے ہین مگر اس مین کیسین کے ٹوٹے ہوے غلافون کا بقیہ بھی شامل رہتا ہے اگر مکھن کو گرم کرکے چھان لین تو کیسین بھی علیحدہ ہو جائیگا اور صرف روغنی اجزا باقی رہ جائینگے جس کو گھی کہتے ہین اگر دودہ کو کچھہ عرصہ تک رکھہ چھوڑین تو اوس کا لاکٹین لاکٹک آسیڈ مین تبدیل ہوکر ترش کر دیگا اور کیسین جم جائیگا جس کو کرڈ یعنی دہین کہتے ہین بقیہ عرق مین لاکٹک آسیڈ

اور کچھ شکر اور نمک رہ جاتا ہے اگر دودھ مین کوئی تیزاب ملا دیا جائے یا معدہ کی لعابدار جہلی کا ایک ٹکڑا ڈالدیا جائے تو یہہ کیفیت بہت جلد واقع ہوگی - اگر دہی کو خوب دباکر نچوڑ لیا جائے تو ایک سفید منجمد چیز حاصل ہوگی جس کو پنیر کہتے ہین اس مین کیسین اور کسیقدر روغنی اجزا بھی شامل ہوتے ہین -

جلد یا چمڑا

جلد کے دو حصے ہوتے ہین ایک کیوٹکل یا اپی ڈرمس دوسرا کیوٹس کیوٹکل مین خونی رگین اور حس نہین ہوتی یہہ صرف بیرونی پوشش ہے اس کی ترکیب مین ایک سخت چیز مثل سینگ کے جس کو کراٹین کہتے ہین پائی جاتی ہے - کیوٹکل کو سخت جلد کہتے ہین - کیوٹس اصلی جلد ہے - اس کی کیمیائی ترکیب مین خاص کر جلاٹین اور بعض اقسام کے نمک ہین جو بذریعہ ٹانک آسیڈ کے جلد سے علیحدہ ہوسکتے ہین -

ہڈی ناخن اور سینگ

اعصاب اور خونی رگین ان مین مطلق نہین ہوتین -

تمت

صحت اغلاط کتاب مجالس اسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۸	کو نہین	تو نہین	۱۰	۶	مراتب	مذاہب
۴	۶	تمثیل	تعمیل	″	۱۴	خداکی	خدا اسکی
۵	۳	تنقیح	تنقیہ	۱۲	۱۱	بیمار	بیچا
″	۵	مداہ	ھداہ	۱۶	۱۵	مخلصًا	ملخصًا
″	″	مراء	داء	۱۷	۵	ضروری	جزوی
″	″	متقد	منقد	″	۶	کرنا	ہونا
۷	۸	چھوڑانے	پچھوڑنے	″	۷	ابتداء	امتداد
″	۱۸	توریت	توزیث	۱۸	۳	کہا گیا	کہا
″	۱۹	فرایض کا	کا	۱۹	۱۲	اوست پتی	اوٹ پتی
۸	۲	باہتاہے	چاہتاہے	″	۱۵	اوث	روث
″	۳	غیرالحق	غیرمستحق	″	۱۶	برجا	برہما
″	۶	بیچاروں کی	بیچاریوں کی	″	۱۸	ایوبن	ریوبن
″	۸	اورہونا	مالدارہونا	۲۰	۵	سامس	سامسن
″	۱۷	کھاناکھاو	کھاناکم کھاو	″	۱۳	برمنا	پیدنیا
۹	۷	رانڈ	آنڈ	″	۱۶	سس	سن تکوین
″	۸	قریب بیع فایدایک	ایک	″	۱۷ اور ۱۸	لیوبان	لیویان
″	۹	حمام	حرام	۲۱	۱	اتھہ	رتھہ
″	″	بڑے	برے	″	۳	ملیوبان	لیوئیان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۶	کرڑ ٹیکہا	کرڑ ٹپکہہ				
″	۹	پیپلون	بہلون	۴۱	۲	جہاڑون	جہار ڈن
۲۲	۷	وغیرہ	چھپکلی وغیرہ	″	″	کئے	کئے اور فقرہ دوم مین
″	حاشیہ	ونا پاکی	پاکی ونا پاکی	″	۳	بارنیا	بارنیا سے
″	۱۱	۲۶	۶۶	۴۲	۵	بچکے	بچکے یا
۲۴	۱۵	بڑا اور	بڑا یعنے	″	۱۷	پتہرون	پتھرون وغیرہ
۲۵	۲	ایک ہین	ایکہی	۴۳	۴	نہ ہرکسی	نہ کہ کسی
″	۱۵	قلعی گر	قلعی کر	″	۱۲	قصہ بعد	قصہ معہ
″	۱۶	اوفرلریا	اور ملیریا	″	۱۷	بس ہین	پس نہین
۲۹	۵	بھیڑون	بھیبڑون	۴۴	۵	نہ خدا	نہ کہ خدا
۳۱	۱۵	جانے	ہوجانے	″	حاشیہ	کتاب الاسلام	کتاب اول و دوم
۳۳	۱۹	شورا	شورہ	۴۵	۴	مجوسیون	مجوسیون
۳۶	۳	سبوش بنڈر	برش بنڈر	۴۶	۱۳	بہی	اونہین
″	۱۸	مال	ان	۴۸	۱۱	مناجات	نباجات
۳۷	۷	سے ہے	سے ہے ۱۶ ف	″	″	نے کہتے ہین	نے کہے ہین
″	۹	ہہودا	یہودا	″	۱۶	کو	کو دیکہا
″	۱۹	کنشش	کنفشن	۵۰	۱۹	برے بیان	میرے بیان
۳۸	۹	خط یہودا	یہودا	۵۲	۱۷	پر ثبوت	و ثبوت
۳۹	۱۶	کے ظاہر ہوے	سے ظاہر ہے	۵۴	۷	قرتبس	قرنتس
″	۱۷	سیا تہا	ساتہہ	۵۸	۵	مثنوی	منوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۰	۱۰	مقعدی	متعدی	۷۲	۱۵	پاتا	ہونے پاتا
۶۱	۱۱	ادہر	اوپر	۷۳	۲	علاوہ	علاوہ بہی
۶۲	۲	ہوگے	موسٹے	〃	〃	یافت	بافت
〃	۱۸	ہوئے ہے	ہوتا ہے	〃	۱۲	برائی	براری
۶۴	۱۹	جبادات	عبادت	〃	۱۷	تعداد	تعدد
۶۵	۵	ترتیب	ترغیب	۷۷	۱۳	ال	مال
۶۶	۱۰	جودیریہی	جویہی	۷۸	۱۱	جورا	جورسلہ
〃	۱۴	کچھہ بھی	کچھہ یہی	۸۰	۶	مقرر ہین	مقرر نہین
〃	۱۸	کہرکو	دکبرکو	۸۲	۱۸	۱۲۸۸ھ	۱۳۱۸ھ
۶۷	۲	سکے	سکتے	۸۳	۸	جتیان	ہتیان
〃	۷	بیٹو سہنا	پڑہنا	۸۴	۴	ادہر	اوپر
۶۸	۷	کودکو	کود	۸۵	۱۰	رہے اور	رہے وہ
〃	۱۲	کلیدونت	کلاونت	〃	۱۱	تعین	تعلق
۷۰	۴	ازہ	تازہ	۸۷	۱۳	خلاق	طلاق
〃	۱۹	رفع	فارغ	۸۹	۱۲	محبت	صحبت
۷۱	۱۹	ٹی بی ہبرون	ٹی ای بی برون	۹۰	۱۲ و ۱۹	رکوع ۹	رکوع ۱۰
۷۲	۹	اکٹم	رکٹم	〃	۱۸	معتبر ہین	معترضین
〃	۱۳	دوڑ	دو	۹۱	۹	سے کہہ	سے کہ
〃	۱۴	بکس	تنفس	۹۲	۲	رکوع ۷	رکوع ۱۴
				〃	۱۰	رکوع ۶	رکوع ۹

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۱۷	جاثل	جو مثل	۱۱۰	۸	اجزاے	اجزائے
۹۵	۷	عورتین ہم	مسلمان عورتین کم	〃	۱۹	غلیظ	غلط
۹۶	۹	اوراس	لہذا اس	۱۱۲	۳	راسطے	واسطے
۹۷	۸	محبت	صحبت	۱۱۳	۳	ہاتھہ	ساتھہ
〃	۱۴	لگتا اور	لگنا اور اوس	〃	۱۵	محبت	صحبت
۱۰۱	۱	پرشکلے کی	پشکلے	۱۱۴	۱۱	مضاہرت	حرمت مصاہرت
۱۰۲	۷	مخصوص	مقوی	〃	حاشیہ	۲ حرمت ۱۲	۲ سسرال کا ناتا ۱۲
〃	۱۷	مارنا ہے	مارنا پڑے	۱۱۶	۸	ہو قابل	جو قابل
۱۰۳	۱۴	جیا	جب	〃	۱۱	گرن	گرمی
۱۰۴	۱۵	چوپایون	چوپایہ ہون	〃	۱۲	اگرچہ	اگر
〃	۱۸	کے بطی	کہ بطی	۱۱۷	۱	ہوی	ہوتی
۱۰۵	حاشیہ	+	حرمت خنزیر	〃	۳	آتا	رہتا
〃	۱۵	نام کے	نام کے ساتھہ	〃	۸	بیشتر نہین	بیشتر نہین
〃	۱۹	حرام ہو	حرام ہونیکی لائق ہے	〃	۱۰	شراب	جو شراب
۱۰۶	۱۶	اوٹھہ کر	اولٹ کر	〃	۱۲	غشے	رعشے
〃	۱۸	ہوجاتے	ہوجانے	〃	۱۴	سے قدی	سے فوری
۱۰۸	۱۷	جنگسین	جنگین	۱۱۸	۱۵و۱۶	پھر	پھیر
۱۰۹	۱۶	یہہ نہایت	بہ نہایت	۱۱۹	۳	پھر دینے	پھیر دینے
۱۱۰	۵	آزاردے	آزادی	〃	۵	ریل	تبدیل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۹	۸	جس طرح کہا	جس طرح کا لیا	۱۳۶	۱۸	رہنا تہا	اس نقطے کے بعد ایک صفحہ چھوٹ گیا ہے جو علیحدہ منسلک ہے یہان لگا دیا جائے ۱۲
۱۲۰	۳	بچھر تباہ	گھر تباہ				
۱۲۱	۱۴	لگے	لگے				
ر	۱۹	بغیر تنقیہ	بطور تنقیہ				
۱۲۲	۱۰	مضر	مضمر				
ر	ر	غود	غور				
ر	۱۴	سیرون ہین	سیرون ہی				
۱۲۴	۸ و ۱۰	تجربون	تجزیون				
۱۲۵	۱۸	صفتین	صنفین				
۱۲۶	۱۰	یا ہتیار	ہتیار				
ر	۱۵	سنت تہی	سنت بہی				
۱۲۷	۱۱	پیلا ہونا	پہیلا ہونا				
ر	۱۵	کرنیکی	کرنیکی اعتقاد مقرر ہے				
۱۲۸	۹	سب سے	سب سے افضل فائدہ پہونچانے مشہور ہے				
.		.	ہی جامع ہین کلی مانی کو				
۱۳۰	۱۰	آدئیون	آدمی برائیون				
ر	۱۴	سوزنش	سرزنش				
۱۳۱	۷	بخشنے	بخشنے				
۱۳۵	۱۵	حاصل	حاصل ہوا				

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ

فروگزاشت صفحہ ۱۳۶ سطر ۱۸

میستری جو تعمیر مکان پر متعین تہا روزانہ سہ پہر کو آکر کام کی رپورٹ کر جاتا تہا۔ ایک روز مین اور میرے بہائی اور میرے دوست عبدالباسط خان کچہہ کہا رہے تھے دسترخوان پر دودہ شکر ڈبل روٹی کہیر اور پوریان تہین اوسی حال مین میستری مذکور اندر چلا آیا ہم کہاتے رہے وہ دیکہا کیا خانصاحب کے دوتین ہی نوالے باقی تھے بہائی سہ ربع کہا چکے تھے اور مین نے اوسی وقت شروع کیا تہا پس اس کی نظر کا اثر ہم تینون پر اوسی نسبت سے ہوا یعنے خانصاحب کو کچہہ نفخ سا ہو گیا رات کو غذا تو کہا ی مگر پوری اشتہا سے نہین۔ بہائی کو سوء ہضمی ہو گئی دو دست آئے شب مین فاقہ کرنا پڑا مگر میرا حال یہہ ہوا کہ رات بھر بے چینی رہی شدت کا قولنج ہوا اور صبح ہوتے ہوتے بے ہوشی طاری ہو گئی الحاصل مین برابر چہہ مہینے بیمار رہا اور اس قدر تکلیف اوٹھائی کہ خدا کی پناہ۔ اب اس تفاوت مدارج تاثیر و تکلیف پر غور کیا جائے کہ جس نے جسقدر غذا اوس کے سامنے کہائی اوتنا ہی وہ بیمار ہوا گیا اس کا سبب اوسکی نظر کے سوائے کوئی اور ہوسکتا ہے غذا سبہون نے وہی کہائی تہی اور اوسی قدر کہائی تہی اگر اوسمین کچہہ ہوتا تو سب پر مساوی اثر ہوتا بجائے اس کے جس مقدار غذا اوس کے روبرو کہائی گئی اوتنا ہی اثر ہونا بیشک اوسکی نظر کا سبب ٹہیرا نہ اور کچہہ۔

حضرت والد مرحوم مغفور فرماتے تھے کہ وہ ایک روز اپنے بچپن مین کسی پتہر کی سل پر گرے اون کی ددا دوڑی آئی اور چہاتی کوٹ کر کہنے لگی کہ امان کتنی بڑی چٹان ہے بس اس کے ساتہہ ہی وہ پتہر دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہہ ہین ہماری چشمدید واقعات و تجربات۔